عمران سیریز
ماسٹر لیبارٹری
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''ماسٹر لیبارٹری'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ لیبارٹریوں پر بے شمار ناول لکھے جا چکے ہیں لیکن موجود دور لیبارٹریوں کا ہی دور ہے۔ ایسی ایسی لیبارٹریاں تیار کی جا رہی ہیں جنہیں محفوظ ترین اور نا قابل تسخیر سمجھا جاتا ہے اور ہوتا بھی ایسا ہی ہے لیکن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اپنا مشن مکمل کرنا ہوتا ہے اس کے لئے انہیں جو جدوجہد کرنا پڑتی ہے وہ واقعی قابل تحسین ہوتی ہے۔ موجودہ ناول بھی ایک ایسی لیبارٹری پر لکھا گیا ہے جسے واقعی ہر لحاظ سے نا قابل تسخیر بنا دیا گیا تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں نے چیلنج قبول کر لیا۔ پھر کیا ہوا اور کیسے ہوا یہ تفصیل تو آپ ناول پڑھ کر ہی معلوم کر سکیں گے البتہ ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط، ای میلز اور ایس ایم ایس اور ان کے جواب پڑھ لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کم نہیں ہیں۔

لاہور ٹاؤن شپ سے وراثت نے ایس ایم ایس کیا ہے کہ پوری ٹیم کو مشن پر نہ بھجوایا کریں کیونکہ کوئی نہ کوئی ممبر باوجود میک اپ کے عمران کا نام لے دیتا ہے اس طرح لیڈیز کی بھی مکمل ٹیم بنائیں جتنی تعداد مردوں کی ہے اتنی ہی عورتیں ہوں اور کسی مشن

میں صرف عورتوں کی ٹیم کو عمران لیڈ کرے تاکہ دلچسپی قائم رہے۔ امید ہے آپ خیال رکھیں گے۔

محترم وراثت صاحب۔ ایس ایم ایس بھجوانے کا شکریہ۔ ادھر آپ نے تجویز پیش کی ہے کہ پوری ٹیم کو مشن پر نہ بھیجا کریں اور ادھر خود ہی تجویز دے رہے ہیں کہ خواتین کی مکمل ٹیم تیار کر کے اسے مشن پر بھیجا کریں۔ اب آپ خود بتائیں کہ آپ کی کون سی بات مانی جائے اور کون سی نہ مانی جائے۔ امید آپ جواب ضرور دیں گے۔

لاہور سے سید قیصر جاوید بخاری لکھتے ہیں کہ میں گزشتہ بیس سالوں سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ آپ کی تحریروں سے میں نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ خاص طور پر مشکل حالات میں حوصلے اور ہمت سے کام لینا۔ ایک سوال ذہن میں موجود ہے امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے کہ عمران کا بحیثیت چیف آف سیکرٹ سروس انتخاب کس نے کیا تھا۔ کیا پاکیشیا کی قومی اسمبلی نے یا کسی ادارے نے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ بظاہر تو عمران سنجیدہ ہی نہیں رہ سکتا اور انتخاب کے وقت بھی ظاہر ہے عمران ایسا ہی ہو گا۔ پھر کس بنیاد پر اس کا انتخاب کیا گیا۔

محترم سید قیصر جاوید بخاری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو آپ نے سیکرٹ سروس کو عام سی سروس سمجھ کر ایسا سوچا ہے۔ ایسے

انتخاب اس طرح نہیں ہوتے کہ اخبار میں اشتہار دیا کہ سیکرٹ سروس کے چیف کی آسامی خالی ہے اور فلاں فلاں اہلیت کے افراد اپلائی کریں اور پھر ان کی ڈگریاں چیک ہوتی ہیں اور ان کے انٹرویو ہوتے ہیں۔ علامہ اقبال کے ایک مصرعے کو ذہن میں رکھیئے تو آپ کو اپنے سوال کا جواب مل جائے گا کہ قدرت خود بخود کرتی ہے گل لالہ کی حنا بندی ایک اور شعر بھی اس کی ترجمانی کرتا ہے کہ فطرت کرتی ہے پرورش برسوں۔ حادثہ ایک دم نہیں ہوتا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جوہر آباد سے حاجی عبدالغفور زاہد لکھتے ہیں کہ میں تقریباً پندرہ ماہ بعد آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ اس کی وجہ میری طویل علالت ہے۔ اس وقت بھی میں بستر علالت پر ہوں۔ اس بیماری کے دوران آپ سے سیکھا ہوا سبق کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بلکہ پورے حوصلے سے سخت دنوں کا مقابلہ کریں۔ آج میں پہلے سے کہیں بہتر ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مشکل میں نماز پڑھو اور صبر سے کام لو تو الحمدُ للہ میں اس بیماری کے باوجود بھی نماز باقاعدگی سے ادا کرتا رہا ہوں اور بیماری کے باوجود آپ کے ناولوں کا مطالعہ بھی جاری رہا جس سے مجھے زیادہ تقویت ملتی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا آپ کو ضرور اجر دے گا۔ آپ سے اور آپ کے تمام قارئین سے درخواست ہے کہ وہ میری صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

محترم حاجی عبدالغفور زاہد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی بیماری کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ سے استدعا ہے کہ وہ آپ کو جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آپ حوصلہ بلند رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہی شفا دینے والا ہے وہ ضرور آپ کو مکمل شفا عنایت فرمائے گا۔ بیماریاں بھی آزمائش ہوتی ہیں اور جو اس آزمائش پر پورا اترتے ہیں انہیں بھی جزائے خیر ملتی ہے۔ میری قارئین سے بھی استدعا ہے کہ وہ آپ کی صحت یابی کے لئے ضرور دعا کریں امید ہے آپ کے اگلے خط میں آپ کی صحت کاملہ کی خوشخبری ہو گی۔ انشاء اللہ۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس کی ریوالونگ کرسی پر ایک بھاری جسم کا مالک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا سامنے موجود فائل پر جھکا ہوا تھا۔ وہ سر سے گنجا تھا البتہ سر کے عقب میں سفید رنگ کے بالوں کی جھالر سی لٹکی ہوئی تھی۔ اس کی تمام تر توجہ فائل پر ہی تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی خاصی تیز آواز میں بج اٹھی تو وہ اس طرح چونک پڑا اور سیدھا ہوا جیسے آفس میں اچانک کوئی دھماکہ ہو گیا ہو۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل جیکسن بول رہا ہوں''...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

''وکٹر بول رہا ہوں کرنل۔ آپ نے فون کیا تھا۔ میں اس وقت فیلڈ میں تھا اب آفس واپس آیا ہوں تو اطلاع ملی ہے۔ حکم''۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''میرے آفس آؤ''...... کرنل جیکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھ

دیا۔ کچھ دیر بعد بیرونی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی پھر دروازہ خود ہی کھل گیا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا جس نے جینز کی پینٹ اور سیاہ لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ چہرے کی ساخت لمبوتری تھی۔ آنکھوں میں چمک اور تیزی نمایاں تھی۔ آنے والے نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''بیٹھو وکٹر''...... کرنل جیکسن نے کہا تو آنے والا میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کبھی پاکیشیا گئے ہو''...... کرنل جیکسن نے کہا تو وکٹر بے اختیار چونک پڑا۔

''پاکیشیا۔ یہ کون سا ملک ہے باس''...... وکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو تم پاکیشیا کا نام بھی نہیں جانتے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''میں تو آج آپ کے منہ سے پہلی بار سن رہا ہوں۔ کس براعظم کا ملک ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''براعظم ایشیا کا ملک۔ کافرستان کا نام سنا ہوا ہے تم نے یا نہیں''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''سنا ہے باس۔ یہ نام تو کئی بار سنا ہے''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کافرستان اور پاکیشیا ہمسایہ ملک ہیں لیکن دونوں ایک دوسرے کے دشمن ملک سمجھے جاتے ہیں۔ پاکیشیا چھوٹا ملک ہے جبکہ

کافرستان اس سے پانچ گنا بڑا ملک ہے لیکن پاکیشیا چھوٹا ملک ہونے کے باوجود پورے علاقے میں طاقتور ملک سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی ملک ہے اور سب سے زیادہ اہمیت یہ ہے کہ ایٹمی ملک ہے''...... کرنل جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ تو کیا اس بار مشن پاکیشیا میں مکمل ہونا ہے''۔ وکٹر نے کہا۔

''ہاں۔ وہاں کے ایک سائنسدان ڈاکٹر اکبر کو ہلاک کرنا ہے اور جس لیبارٹری میں وہ کام کر رہا ہے اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس باس۔ اس کی تفصیل کیا ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''اطالوی سائنسدان ایک ایسے آلے پر کام کر رہے ہیں جو ایٹمی ہتھیاروں کو ایک مخصوص رینج میں ڈی فیوز کر دے گا۔ دوسرے لفظوں میں اس مخصوص رینج میں ایٹمی ہتھیار فائر نہ ہوسکیں گے۔ یہ انتہائی انقلابی اور اہم آلہ ہے اس لئے اطالوی حکومت اور سائنسدانوں نے اسے انتہائی خفیہ رکھا ہوا ہے ورنہ ایکریمیا سمیت تمام سپر پاورز اس آلے کو حاصل کرنے کے لئے اطالیہ پر چڑھ دوڑیں گے لیکن کافرستان سے ہمیں ایک مصدقہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پاکیشیا میں کسی خفیہ لیبارٹری میں پاکیشیائی سائنسدان جس کا نام ڈاکٹر اکبر ہے وہ بھی اس فارمولے پر کام کر رہا ہے۔ کافرستان حکومت بھی اس اطلاع پر بے حد پریشان ہے کیونکہ اگر

پاکیشیا یہ آلہ ایجاد کر لیتا ہے تو وہ اس آلے کی مدد سے کافرستان کے ایٹمی ہتھیاروں کو ڈی فیوز کر دے گا مگر پاکیشیا کے ایٹمی ہتھیار ویسے ہی کارآمد رہیں گے اس طرح پاکیشیا، کافرستان کو کسی بھی وقت تباہ و برباد کرسکتا ہے۔ کافرستان نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ڈاکٹر اکبر کو ٹریس کر کے اس سے فارمولا حاصل کر لے لیکن اس کے ایجنٹ ناکام رہے ہیں۔ ہمیں بھی اتفاقاً یہ اطلاع مل گئی تو اطالوی حکومت بھی پریشان ہوگئی کیونکہ اب تک ہم یہی سمجھ رہے تھے کہ ہم ہی اس فارمولے پر کام کر رہے ہیں لیکن پاکیشیا میں بھی اگر اس پر کام ہو رہا ہے تو وہ ہم سے پہلے اس فارمولے کو مکمل کر کے اس کا تجربہ کر سکتے ہیں اور پھر سپر پاورز بھی پاکیشیا کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی اور خاص طور پر کافرستان تو پاکیشیا کے مقابلے میں بے بس ہو کر رہ جائے گا چنانچہ اس اطلاع کی پہلے ہم نے اپنے طور پر تصدیق کی۔ اطلاع درست ثابت ہوئی تو ہم نے اطالیہ کے پاکیشیا میں موجود مستقل ایجنٹوں کو حرکت دی تاکہ وہ ڈاکٹر اکبر اور اس کی لیبارٹری کو تلاش کریں لیکن وہ بھی ناکام رہے۔ ڈاکٹر اکبر کی موجودگی کو تو سب تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ کسی کو بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور جس لیبارٹری میں وہ کام کر رہے ہیں وہ کہاں ہے۔ چنانچہ حکومت نے مجھے یہ مشن دیا ہے اور میں نے چیلنج کے طور پر مشن لیا ہے کہ سپیشل سروسز ایجنسی اس سے پہلے اس سے بڑے بڑے چیلنج- کامیابی سے نمٹا چکی ہے''...... کرنل جیکسن نے تفصیل

سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ہم اسے وہاں تلاش کیسے کریں گے جبکہ ان کے ہمسایہ ملک کافرستان کے ایجنٹ جو یقیناً وہاں کے ماحول اور کلچر کو جانتے ہوں گے تلاش نہیں کر سکے اور ہم تو پہلی بار وہاں جائیں گے''۔ وکٹر نے کہا۔

''مایوسی کی باتیں مت کرو۔ ہم نے ہر صورت میں اس مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنا ہے''...... کرنل جیکسن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں حقائق کی بات کر رہا ہوں باس۔ مایوسی کی نہیں''۔ وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے اپنے طور پر وہاں سے معلومات حاصل کی ہیں۔ ان کے مطابق سائنسدانوں کے انچارج ایک بہت ہی سینئر سائنسدان سرداور ہیں لیکن ان تک کسی کی اپروچ نہیں ہے۔ وہ کسی ایسی لیبارٹری میں کام کرتے ہیں جسے باوجود کوشش کے ٹریس نہیں کیا جا سکا لیکن ان کے ایک سائنسدان ڈاکٹر فرخ ہیں جو کلب اٹنڈ کرنے اور گیم مشینوں کے ذریعے جواء کھیلنے کے بے حد شوقین ہیں۔ ایسے لوگوں کو دولت کی شدید خواہش ہوتی ہے۔ اگر تم اسے ٹریس کر کے اس کی مدد سے ڈاکٹر سرداور کے ذریعے ڈاکٹر اکبر اور اس کی لیبارٹری ٹریس کر لو تو مشن یقیناً کامیاب ہوسکتا ہے''۔ کرنل جیکسن نے کہا۔

''ایسے ہی ہو گا۔ مجھے صرف پہلا کلیو چاہئے تھا وہ مل گیا ہے۔ اب باقی کام میرا ہے''...... وکٹر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''اب ایک اور بات سن لو۔ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس سے دنیا کی تمام تنظیمیں خوفزدہ رہتی ہیں حتیٰ کہ سپر پاورز بھی اس کا نام سن کر کانپ اٹھتی ہیں اور خاص طور پر سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک جوکر نما نوجوان علی عمران کا تو نام سن کر ہی ایجنٹوں کو موت نظر آنے لگ جاتی ہے کیونکہ یہ سروس انتہائی تیزی سے کام کرتی ہے اور عمران بھیڑ کے روپ میں خوفناک بھیڑیا ہے۔ تم نے اس عمران اور اس سیکرٹ سروس سے بچنا ہے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''سیکرٹ سروس تو باس ملک سے باہر کام کرتی ہے ملک کے اندر تو سول انٹیلی جنس اور ملٹری انٹیلی جنس کام کرتی ہیں اور ہمارے مشن کا باہر سے تو کوئی تعلق نہیں ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ پاکیشیا میں لیبارٹریوں کی حفاظت ملٹری انٹیلی جنس کے ذمے ہے لیکن عمران کو اگر اس کی بھنک بھی پڑ گئی تو وہ کسی بھوت کی طرح تمہارے پیچھے پڑ جائے گا اور پھر تمہاری سب کامیابیاں اچانک ناکامیوں میں بدلتی چلی جائیں گی اس لئے تم نے ہر صورت میں اس سے بچ کر رہنا ہے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی لیکن وہاں ہماری مدد کرنے کے لئے کوئی گروپ تو ہو گا''...... وکٹر نے کہا۔

''ہاں۔ پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک معروف کلب ہے رین بو کلب۔ اس کا جنرل مینجر اور مالک رونالڈ اطالوی ہے لیکن طویل عرصہ سے پاکیشیا میں رہ رہا ہے۔ وہ وہاں اطالوی ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے اور تمہارے بارے میں اسے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ تم اس سے رابطہ کر کے اپنی ہر ضرورت پوری کر سکتے ہو''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس باس۔ اب مجھے اجازت تاکہ میں تیاری کر سکوں''۔ وکٹر نے کہا۔

''رونالڈ کا خصوصی فون نمبر نوٹ کر لو۔ تم نے اسے اپنا نام اور ایجنسی کا نام بتانا ہے۔ باقی کام وہ کرے گا۔ بس تم نے اس عمران سے بچنا ہے۔ اب تم جا سکتے ہو اور ہاں۔ کوئی بھی الجھن ہو تو مجھے فون کر سکتے ہو''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''تھینک یو باس''...... وکٹر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے وہ مڑا اور آفس سے باہر چلا گیا تو کرنل جیکسن نے رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس چیف''...... ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا کے رین بو کلب کے رونالڈ سے میری بات کراؤ''۔

کرنل جیکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیکسن نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیکسن نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

''جناب رونالڈ لائن پر ہیں''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ کرنل جیکسن بول رہا ہوں''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس سر۔ رونالڈ بول رہا ہوں''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''وکٹر کو پاکیشیا مشن پر بھیجا جا رہا ہے۔ تم نے اس کی ہر طرح سے مدد کرنی ہے۔ کسی شکایت کا موقع نہیں آنا چاہئے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس سر۔ آپ کو کوئی شکایت نہیں ہو گی''...... رونالڈ نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا معاوضہ تمہیں کل مل جائے گا۔ اوکے۔ گڈ بائی''۔ کرنل جیکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے فائل نکالی اور اسے سامنے رکھ کر کھولا اور اسے پڑھنے لگا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی رسالے کی ورق گردانی میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی لیکن عمران نے اسی طرح سنی ان سنی کر دی جیسے وہ گھنٹی نہ بج رہی ہو لیکن گھنٹی مسلسل بجتی رہتی تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

''فون کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں۔ اگر تین گھنٹیوں کے باوجود فون اٹنڈ نہیں کیا جا رہا تو فون آف کر دو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اور فون کے یہ بھی آداب ہوتے ہیں کہ پہلی گھنٹی پر ہی فون اٹنڈ کر لیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ کال کرنے والا کسی ایمرجنسی میں ہو''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''غریب علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کا ایمرجنسی سے کیا تعلق۔ ایمرجنسی تو ہسپتال، فائر بریگیڈ، ایمبولینس

وغیرہ میں ہوسکتی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مالی ایمرجنسی بھی تو ہوسکتی ہے''...... دوسری طرف سے صفدر نے کہا۔

''اسی لئے تو میں نے اپنے تعارف کا آغاز ہی لفظ ''غریب'' سے کیا تھا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''غریب کا مطلب ہوتا ہے وہ آدمی جس کا کوئی دوست نہ ہو''...... صفدر نے بھی برجستہ جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں ان معنوں میں بھی غریب ہوں کیونکہ ایک شاعر نے کہا ہے کہ ہر مدد کرنے والا دوست نہیں ہوتا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کو آپ کے دوستوں سے ملانے کے لئے تو میں نے فون کیا ہے۔ ہم سب اس وقت مس جولیا کے فلیٹ پر موجود ہیں۔ اگر آپ آ جائیں تو بہتوں کا بھلا ہو جائے گا ورنہ دوسری صورت میں ہم سب آپ کے فلیٹ پر آ جاتے ہیں تاکہ آپ کا بھلا ہو سکے''...... صفدر نے کہا۔

''ارے ارے میں واقعی غریب ہوں۔ ان دنوں سلیمان بھی گاؤں گیا ہوا ہے اور اکیلا چنا تو بھاڑ بھی نہیں جھونک سکتا''۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''تو پھر آ جائیں۔ جلدی''...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور

رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ لباس تبدیل کر کے وہ فلیٹ لاک کر کے اور حفاظتی نظام کا سوئچ آن کر کے وہ سیڑھیاں نیچے اتر آیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے اس رہائشی پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں ان دنوں جولیا کا فلیٹ تھا۔ سیکرٹ سروس کے اراکین رہائش گاہیں اکثر بدلتے رہتے تھے۔ پلازہ کی پارکنگ میں اسے واقعی تقریباً تمام ساتھیوں کی کاریں کھڑی نظر آ رہی تھیں۔ عمران کو معلوم تھا کہ کافی دنوں سے سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے اس دوران اس کے ساتھی اکثر جولیا کے فلیٹ میں اکٹھے ہو جاتے تھے یا پھر کسی ہوٹل کا فنکشن اٹنڈ کر لیا جاتا تھا۔ کار لاک کر کے عمران آگے بڑھا۔ جولیا کا فلیٹ تیسری منزل پر تھا۔ وہاں دو لفٹیں بھی موجود تھیں لیکن عمران سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی عادت تھی کہ اگر ایمرجنسی نہ ہو تو پھر وہ لفٹ کی بجائے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جانے کو ترجیح دیا کرتا تھا کیونکہ اس کا قول تھا کہ سیڑھیاں چڑھنا بہترین ورزش ہے اور جب کوئی ایمرجنسی نہ ہو تو بجائے لفٹ کے سیڑھیوں کو ترجیح دی جائے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جولیا کے فلیٹ کے بند دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... ڈور فون سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''ارے یہ کسی مرد کا فلیٹ ہے۔ جولیا کی آواز تو اتنی کرخت

نہیں ہو سکتی''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو دوسری طرف سے کٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بھی کھلتا چلا گیا۔

''کیا مطلب۔ کیا اس طرح بھی صنف تبدیل ہو سکتی ہے کہ آواز تو آواز، پورا جسم ہی تبدیل ہو جائے''...... عمران نے حیرت سے پلکیں بار بار جھپکاتے ہوئے کہا تو دروازے پر کھڑا صفدر ہنس پڑا۔

''کاش ایسا ہو سکتا تو آدھا ملک آپ کا جسم اختیار کرنے کا خواہشمند ہوتا''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میرا جسم۔ ارے سلیمان مجھے کئی بار کہہ چکا ہے کہ میں بے ڈول جسم کا مالک ہوں۔ مجھے سر کے بل الٹا کھڑے ہونا چھوڑ دینا چاہئے ورنہ کسی روز میں واقعی الٹا ہو جاؤں گا''...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران کے اندر آنے پر صفدر نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ دونوں بڑے ہال کمرے میں پہنچ گئے جہاں جولیا اور صالحہ سمیت سیکرٹ سروس کے تمام ساتھی موجود تھے۔ سلام دعا کے بعد عمران بھی صفدر کے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ الفرڈ ہوٹل میں آج رات کلچرل شو ہو رہا ہے۔ ہم نے ٹکٹیں تو حاصل کر لی ہیں لیکن چار ٹکٹیں کم ہیں آپ سمیت''...... صفدر نے کہا۔

''تو چار آدمی مجھ سمیت شو نہ دیکھیں۔ ویسے بھی کلچرل شو کیا ہوتا ہے۔ پرانے زمانے کے ملبوسات اور پرانے زمانے کے برتن وغیرہ اور کیا ہوتا ہے کلچرل شو میں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پرانے دور کی چیزیں اپنے اندر علیحدہ کشش رکھتی ہیں عمران صاحب۔ پھر پرانے دور کی موسیقی اور گیت''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب مسئلہ چار ٹکٹوں کا ہے تو میں، جولیا، صفدر اور صالحہ چاروں کسی ہوٹل میں بیٹھ کر کھانا کھا لیں گے۔ باقی دیکھ آئیں کلچرل شو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ہم سب نے تم سمیت جانا ہے اور سنو۔ ہر بار ایک جیسی حرکت کرتے ہوئے تم احمق دکھائی دیتے ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''دیکھنے والی آنکھیں چاہئیں۔ قدرت نجانے کیا کیا دکھاتی ہے''...... عمران نے عاشقانہ انداز میں لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ پلیز''...... صفدر نے جولیا کا چہرہ بگڑتا دیکھ کر منت بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ اگر اتنا ہی ضروری ہے تو میں بات کرتا ہوں''۔ عمران نے کہا تو سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے کیونکہ انہیں سو فیصد یقین تھا کہ عمران آمادہ ہو گیا تو یہ کوئی مسئلہ نہ ہو گا۔ عمران نے

رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''الفرڈ ہوٹل کے جنرل مینجر کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''لیں''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ایک بار لیں کہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تین بار لیں کہنے پر نکاح ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یو شٹ اپ''...... دوسری طرف سے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''نیکی کا زمانہ نہیں رہا۔ میں اسے سمجھا رہا ہوں اور محترمہ الٹا ناراض ہو گئی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم ایسی فضول باتیں کیوں کرتے ہو۔ کیا تمہارا دماغی توازن خراب ہے''...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''مسئلہ تو ان کا ہے یعنی خاتون کا کہ توازن میں بھی کوئی موجود ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن ساتھ ساتھ وہ

ایک بار پھر نمبر پریس کیئے جا رہا تھا۔

''یس''...... وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''الفرڈ ہوٹل کے جنرل مینجر سے کہو کہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سے بات کرو ورنہ تمہارا ہوٹل دھماکوں سے اڑا دیا جائے گا''...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کون۔ آپ کون ہیں۔ کیا مطلب۔ آپ دھمکی دے رہے ہیں''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ بات کراؤ رابرٹ سے''...... عمران نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... فون سیکرٹری نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہیلو۔ جنرل مینجر رابرٹ ہڈسن بول رہا ہوں''...... رابرٹ نے اپنا پورا نام لیتے ہوئے کہا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذات خود بول رہا ہوں''...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے اتنا لمبا سانس لیا گیا جیسے سارے کمرے کی ہوا پھیپھڑوں میں بھری جا رہی ہو۔

''تو آپ تھے۔ فون سیکرٹری بے چاری تو بے حد خوفزدہ ہو گئی تھی''...... رابرٹ نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''خوفزدہ تو اس نے ہونا تھا کہ میں نے فون کیا تو اس نے یس کہا۔ میں نے اسے سمجھایا کہ محترمہ تین بار یس نہ کہہ دینا ورنہ نکاح ہو جائے گا اور وہ الٹا ناراض ہو گئی''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف موجود جنرل مینجر رابرٹ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اب تم ہنس پڑے ہو تو سن لو کہ مجھے کلچرل شو کے لئے سپیشل ایونیو کی چار سیٹیں چاہئیں''...... عمران نے کہا۔

''ویری سوری عمران صاحب۔ سپیشل ایونیو تو کیا، کسی بھی ایونیو میں ایک سیٹ بھی خالی نہیں ہے''...... جنرل مینجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میڈم لوسیا کا فون نمبر تو تمہیں معلوم ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ آپ یقین کریں۔ واقعی سیٹ نہیں ہے''...... جنرل مینجر نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک کہہ رہے ہو گے لیکن تمہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ چار گیم مشینیں اس سرکل میں چلنے کی وجہ سے لاکھوں روپے روزانہ تمہارے اکاؤنٹ میں جمع ہوتے رہتے ہیں جبکہ میڈم لوسیا کو اس کا علم نہیں ہوتا اس لئے میں انہیں صرف آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ حساب کتاب کس طرح برابر کرتی ہیں''...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''پلیز عمران صاحب۔ آپ انتہائی خطرناک آدمی ہیں۔ آپ کو

ہر گہرائی کی اندر کی بات کا علم ہوتا ہے۔ آپ بے فکر رہیں چار سیٹیں کیا پانچ چھ جتنی چاہیں سیٹیں لے لیں۔ پلیز میڈم تک یہ اطلاع نہیں پہنچنی چاہئے۔ پلیز''...... جنرل مینجر رابرٹ نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''میرا مسئلہ تھا سیٹیں لینا۔ ایسے گھپلے تو ہر ہوٹل میں ہوتے رہتے ہیں۔ اب بولو چار سیٹیں سپیشل ایونیو میں مل سکتی ہیں یا نہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بالکل مل سکتی ہیں بلکہ آپ کو مل چکی ہیں۔ آپ اسسٹنٹ ڈائریکٹر۔ یونس سے کسی بھی وقت لے سکتے ہیں''...... جنرل مینجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اور کچھ''...... عمران نے ایسے کہا جیسے یہ اس کے لئے بڑی معمولی سی بات ہو۔

''یہ میڈم لوسیا کون ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہوٹل کی مالکہ اور چیئر پرسن۔ انتہائی سخت مزاج خاتون ہے۔ بھرے ہوٹل میں دوسروں کی ایسی بے عزتی کرتی ہے کہ اس کا بس نہیں چلتا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ چار مشین گیموں کا کیا مسئلہ ہے۔ یہ ایسی کون سی دھمکی ہے کہ جنرل مینجر اس بارے میں سنتے ہی مکمل طور پر

ڈھیر ہو گیا تھا‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’ہوٹلوں اور کلبوں میں ایسے معاملات چلتے ہی رہتے ہیں۔ چار گیم مشینوں کو کاغذات میں خراب ظاہر کر دیا گیا ہے جبکہ وہ ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اس طرح ان مشینوں پر لاگو ڈیوٹی بھی بچ گئی اور ان مشینوں سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ بھی کاغذات میں ظاہر نہیں ہوتی اور تمام رقم روزانہ جنرل مینجر اور اس جیسے دوسرے عملے کے درمیان تقسیم ہو جاتی ہے اور روزانہ یہ آمدنی لاکھوں میں ہوتی ہے‘‘۔ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو صدر نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اس کی ذہنی الجھن واقعی سلجھ گئی ہو۔ پھر جولیا اور صالحہ نے کچن سے چائے لا کر بسکٹوں سمیت پیش کر دی۔

’’عمران صاحب۔ خاصے طویل عرصہ سے کوئی مشن سامنے نہیں آ رہا۔ ہم تو فارغ رہ رہ کر تنگ آ چکے ہیں۔ آپ چیف سے اجازت لے دیں تا کہ ہم ہفتہ دو ہفتے بیرون ملک گزار آئیں‘‘۔ چائے پینے کے دوران صفدر نے کہا۔

’’ڈپٹی چیف موجود ہے۔ اجازت لینے میں کیا دیر لگتی ہے‘‘۔ عمران نے کن انکھیوں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

’’مس جولیا نے چیف سے بات کی تھی لیکن چیف نے تمام ممبران کو اکٹھے باہر جانے سے روک دیا۔ چیف کا کہنا تھا کہ کسی بھی وقت کوئی اہم مشن سامنے آ سکتا ہے۔ تین تین افراد کی ٹولیاں باری باری جا کر چھٹی منا آئیں لیکن اس طرح تو کوئی لطف نہیں

آئے گا الٹا بوریت ہو گی‘‘...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’چیف بھی کمال کرتا ہے۔ تم سب کی کیا ضرورت ہے۔ اکیلا عمران ہی کافی ہے‘‘...... عمران نے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

’’آپ کے بغیر خاک لطف آئے گا اس لئے آپ بھی ہمارے ساتھ ہوں گے‘‘...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’ارے پھر تو واقعی سوچنے کی بات ہے‘‘...... عمران نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ چیف سے اجازت لے دیں۔ صرف ایک ہفتے کی‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’لیکن اس ہفتے کے دوران اگر کوئی کیس سامنے آ گیا تو پھر‘‘...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’جولیا سپیکنگ‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’ایکسٹو‘‘...... دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

’’یس سر۔ حکم سر‘‘...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’عمران موجود ہے یہاں‘‘...... چیف نے پوچھا۔

’’یس چیف‘‘...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اسے رسیور دو‘‘...... چیف نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور جولیا

نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از فلیٹ جولیانا فٹز واٹر بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سرداور سے بات کرو''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ نے سرداور کو فون نہیں کرنا''۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اب پیش گوئی سن لو۔ کوئی نہ کوئی مشن شروع ہو چکا ہے اور اپنا چیک یقینی بنانے کے لئے مجھے سرداور کے آفس جانا پڑے گا۔ اس لئے اب اجازت''...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار اس لیبارٹری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں سرداور رہتے تھے۔ عمران کو معلوم تھا کہ سرداور بغیر کسی اہم ترین مسئلے کے چیف کو فون نہیں کر سکتے اس لئے اس نے خود ذاتی طور پر ملنے کو ترجیح دی تھی۔

وکٹر رین بو کلب میں داخل ہوا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے پاکیشیا کے کسی کلب کی بجائے اطالیہ کے کسی کلب میں داخل ہوا ہو۔ صرف لوگ پاکیشیائی نظر آ رہے تھے لیکن کلب کی ڈیکوریشن اور ساخت میں اطالوی کلچر کی جھلک نمایاں تھی۔ وکٹر کو یہ سب کچھ دیکھ کر خاصی خوشگواری کا احساس ہونے لگا۔ کاؤنٹر پر تین لڑکیاں موجود تھیں۔

''یس سر''...... کاؤنٹر پر پہنچتے ہی لڑکی نے وکٹر سے مخاطب ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جنرل مینجر رونالڈ سے کہو کہ وکٹر ملاقات کے لئے آیا ہے''۔ وکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کے لئے پیشگی ہدایات موجود ہیں''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سائیڈ پر کھڑے ایک باوردی آدمی کو اس نے بلایا۔ اس آدمی کے سینے پر سپروائزر کا بیج نمایاں تھا۔

"صاحب کی جنرل مینجر آفس تک رہنمائی کرو"...... لڑکی نے سپروائزر سے کہا۔

"آیئے سر"...... سپروائزر نے وکٹر سے کہا اور وکٹر سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک شاندار لیکن مکمل طور پر اطالوی انداز میں سجے ہوئے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ جنرل مینجر رونالڈ اکہرے جسم اور قدرے لمبے قد کا اطالوی نژاد تھا۔ اس نے اٹھ کر وکٹر کا استقبال کیا۔

"آپ نے تو پاکیشیا کو اطالیہ بنا دیا ہے"...... رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اپنا ملک تو بہرحال اپنا ہی ہوتا ہے"...... رونالڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ دیوار کے ساتھ موجود ریک سے شراب کی بوتل اور دو گلاس اٹھا کر اپنے سامنے میز پر رکھے اور بوتل کھول کر اس نے گلاسوں میں شراب ڈالی اور پھر ایک گلاس اٹھا کر اس نے وکٹر کے سامنے رکھا جبکہ دوسرا اٹھا کر اپنے قریب کیا اور بوتل بند کر کے ایک سائیڈ پر رکھ دی۔

"اطالیہ کی شراب ہے جناب"...... رونالڈ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور پھر اپنا گلاس اٹھا لیا۔

"ہاں۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ آپ یہاں خوش ہیں۔ یہاں کے لوگ تو خاصے بیک ورڈ دکھائی دیتے ہیں"...... وکٹر نے بھی

شراب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

"بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن مجھے یہاں خاصا طویل عرصہ گزر گیا ہے۔ یہاں کے لوگ بیحد ذہین، محنتی اور جفاکش ہیں۔ ایسے ایسے کام سرانجام دے جاتے ہیں جن کا بظاہر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کرپشن بھی عام ہے لیکن یہ لوگ جس قدر کماتے ہیں اس سے زیادہ خرچ کرنے کے عادی ہیں۔ اس لئے یہاں پیسے کی ریل پیل رہتی ہے۔ فرض کریں ایسے کلب میں اطالیہ میں سالانہ ایک ہزار ڈالرز کماتا تو یہاں میں ایک لاکھ ڈالرز کما رہا ہوں"...... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ اب آپ بتائیں کہ چیف کرنل جیکسن نے آپ کو کیا ہدایات دی ہیں"...... وکٹر نے کہا۔

"انہوں نے کہا ہے کہ میں آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی ہر ممکن امداد کروں اور میں حاضر ہوں۔ آپ حکم دیں"...... رونالڈ نے کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا ٹارگٹ کیا ہے"...... وکٹر نے کہا۔

"چیف نے صرف اتنا بتایا ہے کہ آپ کو کسی سائنسدان کی تلاش ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ ایک سائنسدان ڈاکٹر فرخ ہمارے کلب میں بھی طویل عرصے سے آتا جاتا رہتا ہے"...... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ چیف نے بتایا تھا۔ اس ڈاکٹر فرخ کو استعمال کیا جا سکتا

ہے یا نہیں''...... وکٹر نے کہا۔

''استعمال سے آپ کا کیا مطلب ہے''...... رونالڈ نے چونک کر پوچھا۔

''ہمیں ایک اور سائنسدان ڈاکٹر اکبر کی تلاش ہے جو کسی خفیہ لیبارٹری میں اہم فارمولے پر کام کر رہا ہے۔ کیا ہم اس سلسلے میں ڈاکٹر فرخ پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ اسے دولت دے کر یا خوبصورت لڑکیوں کے جھرمٹ میں اسے پھنسا کر یا کوئی اور لالچ''...... وکٹر نے کہا۔

''اسے دولت کا لالچ دیا جا سکتا ہے۔ وہ کلب لائف خاصے عرصے سے گزار رہا ہے اور جواء کھیلنے کا بھی شائق ہے۔ ایسے لوگ اکثر ادھار پر بڑی بڑی رقمیں اٹھا لیتے ہیں کہ جواء جیت کر واپس کر دیں گے لیکن اکثر ہار کر مزید زیر بار ہو جاتے ہیں''...... رونالڈ نے کہا۔

''کیا میرے ساتھ اس کی کوئی میٹنگ ہو سکتی ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''بالکل ہو سکتی ہے۔ میں ابھی معلوم کراتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس وقت ہمارے کلب میں موجود ہو''...... رونالڈ نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے دو بٹن پریس کر کے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''لیس سر''......فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''مینجر مارٹن سے بات کراؤ''...... رونالڈ نے کہا۔

''لیس سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''لیس سر۔ میں مارٹن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مارٹن۔ ڈاکٹر فرخ کو آپ جانتے ہیں''...... رونالڈ نے کہا۔

''لیس سر۔ بہت اچھی طرح۔ وہ ہمارے کلب کے مستقل ممبر ہیں''...... مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو معلوم کریں کہ اس وقت وہ کہاں موجود ہیں۔ میری ان سے فون پر بات کرائیں''...... رونالڈ نے کہا۔

''بہتر سر۔ لیکن مسئلہ کیا ہے سر۔ آپ نے اچانک انہیں کیوں یاد کیا ہے''...... مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے ان سے چند ضروری لیکن خفیہ معلومات چاہئیں۔ ان معلومات کے بدلے وہ جو مانگیں گے انہیں دیا جا سکتا ہے''۔ رونالڈ نے کہا۔

''اوہ سر۔ مجھے معلوم ہے کہ پچھلے ہفتے وہ ریڈ لائن کلب میں دس لاکھ ڈالرز ہار گئے تھے اور آج کل بے حد پریشان ہیں''۔ مارٹن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ فوری ملاقات کا انتظام کرو''۔ رونالڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ اس سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... وکٹر نے قدرے

سخت لہجے میں کہا۔

''میں اسے اچھی طرح ٹٹولنا چاہتا ہوں تاکہ اگر کوئی لیکیج ہونے کا رسک ہو تو اسے ایڈجسٹ کیا جا سکے''...... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ میری بات کرائیں۔ میں خود انہیں ڈیل کروں گا۔ مجھے ایسے کاموں کا طویل تجربہ ہے''...... وکٹر نے کہا تو رونالڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رونالڈ نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رونالڈ نے کہا۔

''ڈاکٹر فرخ سپیشل روم میں موجود ہیں''...... دوسری طرف سے مینجر مارٹن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوکے''......رونالڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آیئے جناب۔ ڈاکٹر فرخ پہنچ چکا ہے''...... رونالڈ نے اٹھتے ہوئے کہا تو وکٹر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔ وہاں ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے سوٹ پہن رکھا تھا، موجود تھا۔ وہ رونالڈ کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیسے ہیں آپ ڈاکٹر فرخ۔ یہ ہمارے دوست ہیں وکٹر اور جناب وکٹر، یہ پاکیشیا کے معروف سائنسدان ڈاکٹر فرخ ہیں''۔ رونالڈ نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''تشریف رکھیں''...... رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد ڈاکٹر فرخ نے کہا اور پھر رونالڈ اور وکٹر دونوں اس کے سامنے بیٹھ گئے۔

''ہم نے کچھ خصوصی بات کرنی ہے۔ کیا یہ کمرہ محفوظ ہے''۔ وکٹر نے رونالڈ سے کہا۔

''یہ سپیشل روم ہے جناب۔ آپ بے فکر ہو کر بات کریں''۔ رونالڈ نے کہا۔

''کیسی خاص باتیں۔ مجھے تو مینجر مارٹن یہ کہہ کر یہاں لے آیا ہے کہ رونالڈ صاحب میرے ساتھ کچھ تفصیلی بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے مارٹن سے پوچھا بھی کہ کس موضوع پر لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا''...... ڈاکٹر فرخ نے شدید الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر فرخ۔ کیا آپ پچاس لاکھ ڈالرز نقد حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... وکٹر نے کہا تو ڈاکٹر فرخ بے اختیار اچھل پڑا۔

''پچاس لاکھ ڈالرز اور وہ بھی نقد مگر مجھے کرنا کیا ہو گا''۔ ڈاکٹر فرخ نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

''آپ نے صرف چند معلومات مہیا کرنی ہیں۔ آپ کا نام کسی صورت بھی سامنے نہیں آئے گا۔ اس کا آپ کو حلف دیا جائے گا''...... وکٹر نے کہا۔

''کس ٹائپ کی معلومات''...... ڈاکٹر فرخ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ایک سائنسدان ہیں ڈاکٹر اکبر۔ ان کے بارے میں معلومات

کہ وہ کہاں کام کر رہے ہیں''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سوری مسٹر۔ آپ کے ذہن میں میرے ملک کے خلاف کوئی بڑا منصوبہ ہے۔ میں اس منصوبے کا حصہ نہیں بننا چاہتا۔ ویری سوری''...... ڈاکٹر فرخ نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر فرخ۔ سائنسدانوں سے لوگ ملتے رہتے ہیں جیسے آپ بھی تو معروف سائنسدان ہیں۔ آپ سے ملاقات ہو رہی ہے۔ ہمیں پاکیشیا کے خلاف منصوبہ بندی سے کیا فائدہ ہوگا اور آپ کی سفارش مینجر مارٹن نے خصوصی طور پر کی تھی اس لئے ہم نے آپ سے بات کی اور آپ کو پچاس لاکھ ڈالرز کی آفر کی گئی ہے جبکہ دس لاکھ ڈالرز میں یہ معلومات آسانی سے ہمیں مل سکتی ہیں''...... وکٹر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''سوری۔ ویری سوری۔ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ مجھے اجازت دیں''...... ڈاکٹر فرخ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اگر معاوضہ ایک کروڑ ڈالرز کر دیا جائے تب''...... وکٹر نے کہا تو ڈاکٹر فرخ ایک جھٹکے سے اس طرح کرسی پر بیٹھ گیا جیسے زمین کی کشش ثقل اچانک دوگنا ہو گئی ہو اور اس نے ڈاکٹر فرخ کو نیچے کھینچ لیا ہو۔

''ایک کروڑ ڈالرز۔ کیا آپ درست کہہ رہے ہیں''...... ڈاکٹر فرخ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے وکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں درست کہہ رہا ہوں''...... وکٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میرا نام تو سامنے نہیں آئے گا۔ کیا آپ حلف دیں گے''۔ ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

''ہاں''...... وکٹر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔ کہاں ہیں ایک کروڑ ڈالرز۔ مجھے دیں''...... ڈاکٹر فرخ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''اتنی بڑی رقم جیبوں میں تو نہیں بھری جا سکتی۔ گارنٹڈ چیک آپ کو دیا جائے گا''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے لائیں چیک''...... ڈاکٹر فرخ نے اسی طرح بے چین لہجے میں کہا۔

''جب وعدہ ہو گیا تو چیک بھی مل جائے گا لیکن پہلے یہ تو معلوم ہو کہ آپ مطلوبہ معلومات مہیا بھی کر سکیں گے یا نہیں''۔ وکٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اصول کی بات ہے۔ آپ پوچھیں میں بتاتا ہوں''...... ڈاکٹر فرخ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ایک کروڑ ڈالرز کا سن کر اس کا مزاج بدل گیا تھا۔

''ہم نے ڈاکٹر اکبر سے ملاقات کرنی ہے۔ ڈاکٹر اکبر کہاں کام کر رہے ہیں۔ ان سے کیسے ملاقات ہو سکتی ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''آپ ان سے مل کر کیا کریں گے''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

"ایک کروڑ ڈالرز دینے والے مقابل کو سوالات کی اجازت نہیں دیتے۔ ہمارے ملک کے سائنسدانوں نے ڈاکٹر اکبر سے ملاقات کرنی ہے"...... وکٹر نے اس بار قدرے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ سوری"...... ڈاکٹر فرخ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر بتائیں ڈاکٹر اکبر کے بارے میں"...... وکٹر نے کہا۔

"سوری۔ مجھے ابھی یہ علم نہیں ہے کہ وہ کس لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں البتہ ان سے سائنس کانفرنس میں ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ آپ مجھے وقت دیں تو میں معلوم کر کے آگاہ کر دوں گا"۔ ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

"آپ کیسے معلوم کریں گے"...... وکٹر نے کہا۔

"سائنسدان دوستوں سے پوچھوں گا"...... ڈاکٹر فرخ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس طرح تو سب کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ یہ معلومات باقاعدہ فروخت کر رہے ہیں۔ آپ ایسا انداز اختیار کریں کہ کسی کو شبہ تک نہ ہو سکے اور آپ کو درست اور صحیح معلومات بھی حاصل ہو جائیں"...... وکٹر نے کہا۔

"میرا ایک دوست ڈاکٹر عبدالغنی ہے۔ وہ اس ٹائپ کی تمام معلومات رکھتا ہے۔ ہم سب اسے انسائیکلو پیڈیا کہتے ہیں۔ میں اس سے یہ کہہ کر معلومات حاصل کر لوں گا کہ ڈاکٹر اکبر کے گاؤں

سے لوگ آئے ہیں۔ ڈاکٹر اکبر کی والدہ شدید بیمار ہے"...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

"اس کا اپنی والدہ سے فون پر بھی رابطہ ہو سکتا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ ڈاکٹر عبدالغنی سے مل کر اس سے ڈاکٹر اکبر کے بارے میں یہ کہہ کر معلومات حاصل کریں کہ ڈاکٹر اکبر سے آپ کا پرسنل معاملہ ہے جس کا علم آپ کو ہی ہے۔ مثلاً کوئی خوبصورت عورت دوست ہو یا ایسی ہی کوئی اور بات"...... وکٹر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر وکٹر۔ کیوں نہ ہم براہ راست ڈاکٹر عبدالغنی سے مل لیں"...... اب تک خاموش بیٹھے رونالڈ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس معاملے کو جتنا محدود رکھا جائے اتنا ہی اچھا ہو گا"...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے چیک دے دیں۔ میں کل جا کر عبدالغنی سے معلومات حاصل کر کے جناب رونالڈ کو فون کر دوں گا۔ پھر ملاقات ہو جائے گی"...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

"اصول کے مطابق آدھی مالیت کا چیک آپ کو دیا جائے گا۔ باقی آدھا معلومات ملنے پر"...... وکٹر نے جیب سے چیک بک نکال کر سامنے رکھتے ہوئے کہا اور پھر ایک چیک پر لکھنے میں مصروف ہو گیا۔ آخر میں اس نے چیک بک سے چیک علیحدہ کیا اور اسے

ڈاکٹر فرخ کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر فرخ نے بڑی بے چین نظروں سے چیک کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر یکلخت خوشی جیسے اڈ کر آئی ہو۔ وہ خوش نظر آ رہا تھا۔ بے حد خوش۔

''ڈاکٹر صاحب۔ ایک بات آپ ضرور ذہن میں رکھیں کہ جو بھاری مالیت کے چیک دیتے ہیں وہ نہ صرف اسے واپس لے سکتے ہیں بلکہ اور بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں اس لئے آپ پلیز کوئی غلط خیال دل میں نہ لائیں''...... وکٹر نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ باقی پچاس لاکھ ڈالرز بھی تو میں نے وصول کرنے ہیں''...... ڈاکٹر فرخ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب آپ سے کب ملاقات ہو گی''...... وکٹر نے کہا۔

''دو روز بعد اسی کلب میں''...... ڈاکٹر فرخ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... وکٹر نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ رونالڈ بھی اٹھ کھڑا ہوا پھر ایک دوسرے سے ہاتھ ملا کر وہ تینوں سپیشل روم سے باہر آ گئے۔

''اوکے مسٹر رونالڈ۔ اب باقی انتظام آپ نے کرنا ہے''۔ وکٹر نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میں آپ کو فون کر دوں گا''...... رونالڈ نے کہا تو وکٹر اثبات میں سر ہلاتا ہوا مڑ کر کلب کے مین ہال کی طرف بڑھ

گیا تاکہ وہاں بیٹھ کر وہ کچھ پی لے۔ وہ اطالیہ سے کل رات پاکیشیا پہنچا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی دوست اور اسسٹنٹ مارگریٹ آئی تھی اور رونالڈ کی طرف سے ان کے لئے ایک رہائش گاہ کا بندوبست پہلے ہی کر دیا گیا تھا جبکہ رونالڈ کا ایک آدمی ائیرپورٹ پر پہنچا ہوا تھا جو انہیں اس رہائش گاہ پر چھوڑ گیا تھا۔ وکٹر کو امید ہو گئی تھی کہ وہ ڈاکٹر اکبر کو ٹریس کرنے میں کامیاب رہے گا۔

عمران دروازہ کھول کر ریڈ لیبارٹری میں واقع سرداور کے آفس میں داخل ہوا تو سرداور اس کے استقبال کے لئے اٹھنے لگے۔

''ارے ارے۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔ آپ تو سرداور ہیں اور وہ بھی دو ہیڈز والے۔ ایک اپنا ہیڈ اور دوسرا سرکاری ہیڈ۔ جبکہ میں حقیر فقیر سا آدمی۔ بیٹھیں''...... عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''یہ مجھے معلوم ہے کہ تم کس حد تک حقیر فقیر ہو۔ آؤ بیٹھو''۔ سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے باقاعدہ سلام کیا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے اور انہوں نے بھی تفصیل سے سلام کا جواب دیا۔

''آپ نے چیف کو فون کر کے ایسی کیا بات کر دی کہ چیف نے مجھے ڈھونڈنے کے لئے دارالحکومت کے کنوؤں میں بانس ڈلوا

دیئے اور مجھے سب کام چھوڑ کر فوراً آپ سے ملنے کا حکم صادر فرما دیا''...... عمران کی زبان رواں ہوگئی۔

''یہ پرانے وقتوں کی باتیں کیوں کرتے رہتے ہو۔ کنوؤں میں بانس ڈلوا دیئے۔ آج کل کہاں ہیں کنویں''...... سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کھلے مین ہول کنوؤں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی۔ بہرحال تمہیں تکلیف ہوئی ہے تو میں اس کے لئے معذرت چاہتا ہوں''...... سرداور نے کہا۔

''مطلب ہے ایک معذرت ہی میری جیب میں رہ گئی تھی۔ وہ بھی آپ لینا چاہتے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا الجھی ہوئی باتیں کرتے ہو۔ معذرت جیب میں۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... سرداور نے واقعی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''لوگ نجانے مجھے کیا سمجھ کر ادھار مانگتے رہتے ہیں۔ ادھر اپنا یہ حال ہے کہ سلیمان کا ادھار کھاتہ بڑھتا ہی جا رہا ہے اس لئے میں جیب سے معذرت نکال کر انہیں دکھا دیتا ہوں''...... عمران نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

''اچھا تو اب سنجیدگی سے میری بات سن لو۔ تمہاری آمد کی

اطلاع پر میں نے ایک ضروری میٹنگ ملتوی کر دی ہے“...... سرداور
نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
”جی ارشاد فرمائیے“...... عمران نے چھوٹے بچوں کی طرح سینے
پر ہاتھ باندھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
”پاکیشیا میں ایک انتہائی اہم سائنسی فارمولے پر کام ہو رہا
ہے۔ ایسے انتظامات کئے گئے کہ کوئی اس لیبارٹری تک کسی صورت
نہ پہنچ سکے۔ یہ فارمولا ایٹمی ہتھیاروں کو مخصوص رینج میں ڈی فیوز کر
دے گا۔ اس طرح مخصوص رینج میں ایٹمی ہتھیار بے کار ہو جائیں
گے۔ یہ انتہائی اہم فارمولا ہے۔ ہم نے تو بہت کوشش کی کہ اس
فارمولے کے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو سکے لیکن ایسا نہ ہو سکا
اور کافرستان، اسرائیل اور دیگر ممالک کو اس کا علم ہو گیا۔ اس پر ہم
نے اس لیبارٹری کو مزید محفوظ کرنے کے لئے انتظامات کر لئے۔ یہ
تو تھا پس منظر۔ البتہ اب فوری مسئلہ جس کے لئے تم سے بات کرنا
ضروری تھی۔ اس فارمولے پر ڈاکٹر اکبر کام کر رہے ہیں اور دو روز
بعد کارمن میں ایک بین الاقوامی سائنس کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔
اس کی تجویز ایک سال پہلے سے طے شدہ ہے۔ یہ سائنس کانفرنس
غیر ارضی شہاب ثاقب سے برآمد ہونے والی سٹانزا گیس کے
موضوع پر ہونی ہے۔ پاکیشیا میں بھی اس پر کام ہوتا رہا ہے لیکن
یہاں پاکیشیا میں غیر ارضی شہاب ثاقب کو ٹریس کیا گیا تو ان میں
سٹانزا گیس موجود نہیں تھی اس لئے اس معاملے کو ترک کر دیا گیا

اور جو تھوڑا بہت کام ہوا وہ ڈاکٹر اکبر کی زیر نگرانی ہوا اور ڈاکٹر اکبر
کا نام ہی اس سائنس کانفرنس میں پاکیشیا کی نمائندگی کے لئے بھجوا
دیا گیا تھا۔ اب جبکہ ایک سال بعد کانفرنس کا انعقاد کیا جا رہے تو
اب حالات مختلف ہیں۔ ہم ڈاکٹر اکبر کو اس طرح کھلے عام سامنے
نہیں لانا چاہتے۔ سپر پاورز اسے لازماً لے اڑیں گی“...... سرداور
اس طرح خاموش ہو گئے جیسے بولتے بولتے تھک گئے ہوں۔
”یہ سب کچھ تو ٹھیک ہے لیکن اس میں میرا کیا کردار ہو گا“۔
عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”میرا خیال ہے کہ اس کانفرنس میں تم پاکیشیا کی نمائندگی
کرو“...... سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔
”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس کی وجہ“...... عمران نے کہا۔
”میرے پاس ایسی اطلاعات آ رہی ہیں کہ ڈاکٹر اکبر اس
کانفرنس میں شریک ہوئے تو انہیں لازماً اغوا کر لیا جائے گا اور اگر
ڈاکٹر اکبر کی بجائے کسی اور کو کانفرنس میں شرکت کے لئے بھیجا گیا
تو اس سائنسدان کو اغوا کر کے اس سے ڈاکٹر اکبر کے بارے میں
پوچھ گچھ کی جائے گی اور اسے ہلاک کر دیا جائے گا اس لئے
میرے ذہن میں تمہارا نام آ گیا۔ تم سائنسدان بھی ہو اور سیکرٹ
ایجنٹ بھی۔ جس موضوع پر یہ کانفرنس ہو رہی ہے اس سلسلے میں
تمہیں ضروری بریفنگ مل جائے گی“...... سرداور نے کہا۔
”لیکن وہاں تو مجھے کوئی جانتا ہی نہ ہو گا اور نہ ہی پہچان سکے

گا۔ سائنسدانوں کی اپنی الگ زندگی ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''بس میں نے کہہ دیا ہے کہ تم نے اس کانفرنس میں پاکیشیائی مندوب کے طور پر شریک ہونا ہے۔ میں نے تمہارا نام کانفرنس کے سیکرٹری کو بھجوا دیا ہے''...... سرداور نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''اب آپ کی شان میں گستاخی تو ایک طرف کوئی شرارت بھی نہیں کی جا سکتی ورنہ پہلے کی طرح آپ نے اماں بی کو شکایت کر دینی ہے اور مجھے کئی روز تک اماں بی سے جوتیاں کھانی پڑیں گی۔ اوکے۔ جو ہو گا سو ہو گا۔ اس کو کہتے ہیں بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑانا''...... عمران نے کہا تو سرداور مسکرا دیئے۔

''کیا میں اکیلا جاؤں گا یا میں اپنے ساتھ کسی اور کو بھی لے جا سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میری طرف سے پوری سیکرٹ سروس کو لے جاؤ۔ مجھے تو ڈاکٹر اکبر کا تحفظ مقصود ہے''...... سرداور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم نے بہت زیادہ آفر کر دی ہے وکٹر''...... کمرے میں بیٹھی لڑکی نے سامنے بیٹھے ہوئے وکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مارگریٹ۔ یہ موجودہ دور کا خاصا ہے کہ یہاں ہر طرف دولت کی پوجا کی جاتی ہے۔ جتنی زیادہ دولت، اتنا کام جلدی ہوتا ہے اور ہمارے لئے رقم کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بس کام ہونا چاہئے۔ ڈاکٹر فرخ مان ہی نہ رہا تھا لیکن جیسے ہی میں نے ایک کروڑ ڈالرز کی آفر کی اس کی ساری حب الوطنی دم توڑ گئی''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب وہ کب بتائے گا۔ میں تو یہاں کمرے میں قید رہ رہ کر شدید بور ہو گئی ہوں۔ چلو آج کسی کلب کا رخ کریں''۔ مارگریٹ نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ وکٹر کوئی جواب دیتا سامنے میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وکٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ وکٹر بول رہا ہوں"...... وکٹر نے کہا۔

"رونالڈ بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے رین بو کلب کے جنرل مینجر کی آواز سنائی دی۔

"کوئی خاص بات"...... وکٹر نے کہا۔

"ڈاکٹر فرخ نے فون کر کے کہا ہے کہ وہ شام کو کلب پہنچ رہا ہے۔ اس نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ آپ شام کو میرے کلب آ جائیں"...... رونالڈ نے کہا۔

"او کے۔ میں پہنچ جاؤں گا"...... وکٹر نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سن کر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی بلکہ ہمیں پہلے جانا چاہئے تا کہ وہاں کچھ زیادہ وقت گزار سکیں"...... مارگریٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ساتھ چلی چلنا لیکن ایک بات ذہن میں بیٹھا لو کہ یہاں کی سیکرٹ سروس اپنی کارکردگی کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور ہے۔ لازماً اس سروس کے تحت ایسے لوگ بھی ہوں گے جو مشکوک افراد پر نظر رکھتے ہوں گے اور اگر ان کے کانوں میں بھنک بھی پڑ گئی تو ہمارے لئے مسائل پیدا ہو جائیں گے اس لئے ہمیں احتیاط کرنا ہو گی"...... وکٹر نے جواب دیا۔

"یہاں بے شمار غیر ملکی گھومتے پھرتے نظر آ سکتے ہیں۔ ہم پر شک کیوں ہو گا"...... مارگریٹ نے کہا۔

"میں احتیاطاً بات کر رہا ہوں۔ چیف نے خاص طور پر کہا ہے

کہ ہمیں سیکرٹ سروس اور اس کے لئے کام کرنے والے عمران سے بچ کر مشن مکمل کرنا ہے"...... وکٹر نے کہا۔

"اب مزید میں کیا کہوں"...... مارگریٹ نے غصیلے انداز میں منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کچھ نہ کرو بلکہ میرے ساتھ کلب جانے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... وکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارگریٹ بے اختیار ہنس پڑی اور پھر اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وکٹر نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک نسوانی آوار سنائی دی۔

"وکٹر بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کراؤ"...... وکٹر نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل جیکسن فرام دس اینڈ"...... چند لمحوں بعد کرنل جیکسن کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"وکٹر بول رہا ہوں باس۔ پاکیشیا سے"...... وکٹر نے کہا۔

"کوئی رپورٹ"...... کرنل جیکسن نے کہا۔

"یس سر"......وکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رونالڈ سمیت ڈاکٹر فرخ سے ہونے والی ملاقات کی تفصیل بتا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ ڈاکٹر فرخ نے آج شام کو معلومات دینی ہیں۔

"جس قدر ممکن ہو سکے پاکیشیا سکریٹ سروس سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا"...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ میں بے حد محتاط ہوں''۔ وکٹر نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا۔ گڈ لک''۔ کرنل جیکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو وکٹر نے بھی رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تا کہ کلب جانے کی تیاری کر سکے اور پھر ڈیڑھ گھنٹے بعد وکٹر اور مارگریٹ دونوں رین بو کلب پہنچ گئے۔ رونالڈ نے ان کا استقبال کیا اور انہیں اطالوی شراب دی تو مارگریٹ بے حد خوش ہوئی۔

''کب آ رہا ہے ڈاکٹر فرخ''...... وکٹر نے پوچھا۔

''ابھی ایک گھنٹے بعد''...... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا کہہ رہا تھا کہ اس نے معلومات حاصل کر لی ہیں''۔ وکٹر نے کہا۔

''جی ہاں''...... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ایک گھنٹے بعد رونالڈ نے وکٹر اور مارگریٹ کو سپیشل روم میں پہنچا دیا اور وہ دونوں ڈاکٹر فرخ کے انتظار میں وہاں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور رونالڈ اور ڈاکٹر فرخ اندر داخل ہوئے تو وکٹر نے اٹھ کر ڈاکٹر فرخ کا استقبال کیا۔ رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ سب ایک میز کے گرد موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''ہاں ڈاکٹر فرخ۔ اب بتائیں کہ آپ نے کیا معلومات حاصل کی ہیں''...... وکٹر نے کہا۔

''جناب۔ میں ڈاکٹر عبدالغنی سے ملا۔ وہ میرا دوست بھی ہے۔ میں نے اس سے بہانہ کیا کہ ڈاکٹر اکبر سے میری دوستی ہے اور میں صرف اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں تو ڈاکٹر عبدالغنی نے بتایا کہ ڈاکٹر اکبر تک اس وقت تک کوئی نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ خود اسے اپنے پاس نہ بلائے۔ میرے تفصیل معلوم کرنے پر ڈاکٹر عبدالغنی نے بتایا کہ ڈاکٹر اکبر شمالی پہاڑی علاقے کاشان میں واقع ایک خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں۔ اس پہاڑی علاقے میں لیبارٹری کے گرد فوجی چھاؤنی ہے جسے کراس کئے بغیر ڈاکٹر اکبر تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ اس لیبارٹری کو ڈبل فائیو لیبارٹری کہا جاتا ہے اور فوجی چھاؤنی کو کاشان ملٹری پوائنٹ کہا جاتا ہے''...... ڈاکٹر فرخ نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ نقشے پر اس کی نشاندہی کر سکتے ہیں''...... وکٹر نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں لیکن اس وقت میرے پاس نقشہ تو موجود نہیں ہے''...... ڈاکٹر فرخ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں لے آتا ہوں نقشہ۔ میرے آفس میں موجود ہے''۔ رونالڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور وکٹر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا نقشہ کھول کر وکٹر اور ڈاکٹر فرخ کے درمیان رکھ دیا۔ ڈاکٹر فرخ نے جیب سے قلم نکالا اور خود نقشے پر

جھک گیا۔ پھر اس نے نقشے پر قلم سے ایک جگہ دائرہ لگا دیا۔

’’یہ ہے کاشان علاقہ۔ یہ پہاڑی علاقہ ہے اور وسیع سلسلہ ہے لیکن لیبارٹری اور چھاؤنی جس علاقے میں ہے وہ یہ ہے جہاں میں نے دائرہ لگایا ہے اسے زرتاج کہا جاتا ہے‘‘...... ڈاکٹر فرخ نے کہا تو وکٹر نقشے پر جھک کر کافی دیر تک زرتاج علاقہ دیکھتا رہا۔

’’اس زرتاج علاقے سے قریب بڑا شہر مراد نگر ہے‘‘...... وکٹر نے کہا۔

’’جی ہاں۔ یہ شہر لکڑی کی تجارت کے لئے مشہور ہے۔ ساری دنیا سے لکڑی کے بیوپاری یہاں آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے یہاں اعلیٰ معیار کے ہوٹل اور کلب بھی موجود ہیں‘‘...... ڈاکٹر فرخ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’آپ اپنی معلومات کو کس طرح کنفرم کرائیں گے‘‘...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وکٹر نے ڈاکٹر فرخ سے کہا تو ڈاکٹر فرخ بے اختیار چونک پڑا۔

’’کنفرم۔ کیا مطلب۔ جو معلومات مجھے ملیں وہ میں نے آپ کو بتا دی ہیں اور نقشے پر اس کی نشاندہی بھی کر دی ہے‘‘...... ڈاکٹر فرخ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

’’دیکھئے ڈاکٹر فرخ۔ میں آپ کی نیت پر شک نہیں کر رہا۔ آپ اپنے آپ کو ہماری جگہ رکھ کر سوچیں کہ ہم نے ایک بہت بڑی رقم جن معلومات کے لئے ادا کی ہے اور کرنی ہے اسے کنفرم

کئے بغیر معاملات کیسے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اس طرح تو آپ چند علاقوں کے نام بتا کر چلے جائیں اور بعد میں معلوم ہو کہ آپ کی معلومات غلط ہیں‘‘...... وکٹر نے کہا۔

’’آپ کی بات واقعی درست ہے لیکن آپ سوچیں کہ کنفرمیشن کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔ البتہ آپ کہیں تو میں ڈاکٹر عبدالغنی سے آپ کی فون پر بات کرا دیتا ہوں‘‘...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

’’نہیں۔ ہم اس معاملے کو اس طرح اوپن نہیں کر سکتے البتہ آپ ڈاکٹر عبدالغنی سے معلوم کریں کہ کیا ان کے پاس ڈاکٹر اکبر کا فون نمبر ہے تو وہ معلوم کر کے وہاں فون کر کے معاملات کو کنفرم کرائیں‘‘...... وکٹر نے ڈاکٹر فرخ کو سمجھاتے ہوئے کہا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ فون سیٹ کے نچلے حصہ میں موجود بٹن پریس کر کے اس نے فون ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

’’یس۔ ڈاکٹر عبدالغنی بول رہا ہوں‘‘...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’میں ڈاکٹر فرخ بول رہا ہوں‘‘...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

’’اوہ آپ۔ فرمائیے۔ کیسے فون کیا ہے‘‘...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

’’آپ کے پاس ڈاکٹر اکبر کا فون نمبر ہو گا وہ دے دیں تا کہ

میں ان سے فون پر ہی بات کر لوں ورنہ کاشان علاقہ کراس کر کے ڈاکٹر اکبر تک پہنچنا محال ہے''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

''میں تو پہلے سے ہی جانتا ہوں وہاں تک پہنچنا تقریباً ناممکن بنا دیا گیا ہے لیکن آپ کے اصرار پر میں نے آپ کو بتا دیا۔ نمبر تو میرے پاس ہے لیکن یہ فوجی ایکسچینج کا نمبر ہے اور وہ پوری انکوائری کرتے ہیں۔ پھر ڈاکٹر اکبر سے پوچھتے ہیں۔ پھر بات ہو سکتی ہے ورنہ نہیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نمبر تو دیں پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا جسے ڈاکٹر فرخ نے ایک کاغذ پر لکھ لیا۔

''یہ تو واقعی ملٹری ایکسچینج کا نمبر ہے''...... رونالڈ نے نمبر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ڈاکٹر فرخ چاہیں تو بات ہو سکتی ہے۔ اس طرح ہم کنفرم ہو جائیں گے اور ڈاکٹر فرخ کو بقایا پچاس لاکھ ڈالرز بھی مل جائیں گے''...... وکٹر نے کہا تو ڈاکٹر فرخ کے چہرے پر رقم کا سن کر چمک آ گئی۔ اس نے رسیور اٹھایا اور فون کو ڈائریکٹ کر کے اس نے ڈاکٹر عبدالغنی کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ پہلے ہی پریسڈ تھا اس لئے اسے دوبارہ نمبر پریس کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

''یس کاشان ملٹری ایکسچینج''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میرا نام ڈاکٹر فرخ ہے۔ میں سائنسدان ہوں۔ مجھے ڈاکٹر اکبر سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ ان سے بات کرا دیں''۔ ڈاکٹر فرخ نے باقاعدہ اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی اس دوران رونالڈ، وکٹر سے اجازت لے کر اپنے آفس چلا گیا تھا۔

''آپ اوکے ہیں اور ڈاکٹر اکبر نے بھی بات کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ بات کیجئے''...... کچھ دیر بعد ایکسچینج آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو ڈاکٹر اکبر صاحب۔ میں ڈاکٹر فرخ بول رہا ہوں''۔ ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ مجھ سے پوچھ کر ہی آپ کو بات کرنے کی اجازت ملی ہے۔ آپ بخیریت ہیں''...... ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

''بالکل بخیریت ہوں لیکن آپ اس طرح چھپ کر کیوں بیٹھ گئے ہیں۔ ملنا ملانا ہی نہیں رہا''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

''میں جس فارمولے پر کام کر رہا ہوں وہ بے حد اہم ہے اور میں اس پر پوری توجہ دے رہا ہوں۔ آپ بتائیں آپ نے فون کیوں کیا ہے''...... ڈاکٹر اکبر نے کہا۔

''میں آپ کو بے حد مس کر رہا تھا۔ میں نے آپ کا فون نمبر

عبدالغنی سے لیا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ وہ معلومات کا خزانہ ہیں''...... ڈاکٹر فرخ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کا شکریہ۔ پہلے میں نے سوچا تھا کہ کارمن میں ہونے والی کانفرنس میں شرکت کروں اور وہاں سے آنے کے بعد تمام دوستوں سے ملاقات کر کے پھر لیبارٹری پہنچا جائے لیکن اب تو یہ پروگرام کینسل ہو گیا ہے''...... ڈاکٹر اکبر نے کہا۔

''کیوں کینسل ہو گیا ہے''...... ڈاکٹر فرخ نے چونک کر پوچھا۔

''سیکورٹی کی وجہ سے''...... ڈاکٹر اکبر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے پوچھا ہے کہ میں نے آپ کو فون کیوں کیا ہے صرف اس لئے کہ مجھے آپ سے ملے کافی عرصہ گزر گیا ہے۔ بس دل چاہا اور میں نے فون کر دیا۔ آپ اگر میرے فون سے ڈسٹرب ہوئے ہیں تو میں معذرت خواہ ہوں''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ بہت جلد آپ سے ملاقات ہو گی۔ تھینک یو''...... ڈاکٹر اکبر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر فرخ نے رسیور رکھ دیا۔

''اب تو آپ کنفرم ہو گئے ہیں''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

''ہاں۔ آپ نے واقعی کنفرمیشن کر دی لیکن یہ کیسے معلوم ہو گا کہ ڈاکٹر اکبر کہاں موجود ہیں''...... وکٹر نے کہا۔

''اس بارے میں تو صرف ایک ہی شخصیت جانتی ہو گی جس

سے رابطہ ناممکن ہے''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا تو وکٹر بے اختیار چونک پڑا۔

''کون سی شخصیت''...... وکٹر نے چونک کر پوچھا۔

''سرداور تمام سائنسی لیبارٹریوں اور سائنسدانوں کے انچارج ہیں۔ انہیں سرکاری طور پر بھی علم ہو گا کہ ڈاکٹر اکبر کس لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

''لیکن آپ نے کہا ہے کہ ان سے رابطہ ممکن نہیں ہے۔ کیوں۔ کیا وہ زمین کی بجائے مریخ پر رہتے ہیں''...... وکٹر نے کہا۔

''وہ کہاں رہتے ہیں اور کہاں ان کی رہائش گاہ ہے اس بارے میں صرف چند لوگوں کے علاوہ کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ اس کے علاوہ ملٹری انٹیلی جنس نہ صرف سائنسی لیبارٹریوں کی چیکنگ اور انہیں سیکورٹی فراہم کرتی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ملٹری انٹیلی جنس سرداور کی حفاظت بھی کرتی ہے۔ آپ پلیز بقیہ رقم کا چیک دے دیں''...... ڈاکٹر فرخ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''چیک ابھی آپ کو مل جائے گا لیکن مزید رقم بھی آپ حاصل کر سکتے ہیں اگر آپ دو کام کریں یا دونوں میں سے ایک کام کر لیں''...... وکٹر نے کوٹ کی جیب سے چیک بک نکالتے ہوئے کہا۔

''کون سے کام''...... ڈاکٹر فرخ نے چونک کر پوچھا۔

''پہلا کام یہ ہے کہ آپ اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کریں

جہاں ڈاکٹر اکبر کام کر رہا ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر سرداور کے بارے میں تفصیلی معلومات مہیا کر دیں۔ جتنا چیک اب مل رہا ہے اس جیسا دوسرا چیک بھی آپ کو مل سکتا ہے''...... وکٹر نے چیک پر رقم، تاریخ کا اندراج کر کے اپنے دستخط کرنے کے بعد چیک کو بک سے علیحدہ کیا اور ڈاکٹر فرخ کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر فرخ نے غور سے چیک کو دیکھا اور پھر مطمئن ہو کر اس نے چیک تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔

''آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا''...... وکٹر نے ڈاکٹر فرخ سے کہا۔

''میں اس لئے خاموش ہوں کہ یہ دونوں کام میری بساط سے باہر ہیں جیسے کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ سائنسی لیبارٹریوں کی نگرانی ملٹری انٹیلی جنس کرتی ہے اور ملٹری انٹیلی جنس چونکہ مجھے بطور سائنسدان اچھی طرح جانتی ہے اس لئے میری معمولی سی مشکوک حرکت مجھے جیل پہنچا سکتی ہے اس لئے میں معذرت خواہ ہوں''۔ ڈاکٹر فرخ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اچھا کوئی ٹپ دے دیں جس کی وجہ سے ہم آگے بڑھ سکیں''...... وکٹر نے کہا۔

''آپ چاہتے کیا ہیں''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

''یہ بات چھوڑیں۔ آپ جتنا کم جانتے ہوں گے اتنا ہی آپ محفوظ رہیں گے''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹپ دینے کا مجھے کتنا معاوضہ ملے گا''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

''جتنا آپ چاہیں۔ شرط یہی ہے کہ ٹپ درست بھی ہو اور کام بھی ہو جائے''...... وکٹر نے کہا۔

''پچاس لاکھ ڈالرز کا ایک چیک اور دے دیں۔ میں ٹپ دے دیتا ہوں''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

''آپ کو مل جائے گا چیک۔ اب ٹپ دیں''...... وکٹر نے کہا۔

''ڈاکٹر اکبر خاص انداز سے تیار شدہ شراب پینے کا عادی ہے۔ اس مخصوص شراب کو کاک ٹیل کہا جاتا ہے۔ وہ جب تک یہ شراب نہ پی لے۔ اس سے ذہنی طور پر کوئی کام نہیں ہو سکتا اور یہ شراب اسے رائل کلب سے باقاعدگی سے سپلائی ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کلب کا آدمی ہی اسے وہاں تک پہنچاتا ہو گا۔ جب ڈاکٹر اکبر یہاں چھٹیوں پر آتا ہے تو ہم کئی بار رائل کلب گئے ہیں۔ کلب کے مالک اور جنرل مینجر انتھونی کے دفتر میں بیٹھ کر ہم نے یہ شراب پی ہے''...... ڈاکٹر فرخ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہی جنرل مینجر ہی بھجواتا ہو گا شراب''...... وکٹر نے کہا۔

''وہ خود تو نہ جاتا ہو گا لیکن اس کا کوئی آدمی لازماً جاتا ہو گا''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

''اوکے۔ آپ نے بہت اچھی ٹپ دی ہے اس لئے آپ کو معاوضہ ملنا چاہئے''...... وکٹر نے کہا اور جیب سے چیک بک نکال لی تو ڈاکٹر فرخ کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا جبکہ وکٹر کے ساتھ بیٹھی

مارگریٹ کے چہرے پر مزید چیک دینے پر کبیدگی کے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے۔ وکٹر نے چیک پر اندراجات کر کے اسے بک سے علیحدہ کیا اور پھر چیک ڈاکٹر فرخ کی طرف بڑھا دیا۔

''تھینکس''...... ڈاکٹر فرخ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور چیک لے کر اسے غور سے دیکھا اور پھر مطمئن ہو کر اسے تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

''اب مجھے اجازت''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا۔

''آپ کی رہائش کہاں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ ایسا ہی ایک اور چیک لینے میں کامیاب ہو جائیں''...... وکٹر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی مارگریٹ بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ ڈاکٹر فرخ پہلے ہی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

''گرین ٹاؤن کی کوٹھی نمبر بارہ۔ اے بلاک''...... ڈاکٹر فرخ نے اپنی رہائش گاہ کا پتہ بتاتے ہوئے کہا اور پھر وکٹر کے پوچھنے پر اس نے اپنی کوٹھی میں موجود فون نمبر بھی بتا دیا اور ساتھ ہی اپنے سیل فون کا نمبر بھی بتا دیا۔

''او کے۔ شکریہ''...... وکٹر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... ڈاکٹر فرخ نے کہا اور باہر چلا گیا تو وکٹر اور مارگریٹ دونوں بھی باہر آ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں رونالڈ کے آفس میں پہنچ گئے۔ رونالڈ نے اٹھ کر ان کا استقبال

کیا۔

''کچھ معاملات آگے بڑھے ہیں یا نہیں''...... رونالڈ نے پوچھا تو وکٹر نے مختصر طور پر اب تک ہونے والی کارروائی کے بارے میں بتا دیا۔

''رائل کلب کا مالک اور جنرل مینجر انتھونی تو بہت خطرناک آدمی ہے۔ لڑائی بھڑائی کا بھی ماہر ہے اور شاطر ذہن کا بھی مالک ہے''...... رونالڈ نے کہا۔

''دولت ہر جگہ کام دے جاتی ہے لیکن اس سے پہلے ایک اور ٹاسک پورا کرنا ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''کون سا''...... رونالڈ نے کہا۔

''ڈاکٹر فرخ کو فوری طور پر فنش کرانا ہے اور اس سے اپنے دیئے ہوئے چیک واپس لینے ہیں''...... وکٹر نے کہا۔

''کیوں۔ اس کی کوئی خاص وجہ ہے''...... رونالڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ڈاکٹر فرخ سائنسدان ہے اور اس نے خود بتایا ہے کہ سائنسدانوں کی نگرانی یہاں کی ملٹری انٹیلی جنس کرتی ہے۔ انٹیلی جنس کو یقیناً بھاری مالیت کے چیکوں کے بارے میں معلوم ہو جائے گا اور پھر ڈاکٹر فرخ کو سب کچھ بتانا پڑ جائے گا اور پھر وہ یقیناً تم پر ریڈ کریں گے اور ہمارے خلاف بھی کارروائی کی جا سکتی ہے لیکن اگر اسے فوری طور پر فنش کرا دیا جائے تو تم اور تمہارا

کلب رسک میں نہیں رہے گا''...... وکٹر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو رونالڈ کے چہرے پر یکلخت انتہائی تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ فرائڈ بول رہا ہوں''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''رونالڈ بول رہا ہوں رین بو کلب سے''...... رونالڈ نے کہا۔

''اوہ آپ۔ حکم فرمایئے۔ آج کیسے یاد کیا ہے''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''فنشنگ کا فوری کام ہے۔ میرے آفس آ جاؤ لیکن ذرا جلدی''...... رونالڈ نے کہا۔

''آپ فون پر بتا دیں۔ مجھے آپ پر اعتماد ہے۔ میں اپنے ایک لاکھ ڈالرز بعد میں لے لوں گا''...... فرائڈ نے کہا۔

''نہیں۔ فون پر تفصیلات نہیں بتائی جا سکتیں۔ تم خود آ جاؤ''۔ رونالڈ نے کہا اور فرائڈ نے حامی بھر لی تو رونالڈ نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا یہ کام کر لے گا کسی کی نظروں میں آئے بغیر''...... وکٹر نے کہا۔

''ہاں۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ نے مجھے بتا کر مجھ پر احسان کیا ہے ورنہ واقعی ملٹری انٹیلی جنس والے مجھے کھا جاتے''...... رونالڈ

نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔

''آؤ فرائڈ۔ یہ میرے مہمان ہیں جناب وکٹر اور محترمہ مارگریٹ''...... رونالڈ نے تعارف کراتے ہوئے کہا تو فرائڈ نے سر جھکا کر انہیں سلام کیا جس کا جواب بھی وکٹر اور مارگریٹ نے دیا۔ پھر جب رونالڈ نے فرائڈ کو ڈاکٹر فرخ کے بارے میں بتایا تو فرائڈ چونک پڑا۔

''فوری فنشنگ آپ کیوں چاہتے ہیں''...... فرائڈ نے کہا۔

''مسٹر وکٹر نے اسے پچاس پچاس لاکھ ڈالرز کے گارنٹیڈ چیک دیئے ہیں۔ وہ فوری طور پر انہیں کیش نہ کرا لے۔ ہمیں وہ چیک بھی واپس لینے ہیں''...... رونالڈ نے جواب دیا۔

''او کے۔ پھر اس کی فوری فنشنگ کا معاوضہ ڈبل ہو گا۔ کام ہو جائے گا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ اس وقت کہاں موجود ہے۔ میں بھی وہیں سے آیا ہوں اس لئے یہ کام فوری ہو سکتا ہے اور چیک بھی اس کی جیب میں ہوں گے۔ میں ایک گھنٹے کے اندر کامیابی کی رپورٹ دوں گا''...... فرائڈ نے کہا۔

''کہاں ہے وہ''...... وکٹر نے پہلی بار پوچھا۔

''سٹائلش کلب میں بیٹھا شراب پی رہا تھا اور مجھے معلوم ہے کہ جب وہ شراب پینا شروع کرتا ہے تو پھر کئی گھنٹوں تک پیئے چلا جاتا ہے''...... فرائڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ لیں اپنے ڈبل معاوضے کا چیک"...... وکٹر نے کہا اور جیب سے چیک بک نکال کر اس نے ایک چیک پر اندراجات کئے اور آخر میں اپنے دستخط کر کے اس نے چیک بک سے علیحدہ کر کے فرائڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"او کے۔ مجھے اجازت۔ میں فون کروں گا"...... فرائڈ نے چیک لے کر دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے کار اس پلازہ کی پارکنگ میں روکی جس پلازہ میں جولیا کا فلیٹ تھا لیکن پارکنگ میں وہ صالحہ کی کار دیکھ کر چونک پڑا۔ کار کی یہاں موجودگی کا مطلب تھا کہ صالحہ بھی جولیا کے ساتھ فلیٹ میں موجود ہے حالانکہ عمران نے اپنے فلیٹ سے روانہ ہونے سے پہلے جولیا کو فون کر کے اپنے آنے کی اطلاع دے دی تھی۔ اس وقت تو جولیا نے نہیں بتایا تھا کہ صالحہ اس کے پاس موجود ہے۔ عمران، جولیا کو اپنے ساتھ کارمن میں ہونے والی سائنس کانفرنس میں لے جانا چاہتا تھا کیونکہ تمام ملکوں سے باقاعدہ وفد شریک ہو رہے تھے اس لئے عمران وہاں اکیلا نہیں جانا چاہتا تھا۔ بہرحال کار لاک کر کے وہ جولیا کے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔ لفٹیں موجود تھیں لیکن عمران سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گیا جہاں جولیا کا فلیٹ تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... ڈور فون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"...... عمران نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے کٹک کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازہ جولیا نے کھولا تھا۔

"آؤ"...... جولیا نے ایک سائیڈ پر ہوتے ہوئے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا تو سٹنگ روم میں صالحہ بیٹھی تھی جو عمران کو آتے دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ رسمی سلام دعا کے بعد تینوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ہاں بتاؤ۔ کیوں آئے ہو"...... جولیا نے بڑے خشک لہجے میں کہا۔

"ارے کوئی چائے، جوس یا شربت کا گلاس۔ کچھ تو پلاؤ۔ چلو بے شک نہ پلاؤ لیکن جھوٹے منہ سے پوچھ تو لو۔ آتے ہی انٹرویو لینا شروع کر دیا۔ کیا تمہارے فلیٹ میں آنے کی باقاعدہ وجوہات ہونی چاہئیں"......عمران کی زبانِ رواں ہو گئی۔

"تمہیں معلوم ہے کہ میں یہاں اکیلی رہتی ہوں۔ ایسی صورت میں تمہیں یا کسی اور اکیلے مرد کو فلیٹ میں آنے کی اجازت دینا میں شائستگی کے خلاف سمجھتی ہوں۔ گو مجھے تمہارے بارے میں سب معلوم ہے لیکن بہرحال اصول، اصول ہوتا ہے اس لئے میں نے صالحہ کو کال کر لیا"...... جولیا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

جولیا کے ایسا کرنے پر اسے بے حد خوشی ہو رہی تھی۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ مجھے اس کا خیال نہیں رہا تھا۔ آئی ایم سوری۔ تمہیں میرے وجہ سے پریشان ہونا پڑا"...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ جولیا کی یہ احتیاط آپ کو اپنے لئے قابل اعتراض محسوس نہیں ہوئی"...... صالحہ نے کہا۔

"ارے نہیں۔ بزرگوں نے بتایا ہے کہ ایسی شائستگی کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے۔ جولیا نے واقعی درست انداز میں سوچا ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا کا چہرہ بھی کھل اٹھا۔ اس نے صالحہ سے کہا کہ فریج میں سے جوس کے ٹن نکال کر دے تو صالحہ نے اٹھ کر فریج میں سے جوس کے ڈبے نکالے اور پھر ایک، ایک ٹن اس نے عمران، جولیا کے سامنے رکھا اور تیسرا ٹن لے کر وہ اس کرسی پر بیٹھ گئی جہاں پہلے وہ بیٹھی تھی۔

"ہاں۔ اب بتاؤ اپنی آمد کی وجہ"...... جولیا نے کہا۔

"کارمن میں ایک سائنس کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ چند وجوہات کی بنا پر پاکیشیا سے کوئی سائنسدان اس سائنسی کانفرنس میں نمائندگی نہیں کر رہا اس لئے سرداور نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کانفرنس میں پاکیشیا کی نمائندگی کروں۔ میں اس سلسلے میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ میں اکیلا تو وفد کی تعریف میں نہیں آتا اس لئے تمہیں ساتھ لے جاؤں"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ میں اکیلی تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔ ہاں اگر تم صالحہ کو بھی اس وفد میں شامل کر لو تو میں تیار ہوں۔ کیوں صالحہ۔ تم ہمارے ساتھ چلو گی نا"...... جولیا نے آخر میں پاس بیٹھی ہوئی صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر عمران صاحب لے جائیں گے تو ضرور جاؤں گی لیکن عمران صاحب۔ کیا آپ وہاں کوئی سائنسی مقالہ پڑھیں گے یا صرف شرکت ہی کرنی ہے"...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس نے ایسا مقالہ پڑھنا ہے وہاں کہ باقی سائنسدان اپنے سر پیٹتے رہ جائیں گے"...... عمران کے جواب دینے سے پہلے جولیا نے کہا تو صالحہ اور عمران دونوں ہنس پڑے۔

"کیا جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"پاکیشیا کی نمائندگی کر رہا ہوں جہاں اچھے سائنسدان موجود ہیں اس لئے مقالہ تو پڑھنا ہو گا البتہ مقالہ نویس کو سمجھانا پڑے گا کہ مقالہ آسان زبان میں ہونا چاہئے کہ یہ نہ معلوم ہو کہ پڑھنے والا سائنسی اصطلاحات سے واقف ہی نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"لیکن سرداور کو ایسی کیا مجبوری تھی کہ انہوں نے کسی حقیقی سائنسدان کو بھجوانے کی بجائے تمہیں جانے کے لئے کہا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"جس سائنسدان کو جانا تھا وہ انتہائی اہم اور خفیہ لیبارٹری میں

کام کر رہا ہے لیکن سپر پاورز کو اس کام میں پاکیشیا کی شرکت پسند نہیں اس لئے شدید خطرہ ہے کہ اس سائنسدان کو کانفرنس کے دوران یا تو ہلاک کر دیا جائے گا یا اغوا کر لیا جائے گا۔ اس لئے اس سائنسدان کو نہیں بھیجا جا رہا اور جس موضوع پر یہ سائنس کانفرنس ہو رہی ہے اس موضوع پر یہاں پاکیشیا میں دوسرا کوئی سائنسدان کام نہیں کر رہا اس لئے قرعہ فال میرے حق میں نکل آیا"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کس موضوع پر ہے یہ سائنس کانفرنس"...... صالحہ نے پوچھا۔

"ایٹمی ہتھیاروں کو ڈی فیوز کرنے والی خصوصی ریز پر"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس پر کیسے مقالہ لکھو گے"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے کب لکھنا ہے۔ ٹائیگر کو کہوں گا وہ لکھ دے گا۔ وہ سائنسی ریز پر اتھارٹی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ٹائیگر کو میں ڈاکٹر اکبر کے پاس بھیج دوں تا کہ وہ ان سے اس موضوع پر ڈسکس کر کے مقالہ لکھ سکے"...... عمران نے کہا تو صالحہ اور جولیا دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیں۔

"تو تم چاہتے ہو کہ تمہیں پکا پکایا حلوہ مل جائے اور تم وہاں چودھراہٹ قائم کر سکو"...... جولیا نے کہا۔

"واہ حلوہ اور پکا پکایا"...... عمران نے چٹخارے لیتے ہوئے کہا تو اس بار صالحہ اور جولیا دونوں بے اختیار ہنس پڑیں۔

"ہمیں چیف سے بھی تو اجازت لینا پڑے گی"...... جولیا نے کہا۔

"تمہیں کس بات کا ڈپٹی چیف بنایا گیا ہے"......عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ جولیا اس بات کا جواب دیتی۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس۔ جولیا بول رہا ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"میں سلیمان بول رہا ہوں۔ یہاں عمران صاحب ہوں گے۔ ان سے بات کرا دیں"...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے رسیور جولیا کے ہاتھ سے لے لیا۔

"کیا بات ہے سلیمان۔ کیوں کال کی ہے"......عمران نے کہا۔

"سرسلطان کا فون آیا تھا۔ وہ آپ سے فوراً بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے جب انہیں بتایا کہ آپ یہ کہہ کر گئے ہیں کہ آپ مس جولیا کے پاس جا رہے ہیں تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کو فون کر کے کہہ دوں کہ آپ ان سے بات کریں"۔ سلیمان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر پھر فون کا کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے سرسلطان کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے

سرسلطان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو عمران۔ کیا تم لائن پر ہو"...... سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"ریلوے لائن پر نہیں ہوں بلکہ ٹیلی فون لائن پر ہوں۔ فرمایئے کیسے اس حقیر فقیر کو یاد کیا ہے سلطان نے"......عمران نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔

"میں نے تمہیں یہ اطلاع دینی تھی کہ سائنس کانفرنس کا انعقاد ملتوی کر دیا گیا ہے۔ بعد میں اس کا اعلان کیا جائے گا۔ مجھے سرداور نے تمام تفصیل بتا دی ہے"...... سرسلطان نے کہا۔

"کیوں۔ کیا کوئی وجہ بتائی گئی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کارمن کے کچھ اپنے مسائل ہیں۔ تفصیل کا علم نہیں ہے۔ اللہ حافظ"...... سرسلطان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اللہ حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"چلو یہ معاملہ تو ختم ہوا۔ میں نے سوچا تھا کہ حکومت سے ٹی اے ڈی اے طلب کروں گا کچھ۔ مگر وہ کیا شعر ہے کہ جو دوائے

دل بیچتے تھے وہ اپنی دکان ہی بڑھا گئے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر جولیا اور صالحہ کو الوداع کہہ کر وہ فلیٹ سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دارالحکومت میں بننے والے ایک نئے کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کلب کا افتتاح چند ہفتے پہلے ہوا تھا۔ اچھا خاصا جدید انداز کا کلب تھا۔ عمران کو وہاں کی ہاٹ کافی بے حد پسند تھی اس لئے وہ اکثر جب بھی بور ہوتا اس کلب میں آ جاتا۔ اس نئے کلب کا نام سٹائلش کلب تھا۔ اب وہ بور ہو کر اس کلب کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا تاکہ ہارٹ کافی کی ایک پیالی پی سکے اور کسی حد تک خوش ہو سکے لیکن جب وہ کار پارکنگ میں روک کر مین ہال میں داخل ہوا تو ہال کے ایک کونے میں بیٹھے صفدر اور کیپٹن شکیل کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ ان دونوں نے بھی اسے دیکھ لیا تھا اس لئے انہوں نے ہاتھ لہرا کر اسے اپنی موجودگی کا احساس دلا دیا۔ عمران ان کی طرف بڑھ گیا۔

”واہ قسمت ہو تو ایسی ہو کہ میزبان پہلے سے موجود ہوں“۔ عمران نے رسمی فقرات کے تبادلے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ ہم تو آپ کو دیکھ کر خوش ہو گئے تھے کہ ہمارا میزبان اللہ تعالیٰ نے خود ہی بھیج دیا ہے لیکن آپ تو الٹا ہمیں میزبان بنا رہے ہیں“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”الٹا نہیں بنا رہا۔ سیدھا بنا رہا ہوں۔ ویسے میز خالی دیکھ کر واقعی ایسا لگتا ہے کہ کوئی امداد کے لئے سڑک پر چادر بچھائے بیٹھا اس خالی چادر کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا ہو“...... عمران نے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑے۔

”ہم آپ سے چند منٹ پہلے یہاں پہنچے ہیں۔ بہرحال آپ کیا کھائیں گے یا پیئیں گے“...... صفدر نے کہا۔

”میں تو یہاں کی ہاٹ کافی پینے کے لئے آتا ہوں“...... عمران نے کہا تو صفدر نے ویٹر کو بلا کر اسے تینوں کے لئے ہاٹ کافی کا آرڈر دے دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ مس جولیا اور صالحہ کو لے کر کسی مشن پر جا رہے تھے لیکن جولیا نے بتایا کہ وہ مشن کینسل ہو گیا ہے“۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر اور عمران دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”تمہیں کس نے بتایا ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جولیا سے فون پر بات کی تھی۔ میں نے اسے اپنے فلیٹ پر دعوت دینے کے لئے بلایا تھا کیونکہ ہر بار ہم جولیا کو ہی میزبان بنا لیتے ہیں لیکن جولیا نے صالحہ کے ساتھ پہلے ہی کہیں جانے کا پروگرام بنا رکھا تھا اس لئے اس نے معذرت کر لی لیکن یہ بات بھی اس نے بتا دی“...... کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایسا کون سا مشن تھا عمران صاحب کہ وہ اس قدر جلد ختم بھی ہو گیا"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے مختصر طور پر سائنس کانفرنس کے انعقاد اور پھر اس کی منسوخی کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا دیا کہ ڈاکٹر اکبر کی بجائے اسے بطور سائنسدان اس کانفرنس میں پاکیشیا کی طرف سے شرکت کے لئے بھیجا جا رہا تھا۔

"عمران صاحب۔ پھر تو مشن ختم نہ ہوا۔ ضروری تو نہیں ہے کہ ڈاکٹر اکبر کو کانفرنس کے دوران ہی ٹارگٹ بنایا جائے۔ انہیں یہاں بھی تو ٹارگٹ بنایا جا سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"سرداور نے بتایا ہے کہ اس کی اپنی اور لیبارٹری کی حفاظت کے فول پروف انتظامات کئے گئے ہیں اس لئے یہاں ان کے لئے کوئی خطرہ موجود نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے خود ایسی کتنی لیبارٹریوں میں جا کر کارروائیاں کی ہیں جن کے حفاظتی انتظامات فول پروف تھے۔ کیا سپر پاور کے ایجنٹ ایسا نہیں کر سکتے"...... صفدر اپنی بات پر اڑا ہو تھا۔ کافی اس دوران سرو کر دی گئی تھی اس لئے تینوں بات چیت کے دوران کافی بھی سپ کر رہے تھے۔

"سائنس لیبارٹریوں اور سائنسدانوں کی حفاظت کی ذمہ داری ملٹری انٹیلی جنس کے ذمے ہے ہمارے ذمے نہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ جب یہ بات سامنے آ گئی ہے کہ ڈاکٹر اکبر کو ہلاک کیا جا سکتا ہے تو ہمیں خود بھی اس پاکیشیائی سائنسدان کے سلسلے میں کچھ کرنا چاہئے۔ چلیں آپ مزید کچھ نہ کریں لیکن ایک بار دونوں فول پروف انتظامات تو چیک کر لیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے جب چیف چاہے"...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں چونک پڑے۔

"چیف کے چاہنے کا کیا مطلب عمران صاحب۔ ہم تو اپنے طور پر چیکنگ کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"تم ملٹری انٹیلی جنس کو ڈسٹرب کرو گے اور تمہارے چیف کے پاس شکایت پہنچ جائے گی اور چیف کو تم جانتے ہو۔ وہ ان معاملات میں کس قدر پچی ہو جاتا ہے اس لئے پہلے چیف سے بات کرو۔ اس سے اجازت لو۔ وہ خود ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو احکامات دے گا اور پھر تم اطمینان سے انتظامات چیک کر سکتے ہو"...... عمران نے جواب میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ درست کہتے ہیں لیکن یہ کام بھی آپ کو ہی کرنا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تجویز تمہاری ہے۔ تم بات کرو"...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ہنس پڑے۔ اسی وقت ایک مقامی آدمی کلب کے مین گیٹ سے اندر داخل ہوا تو کیپٹن شکیل چونک پڑا۔

''کیا ہوا۔ کون ہے یہ''...... عمران نے اس آنے والے آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ بھی ایک سائنسدان ہے۔ اس کا نام ڈاکٹر فرخ ہے لیکن عام طور پر تو سائنسدان خشک مزاج ہوتے ہیں جبکہ اس کا مزاج الٹ ہے۔ یہ اپنی ڈیوٹی کے بعد مختلف کلبوں میں گھومتا پھرتا رہتا ہے۔ شراب وغیرہ کھل کر پیتا ہے اور جوئے کی مشینوں سے جوا کھیلتا ہے۔ جیتتا اور ہارتا بھی رہتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہارا اس سے میل جول کیسے ہو گیا''...... عمران نے پوچھا۔

''ایک روز میں رائل کلب میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اور کوئی میز خالی نہ تھی اور میں اکیلا تھا اس لئے وہ میرے پاس آ گیا۔ اس نے اپنا تعارف بطور سائنسدان کرایا۔ بہرحال اکثر مختلف کلبوں میں اس سے ملاقات ہو جاتی ہے''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''جب یہ کلبوں میں آنے جانے کا عادی ہے تو تم اسے دیکھ کر چونکے کیوں تھے''...... صفدر نے کہا۔

''اس لئے کہ اس کا یہ وقت کلبوں میں گھومنے کا نہیں ہے۔ یہ کلبوں میں رات کو آتا ہے۔ آج خلاف معمول اس کی آمد ہوئی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ چیف سے اجازت لے دیں تاکہ ہم ڈاکٹر اکبر کے لئے کئے گئے فول پروف انتظامات کو چیک کر لیں''...... صفدر نے اپنی

بات پر اصرار جاری رکھا۔

''پھر میرے ساتھ فلیٹ پر چلو۔ وہاں کے فون سے چیف سے بات کی جا سکتی ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

''ارے ارے اتنی جلدی۔ تم تو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو''۔ عمران نے کہا۔

''بے کار رہ کر ہم بھی اب اپنے آپ کو بے کار سمجھنے لگ گئے ہیں۔ چلو کوئی کام تو ملا''...... صفدر نے کہا تو عمران بھی ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد دو کاریں کلب سے نکل کر سڑک پر دوڑ رہی تھیں۔ ان میں سے ایک عمران کی تھی جبکہ دوسری صفدر کی تھی۔ اس کار میں صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمران کے فلیٹ پر پہنچ گئے۔ سلیمان موجود نہ تھا اور چونکہ انہوں نے بھی تھوڑی دیر پہلے ہاٹ کافی پی تھی اس لئے اب وہ فوری طور پر چائے پی کر ہاٹ کافی کا ذائقہ خراب نہ کرنا چاہتے تھے۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے ساتھ ہی مخصوص اور سخت آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدہان خود

و از فلیٹ سلیمان اور دو عالی جناب سپر ایجنٹ اور پاور ایجنٹ کے
ہمراہ بول رہا ہوں''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی جبکہ صفدر اور
کیپٹن شکیل دونوں مسکرا رہے تھے۔
''فون کرنے کی وجہ''...... دوسری طرف سے مخصوص آواز اور
سخت لہجے میں کہا گیا۔
''فون کرنے سے بات چیت ہو جاتی ہے۔ کسی دعوت کا پیغام
مل جاتا ہے۔ کسی چاند چہرے سے دوستی ہو سکتی ہے''...... عمران
نے فون کرنے کی وجوہات بنانا شروع کر دیں تو دوسری طرف
سے رسیور رکھ دیا گیا۔
''لو یہ تمہارا نقاب پوش چیف چاند چہرے کا سنتے ہی شرما کر
فون بند کر بیٹھا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
''آپ کو چاند چہرے کے الفاظ ضرور کہنے تھے''...... صفدر نے
کہا۔
''اس لئے کہ نقاب کے پیچھے چاند چہرہ بھی ہو سکتا تھا۔ اب
مریخ چہرہ تو نہیں ہو سکتا''...... عمران نے جواب دیا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر دوبارہ نمبر پریس کرنے
شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ پہلے ہی پریسڈ تھا اس لئے
دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔
''ایکسٹو''...... چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔
''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول

ہوں''...... عمران نے پہلے کی طرح تفصیلی تعارف کرانے کی بجائے
اس بار قدرے مختصر کر دیا تھا۔
''کیوں میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔ بولو کیوں فون کر رہے
ہو''...... ایکسٹو کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔
''سس۔ سس۔ سوری جناب۔ میں تو تعارف کک۔ کرا
رہا تھا۔ جج۔ جج۔ جناب عالی''...... عمران نے اس طرح بولنا شروع
کر دیا جیسے چیف کی ڈانٹ پر خوف سے کانپ اٹھا ہو۔
''کیا تم اپنے لئے سخت ترین سزا چاہتے ہو جو مسلسل فضولیات
میں وقت ضائع کر رہے ہو۔ رسیور صفدر کو دو''...... چیف نے ایک
بار پھر غصے سے چنگھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران کا ہاتھ اس
طرح مسلسل کانپ رہا تھا جیسے رعشہ کے مریضوں کے ہاتھ اور جسم
کے مختلف حصے بے اختیار انداز میں کانپتے رہتے ہیں۔
''صفدر بول رہا ہوں جناب''...... صفدر نے رسیور کان سے لگا
کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
''عمران کیوں فون کر رہا تھا''...... ایکسٹو نے پوچھا۔
''چیف۔ ہمیں پتہ چلا ہے کہ سر سلطان نے کہا ہے کہ عمران
صاحب بطور سائنسدان کارمن جا کر سائنس کانفرنس میں شرکت
کریں گے کیونکہ سرداور اور سر سلطان کو اطلاعات ملی ہیں کہ کانفرنس
میں جانے والے ڈاکٹر اکبر کو وہاں گولی ماری جا سکتی ہے۔ ویسے
بھی ڈاکٹر اکبر کسی خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی

حفاظت ملٹری انٹیلی جنس کر رہی ہے۔ پھر عمران صاحب کو اطلاع دی گئی کہ کانفرنس کارمن حکومت کی طرف سے منسوخ کر دی گئی ہے۔ اس پر میں نے اور کیپٹن شکیل نے عمران صاحب سے کہا کہ کانفرنس کی منسوخی کے بعد بھی ڈاکٹر اکبر کو خطرات لاحق ہیں اس لئے ان کی حفاظت کے مزید انتظامات کئے جائیں اور عمران صاحب نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر اکبر جس لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں اس کی سیکورٹی فول پروف ہے جس پر میں نے اور کیپٹن شکیل نے عمران صاحب سے کہا کہ ہم یہ سیکورٹی خود چیک کرنا چاہتے ہیں تو عمران صاحب نے کہا کہ جب تک آپ اجازت نہ دیں ہم ملٹری انٹیلی جنس کے معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ اس پر عمران صاحب نے کہا کہ وہ خود آپ سے بات کرتے ہیں اور اسی سلسلے میں عمران صاحب نے آپ کو فون کیا تھا''...... صفدر نے پوری تفصیل سے بات بتا دی۔

''ڈاکٹر اکبر خفیہ لیبارٹری میں انتہائی اہم فارمولے پر کام کر رہے ہیں۔ اس فارمولے کی شاید کہیں لیکج ہوئی ہے کہ سپر پاور سمیت دیگر ممالک بھی اس فارمولے کو حاصل کرنا چاہتے ہیں اس لئے ڈاکٹر اکبر کی حفاظت اور اس لیبارٹری کی حفاظت کو فول پروف بنایا گیا ہے لیکن یہ اچھی تجویز ہے کہ تم دونوں اسے چیک کروا مجھے رپورٹ دو۔ میں ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شاہ کو احکامات د دیتا ہوں۔ عمران کو ساتھ لے جانا۔ اسے معلوم ہے کہ کرنل شاہ

آفس کہاں ہے''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''اجازت تو مل گئی ہے۔ اب کیا پروگرام ہے''...... کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''چیف نے اجازت دینے کے ساتھ ساتھ معاملات کو ایک بار پھر عمران صاحب پر ڈال دیا ہے کہ انہیں معلوم ہے کہ کرنل شاہ کا آفس کہاں ہے''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو اس میں کیا حرج ہے۔ عمران صاحب ہمیں ساتھ لے جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''آئی ایم سوری کیپٹن شکیل۔ کرنل شاہ صرف چیف سے ڈرتا ہے مجھ سے نہیں۔ وہ ہر بار مجھے ڈانٹ دیتا ہے اس لئے کہ اسے معلوم ہے کہ میں سیکرٹ سروس کا آدمی نہیں ہوں۔ کرائے کا سپاہی ہوں اور کرائے کے سپاہی کی عزت پوری دنیا میں کہیں نہیں کی جاتی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

''آپ ہمیں یہیں بیٹھے بتا دیں۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ عمران اتنی آسانی سے کیسے مان گیا ہے۔

"تو بتائیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرے فلیٹ کی بارہ سیڑھیاں ہیں اس لئے پہلے مرحلے میں تمہیں بارہ سیڑھیاں اترنا پڑیں گی۔ پھر تم سڑک پر پہنچ جاؤ گے جہاں چوک ہے۔ یہاں سے چار راستے مختلف علاقوں کی طرف جاتے ہیں۔ چوک پر جا کر تم نے فیصلہ کرنا ہے کہ تمہیں کس راستے کا انتخاب کرنا ہے۔ اس انتخاب کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے چل پڑو۔ پھر آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ تم نے کون سے راستے کا انتخاب کیا ہے۔ اس پر چل پڑو۔ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ اس لئے کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی طرح کرنل شاہ کے آفس تک پہنچ ہی جاؤ گے"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ کیپٹن شکیل نے بے اختیار منہ بنا لیا۔

"عمران صاحب پلیز"...... صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران بے چارہ تو ہر وقت پلیز ہی رہتا ہے لیکن کیا کروں۔ ادھر جیب خالی ہے۔ ادھر چیف الگ ناراض ہو چکا ہے۔ وہ پہلے ہی چڑیا کی چونچ میں دانہ کے برابر چیک دیتا ہے۔ اب اس مشن کا کیا ملے گا"...... عمران نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اس مشن کی ادائیگی جو ہو گی، میں خود پیش کروں گا"...... صفدر نے کہا۔

"اچھا۔ ویری گڈ۔ چلو کچھ تو ڈھارس بندھی"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کرنل شاہ کے آفس کا پتہ بتا دیا۔

"عمران صاحب۔ اس معاملے میں آپ ہمارے ساتھ کام نہیں کریں"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے کرنل شاہ کے انتظامات پر بھروسہ ہے۔ وہ ذہین آدمی ہیں البتہ تم چیک کرو ہو سکتا ہے کہ فول پروف انتظامات میں کوئی خامی نظر آ جائے"...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

وکٹر اور مارگریٹ دونوں اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ وہ رین بو کلب سے واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گئے تھے۔

''تم اس بار پہلے سے بہت ڈھیلے جا رہے ہو۔ وہ تیزی اور پھرتی جو تمہارا خاصہ ہے اس مشن میں نظر نہیں آ رہی ہے۔ اس کی وجہ''...... مارگریٹ نے کہا تو وکٹر بے اختیار مسکرا دیا۔

''تم یہاں کے حالات دیکھ ہی رہی ہو اس لئے ہمیں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا پڑ رہا ہے۔ ہم یہاں اس لئے ہیں کہ ڈاکٹر فرخ کی ہلاکت کی اطلاع مل جائے تو پھر اگلا قدم اٹھایا جائے''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مارگریٹ کوئی جواب دیتی میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور وکٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ وکٹر بول رہا ہوں''...... وکٹر نے کہا۔

''رونالڈ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا ڈاکٹر فرخ کے ساتھ۔ کوئی نتیجہ نکلا یا نہیں''...... وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

''کام مکمل ہو گیا ہے۔ فرائڈ کے آدمیوں نے اسے سٹائلش کلب میں ہی گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے اور اس کی جیب میں موجود چیک بھی نکال لئے ہیں۔ ڈاکٹر فرخ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو چکا ہے''...... رونالڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ دونوں چیک اپنے پاس رکھو۔ بعد میں لے لوں گا۔ یہ بتاؤ کہ رائل کلب کا جنرل مینجر انتھونی کس قماش کا آدمی ہے۔ تم نے بتایا تھا کہ وہ تیز، ہوشیار اور شاطر آدمی ہے لیکن ایسے آدمی بہت زیادہ دولت پرست ہوتے ہیں یہ بھی ہے یا نہیں''۔ وکٹر نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ ہر جائز اور ناجائز طریقے سے دولت سمیٹنے میں ماہر ہے''......رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں اس سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے پوچھا جائے کہ اس کا کون سا آدمی ڈاکٹر اکبر کے لئے کاک ٹیل شراب لے جاتا ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''وہ بہت شاطر آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اچھا بننے کے لئے وہ آپ کے بارے میں ملٹری انٹیلی جنس کو اطلاع کر دے''...... رونالڈ

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر اس آدمی تک کیسے پہنچا جائے"...... وکٹر نے کہا۔

"اس کا اسسٹنٹ ٹموتھی بے حد لالچی آدمی ہے۔ وہ دولت لے کر درست معلومات بھی مہیا کر دے گا بلکہ میرا خیال ہے کہ جو آپ چاہتے ہیں اس میں بھی آپ کی مدد کر سکتا ہے"...... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارے اس کے ساتھ تعلقات ہیں"...... وکٹر نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں"...... رونالڈ نے چونک کر پوچھا۔

"تم اس سے میرے اور مارگریٹ کے بارے میں بات کر لو اور اسے تیار کر لو کہ وہ ہم سے نہ صرف ملنے پر رضامند ہو جائے بلکہ بات چیت کرنے پر آمادہ ہو جائے ورنہ یکسر اجنبی آدمی کے ساتھ وہ کھل کر بات کرنے پر بھی جھجکے گا"...... وکٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس سے بات کر کے پھر دوبارہ آپ کو فون کرتا ہوں"...... رونالڈ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو وکٹر نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"مجھے واقعی حیرت ہو رہی ہے کہ تم جیسا آدمی کس طرح کام کر رہا ہے۔ تمہارا کام کرنے کا سٹائل یہاں آ کر بالکل بدل گیا ہے"...... خاموش بیٹھی مارگریٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بات۔ تم آخر سمجھتی کیوں نہیں کہ یہاں ہمیں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہے ورنہ کسی بھی لمحے ملٹری انٹیلی جنس یا

سیکرٹ سروس سے واسطہ پڑ سکتا ہے اور پھر یہ مشن ناممکن ہو جائے گا"...... اس بار وکٹر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی محتاط نظر آ رہے ہو"...... مارگریٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں مشن کو اس انداز میں مکمل کرنا چاہتا ہوں کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو"...... وکٹر نے جواب دیا اور پھر کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وکٹر نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ وکٹر بول رہا ہوں"...... وکٹر نے کہا۔

"رونالڈ بول رہا ہوں۔ ٹموتھی سے بات ہو گئی ہے۔ وہ اپنے آفس میں آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ میری اس سے بات ہو گئی ہے۔ آپ اسے ایک لاکھ ڈالرز دے دیں تو وہ اس آدمی کو جو وہاں سپلائی لے جاتا ہے اپنے آفس میں بلا کر آپ سے ملوا دے گا۔ اس آدمی کو آپ نے ایک ہزار ڈالرز دینے ہیں۔ وہ آپ کو سب کچھ تفصیل سے بتا دے گا"۔ رونالڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن تم مجھے دو لاکھ ڈالرز نقد بجھوا دو۔ میں تمہیں گارنٹیڈ چیک بھجوا دوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ اب کسی کو گارنٹیڈ چیک دیا جائے"...... وکٹر نے کہا۔

"او کے۔ میرا آدمی نصف گھنٹے میں آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔ رقم اس سے لے کر اسے چیک آپ نے دینا ہے"...... رونالڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں انتظار کر رہا ہوں''...... وکٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وکٹر اور مارگریٹ کار میں سوار رائل کلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ وکٹر کار چلا رہا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر مارگریٹ موجود تھی۔ وکٹر نے دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ دیکھ لیا تھا اس لئے اسے راستوں کے بارے میں کوئی دشواری نہ ہو رہی تھی۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ان کی کار رائل کلب کے سامنے پہنچ چکی تھی۔ رائل کلب دو منزلہ عمارت پر مشتمل تھا۔ ایک سائیڈ پر پارکنگ موجود تھی جس میں ابھی چند کاریں ہی موجود تھیں کیونکہ کلبوں کی رونق رات گئے ہوتی تھی۔ وکٹر نے کار پارکنگ میں روکی۔ پھر پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر اس نے جیب میں ڈالا اور مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ مارگریٹ اس کے ساتھ تھی۔ وسیع و عریض ہال تقریباً خالی تھا۔ ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا۔ وکٹر کاؤنٹر پر پہنچ کر رک گیا۔

''یس سر''...... کاؤنٹر کے پیچھے موجود لڑکی نے وکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اسسٹنٹ مینجر ٹموتھی سے ملاقات کرنی ہے۔ کہاں ہے اس کا آفس''...... وکٹر نے کہا۔

''آپ کے نام''...... لڑکی نے کہا۔

''میرا نام وکٹر ہے اور میری ساتھی کا نام مارگریٹ ہے''۔ وکٹر نے کہا۔

''یس سر۔ آپ کے بارے میں اطلاع موجود ہے''...... لڑکی نے کہا اور سائیڈ پر کھڑے ایک باوردی آدمی کو اس نے بلایا۔

''یس میڈم''...... اس آدمی نے جس کے سینے پر سپروائزر کا بیج موجود تھا، مؤدبانہ انداز میں پوچھا۔

''انہیں ٹموتھی صاحب کے آفس چھوڑ آؤ''...... لڑکی نے کہا۔

''یس سر۔ آیئے سر''...... سپروائزر نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل پر ٹموتھی کے آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ ٹموتھی درمیانے قد لیکن بھاری جسم کا مالک تھا۔ اس نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔

''تشریف رکھیں۔ میں آپ ہی کا منتظر تھا''...... ٹموتھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... وکٹر نے کہا اور وہ دونوں آفس ٹیبل کی سائیڈ میں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''آپ کیا پینا پسند کریں گے''...... ٹموتھی نے پوچھا۔

''جو آپ پلا دیں''...... وکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹموتھی بھی مسکرا دیا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر کے کسی کو شراب لانے کا کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب فرمائیں۔ میں آپ کی کیا خدمات کر سکتا ہوں''...... ٹموتھی نے کہا۔

''رونالڈ نے آپ کو کیا بتایا ہے''...... وکٹر نے پوچھا۔ اسی لمحے

آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں شراب سے بھرے تین گلاس رکھے ہوئے تھے۔ نوجوان نے ایک ایک گلاس باری باری سب کے سامنے رکھا اور پھر خالی ٹرے اٹھائے مڑا اور آفس سے باہر چلا گیا۔

''لیجئے یہ خصوصی تحفہ ہے میری طرف سے''...... ٹموتھی نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''یہ وہی کاک ٹیل تو نہیں ہے جو ڈاکٹر اکبر کو سپلائی کی جاتی ہے''...... وکٹر نے کہا تو ٹموتھی بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا آپ ڈاکٹر اکبر کو جانتے ہیں''...... ٹموتھی نے کہا۔

''ابھی روبرو ملاقات تو نہیں ہوئی۔ آپ نے سوال کیا تھا کہ ہم آپ کو بتائیں کہ آپ ہمارے لئے کیا کر سکتے ہیں''...... وکٹر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آپ فرمائیں۔ میں آپ کی کیا خدمات کر سکتا ہوں''۔ ٹموتھی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وکٹر نے کوٹ کی جیب سے بڑی مالیت کے کرنسی نوٹوں کا ایک بنڈل نکال کر اپنے سامنے میز پر رکھ دیا۔ اس نے ٹموتھی کی آنکھوں میں موجود چمک کو تیز ہوتے دیکھ لیا تھا۔

''ڈبل فائیو لیبارٹری کے ڈاکٹر اکبر کو آپ کے کلب سے شراب سپلائی ہوتی رہتی ہے۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں''۔ وکٹر نے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ درست کہہ رہے ہیں''...... ٹموتھی نے اثبات

میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس معاملے میں کوئی خاص آدمی مقرر ہے''...... وکٹر نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ کیونکہ یہ لیبارٹری فوجی چھاؤنی کے اندر ہے اس لئے فوج کی طرف خصوصی اجازت نامہ لینا ضروری ہوتا ہے اس لئے ایک آدمی کو اس معاملے کے لئے منتخب کر لیا گیا ہے''۔ ٹموتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ اس آدمی کو بلا سکتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اس بارے میں کچھ بتا سکے''...... وکٹر نے کہا۔

''پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ چاہتے کیا ہیں''۔ ٹموتھی نے کہا۔

''ہم ڈاکٹر اکبر سے ملنا چاہتے ہیں لیکن اس انداز میں نہیں کہ کھلے عام ملا جائے''...... وکٹر نے کہا۔

''لیکن مجھے کیا فائدہ ہو گا''...... ٹموتھی نے آخر کار اپنے مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

''نوٹوں کا یہ بنڈل آپ کا ہو سکتا ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''تو دیجئے مجھے۔ پھر میں آپ کے تمام مسائل حل کر دوں گا''۔ ٹموتھی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو وکٹر نے نوٹوں کا بنڈل اس کی طرف کھسکا دیا۔ ٹموتھی نے اس طرح نوٹوں پر جھپٹا جیسے بھوکا عقاب شکار پر جھپٹتا ہے۔ اس نے بنڈل جیب میں ڈالا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں اسے سیف میں رکھ کر آتا ہوں"...... ٹموتھی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اندرونی کمرے میں چلا گیا۔ وکٹر اور مارگریٹ خاموش بیٹھے رہے۔ مارگریٹ کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمایاں تھے جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ معاملات سے مطمئن نہیں ہے لیکن وکٹر کے چہرے پر اطمینان نمایاں تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹموتھی اندرونی دروازے سے نکل کر واپس آفس میں آ گیا۔

"ہاں۔ اب کام کی باتیں ہوں گی۔ آپ فرمائیں کہ آپ ڈاکٹر اکبر تک کوئی چیز پہنچانا چاہتے ہیں یا کوئی اور بات ہے۔ ویسے یہ بتا دوں کہ کوئی آدمی بغیر خصوصی اجازت کے وہاں نہیں جا سکتا"۔ ٹموتھی نے کہا۔

"ہم نے وہاں جانا نہیں۔ ہم نے صرف اپنی پارٹی کو تفصیلی رپورٹ دینی ہے کہ یہاں ڈاکٹر اکبر سے ملاقات کے دوران کیا کیا اقدامات کرنا پڑتے ہیں اور یہ سب کچھ تفصیل کے ساتھ بتانا ہو گا"...... وکٹر نے کہا۔

"اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا"...... ٹموتھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات کی شہرت پوری دنیا میں پھیل چکی ہے اس لئے دنیا بھر میں ان انتظامات کی مانگ بڑھ رہی ہے۔ ہماری پارٹی بھی اسے حاصل کر کے آگے بھاری قیمت پر فروخت کرنا چاہتی ہے"...... وکٹر نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ اب بات سمجھ میں آ رہی ہے ورنہ عام طور پر اتنی بھاری رقم خرچ نہیں کی جاتی۔ ڈاکٹر اکبر کو ہر ماہ کی دس تاریخ کو کاک ٹیل سپیشل شراب ہمارا آدمی سپلائی کرتا ہے۔ اس کا نام اعظم ہے۔ میں اسے بلاتا ہوں۔ آپ کچھ رقم اسے بھی دے دیں تو وہ آپ کو پوری تفصیل بتا دے گا"...... ٹموتھی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بلائیں اسے"...... وکٹر نے کہا تو ٹموتھی نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین چار بٹن پریس کر دیئے۔

"اعظم سپروائزر کو میرے آفس بھجوا دو"...... ٹموتھی نے کہا اور پھر چند لمحے رکنے کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ہمیں کوئی علیحدہ کمرہ چاہئے ورنہ یہاں آمدورفت سے ہم ڈسٹرب ہوں گے"...... وکٹر نے کہا۔

"میرے ریسٹ روم میں بیٹھ جائیں۔ وہاں کوئی ڈسٹربنس نہیں ہو گی"...... ٹموتھی نے اندرونی کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک ورزشی جسم اور درمیانے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے یونیفارم پہن رکھی تھی۔ سینے پر سپروائزر کا بیج موجود تھا۔ اس نے ٹموتھی کو سلام کیا۔

"حکم سر"...... اعظم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ میرے خاص مہمان ہیں مسٹر وکٹر اور ان کی ساتھی مارگریٹ۔ یہ ڈاکٹر اکبر کی لیبارٹری جانے کے راستے میں جو رکاوٹیں موجود ہیں ان کی تفصیل چاہتے ہیں"...... ٹموتھی نے اعظم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر۔ وہ تو خفیہ معاملات ہیں۔ وہاں واقعی کوئی نہیں پہنچ سکتا"...... اعظم نے چونکتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے وہاں جانا نہیں ہے۔ صرف تفصیلات معلوم کر کے رپورٹ کرنی ہے"...... ٹموتھی نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کا حکم"...... اعظم نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وکٹر نے جیب سے بڑی مالیت کے چند کرنسی نوٹ نکال کر اعظم کی طرف بڑھا دیئے۔

"یہ رکھ لو۔ ہم تمہارے وقت کی قیمت تو نہیں دے سکتے لیکن کچھ نہ کچھ بہرحال ہونا چاہئے"...... وکٹر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اعظم نے نوٹ جھپٹ کر تیزی سے انہیں اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اب اس کے چہرے پر مسرت کی چمک نمایاں تھی۔ شاید یہ چند نوٹ ایک سپروائزر کے لئے بہت بڑی مالیت تھی اور پھر ٹموتھی نے وکٹر، مارگریٹ اور اعظم تینوں کو اپنے آفس کے اندرونی کمرے میں بٹھایا اور خود ٹموتھی درمیانی دروازہ بند کر کے اپنے آفس میں چلا گیا اور پھر وکٹر، اعظم کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کے چہرے پر چمک آ گئی تھی کیونکہ ایک لحاظ سے وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا تھا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ناشتے کے بعد مقامی اخبارات دیکھ رہا تھا کہ ایک خبر دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ یہ سٹائلش کلب میں ایک سائنسدان کے قتل کے بارے میں خبر تھی۔ خبر کے ساتھ ہی اس سائنسدان کی تصویر بھی شائع کی گئی تھی اور عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ ڈاکٹر فرخ ہے جو عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل کی کلب میں موجودگی میں آیا تھا اور کیپٹن شکیل نے اس کے بارے میں بتایا تھا۔ عمران نے تفصیل سے خبر پڑھی۔ اس میں یہ بھی درج تھا کہ ڈاکٹر فرخ خلاف معمول بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔ اس نے کلب میں پہنچ کر شراب منگوائی اور اسے پینا شروع کر دیا۔ رپورٹر نے یہ بھی لکھا تھا کہ دو آدمی کلب میں آئے اور انہوں نے بغیر کوئی بات کئے اچانک مشین پسٹل نکالے اور کلب میں بیٹھے ڈاکٹر فرخ پر گولیوں کی بارش کر دی۔ جب انہیں یقین ہو گیا کہ ڈاکٹر فرخ ہلاک ہو گیا ہے تو ایک آدمی نے لوگوں کو حرکت کرنے سے روکے

رکھا جبکہ دوسرے نے جھک کر فرش پر پڑی ڈاکٹر فرخ کی لاش کی
جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی اور پھر دو چیک نکال کر وہ
دوڑتے ہوئے جس تیزی سے آئے تھے اسی تیز رفتاری سے باہر
چلے گئے۔ انہوں نے جس سفاکانہ انداز میں یہ واردات کی تھی اس
کے خوف کی وجہ سے کسی نے انہیں روکنے یا ان کو پکڑنے کی کوشش
ہی نہیں کی۔ عمران نے اخبار کو میز پر رکھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور
نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی
دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا
ہوں''...... عمران نے اپنا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''داور بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے
سرداور کی آواز سنائی دی۔ چونکہ عمران نے سرداور کے ڈائرکٹ نمبر
پر فون کیا تھا اس لئے بغیر فون سیکرٹری کے ان سے براہ راست
بات ہو رہی تھی۔

''آپ کسی ڈاکٹر فرخ کو جانتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ا
سائنسدان تھے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ایک سائنسدان ہیں ڈاکٹر فرخ نام کے۔ کیوں،
کیوں پوچھ رہے ہو۔ کوئی خاص بات''...... سرداور نے کہا۔

''تو آپ کو ابھی تک اطلاع نہیں ملی کہ اسے سٹائکش کلب

سرعام گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں نے ابھی اخبار میں
خبر پڑھی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ویری سیڈ۔ وہ خاصے جوئیر تھے۔ رپورٹ شاید آج مجھے ملے
لیکن تم اسے کیسے جانتے ہو''...... سرداور نے کہا۔

''میں ہاٹ کافی پینے سٹائکش کلب گیا تھا۔ وہاں میرے ساتھی
صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے ہم اکٹھے بیٹھ گئے کہ ڈاکٹر فرخ بھی
وہاں پہنچ گئے۔ میں تو اسے نہیں جانتا تھا لیکن کیپٹن شکیل اسے جانتا
تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ اکثر کلبوں میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ پھر
ہم اٹھ آئے۔ اب اخبار میں پڑھ کر مجھے یاد آ گیا۔ میں نے اس
لئے آپ سے پوچھا ہے کہ جس انداز میں انہیں ہلاک کیا گیا ہے
اور رپورٹ کے مطابق فائرنگ کے بعد ان کی جیبوں کی باقاعدہ
تلاشی لی گئی اور یہ بھی رپورٹ میں لکھا ہے کہ حملہ آور ان کی جیبوں
سے دو چیک نکال کر لے گئے ہیں۔ اس سے مجھے شک پڑتا ہے کہ
ڈاکٹر فرخ کے پاس کوئی خاص اطلاع تھی جسے اوپن ہونے سے
روکنے کے لئے یہ کارروائی کی گئی ہے''...... عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

''تمہارا تجربہ ہے اس لئے تمہاری بات درست بھی ہو سکتی
ہے''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ ڈاکٹر فرخ کے بارے میں مجھے مزید تفصیل بتا سکتے
ہیں کہ وہ کس لیبارٹری میں کام کر رہے تھے۔ ان کی رہائش کہاں

ہے''...... عمران نے کہا۔
''ہاں۔ مجھے معلومات حاصل کرنا پڑیں گی۔ تم اس وقت کہاں
موجود ہو''...... سرداور نے پوچھا۔
''میں اپنے فلیٹ میں ہوں''...... عمران نے کہا۔
''او کے۔ میں معلوم کر کے تمہیں فون کرتا ہوں''...... سردا
نے کہا تو عمران نے ان کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا لیکن پھر
ایک خیال کے آتے ہی اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور تیزی سے
نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے
ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔
''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا
ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ تم ابھی تک اپنے کمرے میں ہی موجود ہو
گے۔ کل سٹائلش کلب میں ایک سائنسدان ڈاکٹر فرخ کو سرعام
گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کی جیبوں سے دو چیک
نکال کر حملہ آوار اطمینان سے چلے گئے ہیں۔ تم یہ معلوم کرو کہ یہ
واردات کس نے کی ہے اور ان چیکوں کی کیا اہمیت ہے''۔ عمران
نے کہا۔
''یس سر۔ میں معلوم کر کے بتاتا ہوں''...... ٹائیگر نے مؤدبا
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے ''او کے'' کہہ کر رسیو
رکھا اور ایک بار پھر اخبار اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ اب اس خبر ک

مکمل تفصیل پڑھنا چاہتا تھا لیکن رپورٹر نے مختصر خبر دی تھی۔ اس
میں مزید تفصیل درج ہی نہ تھی۔ عمران نے ایک اور مقامی اخبار
اٹھایا کہ شاید اس میں کوئی تفصیل درج ہو لیکن وہاں بھی مختصر خبر
تھی۔ چنانچہ عمران نے غیر ملکی اخبار اٹھا کر اسے دیکھنا شروع کر
دیا۔ پھر نجانے کتنا وقت گزرا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران
نے رسیور اٹھا لیا۔
''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا
ہوں''...... عمران نے کہا۔
''داور بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ ڈاکٹر فرخ جونیئر سائنسدان
تھے اور مین لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر آغا شمس کے اسسٹنٹ
تھے۔ غیر شادی شدہ تھے اور ڈیوٹی کے بعد ان کا زیادہ تر وقت
کلبوں وغیرہ میں ہی گزرتا تھا۔ ان کی ہلاکت کی انکوائری ملٹری
انٹیلی جنس کر رہی ہے۔ ان کی رہائش کراؤن کالونی کی کوٹھی نمبر
ساٹھ میں تھی''...... سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
''او کے۔ میں خود بھی چیک کروں گا کہ اس کے پیچھے کیا کہانی
ہے''...... عمران نے کہا۔
''ضرور کرنا اور مجھے بھی ضرور اطلاع کرنا''...... سرداور نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ کر رابطہ ختم کر دیا تو
عمران نے بھی رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر وہ اخبارات کے مطالعہ
میں مصروف ہو گیا۔ اخبارات کے مطالعہ سے فارغ ہونے پر وہ اٹھا

اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس تبدل کر کے دانش منزل جا کر بلیک زیرو کے ساتھ گپ شپ کر سکے کیونکہ کافی دنوں سے وہ دانش منزل نہ جا سکا تھا۔ لباس تبدیل کر کے وہ جیسے ہی ڈریسنگ روم سے باہر آیا فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے آ کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا تمہاری چیکنگ کا۔ کوئی خاص بات"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"اس لئے فون کیا ہے کہ سٹائکش کلب میں جس سائنسدان کے بارے میں کیپٹن شکیل نے بتایا تھا اس کا نام ڈاکٹر فرخ ہے اسے کل سٹائکش کلب میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اخبار پڑھا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شاہ سے ملے تھے تاکہ ڈاکٹر اکبر اور ان کی لیبارٹری کے بارے میں حفاظتی انتظامات پر تفصیلی بات ہو سکے۔ کرنل شاہ نے جو اقدامات بتائے ہیں ان کے مطابق

تو ڈاکٹر اکبر تک پہنچنا تقریباً ناممکن ہے لیکن جب ہم نے عملی طور پر ان اقدامات کو چیک کیا تو ایک اہم بات سامنے آئی ہے کہ ڈاکٹر اکبر ایک مخصوص انداز میں تیار کی گئی شراب جسے کاک ٹیل کہا جاتا ہے پینے کا عادی ہے اور یہ شراب اسے ہر ماہ کی دس تاریخ کو اس طرح سپلائی کی جاتی ہے کہ شہر کے معروف رائل کلب کا ایک آدمی جس کے پاس ملٹری انٹیلی جنس کی طرف سے دی گئی اتھارٹی موجود ہوتی ہے وہ شراب سمیت لیبارٹری پہنچتا ہے اور وہاں ایک ماہ کا کوٹہ دے کر اور رسید لے کر واپس چلا جاتا ہے۔ یہ حفاظتی انتظامات میں سب سے بڑی خامی ہے۔ اس آدمی کے میک اپ میں کوئی دوسرا اس اتھارٹی کو استعمال کرتے ہوئے بے حد آسانی سے ڈاکٹر اکبر اور اس کی لیبارٹری تک پہنچ سکتا ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں جب کرنل شاہ سے بات کی تو انہوں نے ہماری بات کو تسلیم کر لیا لیکن انہوں نے کہا کہ مجبوری ہے کہ ڈاکٹر اکبر اس شراب کے بغیر سائنس ریسرچ کا کام نہیں کر سکتے اور ہر بار کسی نئے آدمی کو چیک کرنا اور اسے "اوکے" کرنا مشکل ہوتا ہے اس لئے ایک آدمی کو اتھارٹی دی گئی ہے۔ اس آدمی کو ملٹری چھاؤنی میں داخل ہوتے وقت اپنی چیکنگ کرانی ہوتی ہے ورنہ وہ لیبارٹری تک نہیں پہنچ سکتا"...... صفدر نے پوری تفصیلی بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے۔ اس خامی کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

''شراب لے جانے والے آدمی کی مکمل اور تفصیلی چیکنگ ہر بار کی جائے۔ ایک بار چیک کر کے اسے اتھارٹی لیٹر دے دینا ٹھیک نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''او کے۔ تم کرنل شاہ کے کان میں یہ تجویز ڈال دو۔ میں چیف سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ اس معاملے پر کرنل شاہ کو احکامات دے دیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ شکریہ''...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور پھر اس نے آواز دے کر سلیمان کو بتایا کہ وہ جا رہا ہے اس لئے دروازہ اندر سے بند کر لیا جائے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

مراد نگر کے ایک ہوٹل کے کمرے میں وکٹر اور مارگریٹ بیٹھے گھونٹ گھونٹ شراب پینے میں مصروف تھے۔ انہیں یہاں آئے ہوئے دو روز گزر چکے تھے۔ یہاں آ کر انہوں نے کاشان پہاڑی علاقے کا جیپ میں سروے کیا تھا۔ چیک پوسٹوں پر انہوں نے اپنے آپ کو اطالیہ کے لکڑی کے تاجروں کے روپ میں پیش کیا تھا۔ انہوں نے اپنے چیف سے کہہ کر اطالیہ سے باقاعدہ اس بارے میں دستاویزات منگوا لی تھیں اس لئے ان دستاویزات کو دیکھتے ہی انہیں فوراً آگے جانے کی اجازت دے دی جاتی تھی لیکن زرتاج علاقہ جہاں فوجی چھاؤنی اور لیبارٹری تھی ادھر داخلہ سختی سے ممنوع تھا اور وہاں غیر ملکی تو ایک طرف کسی مقامی اجنبی کو جانے نہ دیا جاتا تھا لیکن وکٹر اور مارگریٹ اس علاقے کے چاروں طرف گھوم کر اس کا بیرونی جائزہ لینے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن انہیں کوئی ایسا راستہ نظر نہ آیا تھا جسے وہ اپنے مشن کی کامیابی کے لئے

اختیار کرتے۔

''اب مزید کیا پروگرام ہے وکٹر۔ ہم تو جام ہو کر رہ گئے ہیں''...... مارگریٹ نے کہا۔

''رونالڈ کی طرف سے کوئی پیغام مل جائے تو پھر آئندہ کی پلاننگ کی جائے گی''...... وکٹر نے کہا۔

''مجھے تو یہ مشن ناکام ہوتا نظر آ رہا ہے''...... مارگریٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آئندہ ناکامی کا لفظ منہ سے مت نکالنا۔ ہم مر تو سکتے ہیں ناکام نہیں ہو سکتے''...... وکٹر نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سوری وکٹر۔ مجھے واقعی ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا لیکن حالات جس نہج پر جا رہے ہیں ان کی وجہ سے یہ لفظ میرے ہونٹوں پر آ گیا تھا''...... مارگریٹ نے اس کے غصے کو دیکھ کر باقاعدہ معذرت کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وکٹر نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ وکٹر بول رہا ہوں''...... وکٹر نے کہا۔

''رونالڈ بول رہا ہوں دارالحکومت سے''...... دوسری طرف سے رونالڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کھل کر بات کرو۔ ہم نے فون کو ڈائریکٹ کیا ہوا ہے''۔ وکٹر نے کہا۔

''او کے۔ تو میری طرف سے مبارک باد قبول کریں۔ آپ کے مشن کی کامیابی کا ایک درست راستہ نکل آیا ہے''...... دوسری طرف سے رونالڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو مارگریٹ جو لاؤڈر کی وجہ سے رونالڈ کی باتیں سن رہی تھی، بے اختیار چونک پڑی۔

''کیا ہوا ہے''...... وکٹر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''میں نے ایک حوالے سے اس انجینئر کو ٹریس کر لیا ہے جس نے زرتاج لیبارٹری کا نقشہ بنایا تھا اور پھر لیبارٹری کی تعمیر تک اس کا انچارج بھی وہی رہا تھا۔ اب وہ طویل عرصے سے ریٹائرڈ زندگی گزار رہا ہے۔ میں نے اسے بھاری رقم دے کر نہ صرف وہ نقشہ حاصل کر لیا ہے بلکہ انہوں نے اس کے دو خفیہ راستوں کی بھی نشان دہی کر دی ہے۔ یہ دونوں راستے کاشان علاقے سے شروع ہوتے ہیں۔ گو بعد میں انہیں بند کر دیا گیا تھا لیکن ایمرجنسی میں انہیں آسانی سے کھولا جا سکتا ہے۔ انہیں کھولنے کے بارے میں بھی تفصیل انہوں نے بتا دی ہے''...... رونالڈ نے خوش لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ ریٹائرڈ انجینئر خود ہماری رہنمائی کرے گا''...... وکٹر نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ تو بہت بوڑھا ہے اور بیمار بھی۔ اسے اپنے علاج کے لئے بھاری رقم کی ضرورت ہے اس لئے میں نے اسے بھاری رقم دے کر مراد نگر کے ایک آدمی کے بارے میں معلوم کر لیا۔ یہ

آدمی لیبارٹری کی تعمیر کے وقت نوجوان تھا اور اس انجینئر جس کا نام ہاشم ہے، کا پرسنل اسسٹنٹ رہا تھا۔ اب وہ بھی ریٹائرڈ ہو چکا ہے اور مراد نگر میں ہی رہائش پذیر ہے۔ انجینئر ہاشم نے فون پر اس سے بات کی تو وہ بھاری رقم کے عوض ہمارے ساتھ کام کرنے پر رضامند ہو گیا۔ اس اسسٹنٹ کا نام سپروائزر کرامت ہے۔ میرا آدمی آپ تک پہنچ رہا ہے۔ آپ اس کے ساتھ جا کر سپروائزر کرامت سے بات کریں۔ میرا آدمی دس لاکھ ڈالرز لا رہا ہے۔ یہ رقم آپ اسے دے دیں تو وہ آپ کے ساتھ جا کر مشن مکمل کرنے میں پوری اعانت کرے گا''...... وکٹر نے کہا۔

''ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں غیر ملکی سمجھ کر انکار کر دے کیونکہ ایسے موقعوں پر عام طور پر لوگوں کے دلوں میں حب الوطنی جاگ اٹھتی ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''آپ فکر مت کریں۔ اس سے تفصیلی بات ہو چکی ہے۔ اسے لیبارٹری اور سائنسدان سے زیادہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی فکر ہے کیونکہ اس کا کوئی بیٹا نہیں ہے چھ بیٹیاں ہیں اور اس نے ان کی شادیاں کرنی ہیں۔ وہ تو پچاس لاکھ ڈالرز مانگ رہا تھا لیکن میں نے اسے دس لاکھ ڈالرز میں رضامند کر لیا اور وہ بھی اس انداز میں کہ اگر اس نے مکمل تعاون کیا تو بعد میں اسے مزید دس لاکھ ڈالرز بھی دے دیئے جائیں گے''......رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے آدمی کا کیا نام ہے اور وہ کب تک ہمارے پاس پہنچے گا''...... وکٹر نے پوچھا۔

''اس کا نام پرائند ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ دو تین گھنٹوں کے اندر آپ تک پہنچ جائے گا''...... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تم نے واقعی کام کیا ہے رونالڈ۔ میں چیف سے تمہاری خصوصی تعریف کروں گا''...... وکٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شکریہ۔ آپ واقعی قدر دان ہیں''...... رونالڈ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو وکٹر نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ تو حیران کن معاملات ہیں۔ ابھی میں ناکامی کی بات کر رہی تھی۔ کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا اور اب سو فیصد کامیاب راستہ سامنے آ گیا ہے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''اس لئے تو ایجنٹوں کو پہلا سبق یہی دیا جاتا ہے کہ ہر حالت میں آگے بڑھنے کا سوچیں۔ کوئی نہ کوئی راستہ بہرحال موجود ہوتا ہے''...... وکٹر نے کہا اور مارگریٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میرا خیال ہے کہ چیف سے فائنل ہدایات لے لی جائیں کیونکہ پرائڈ کے آنے کے بعد مشن کا اختتامی دور شروع ہو جائے گا اور مشن مکمل ہوتے ہی جس قدر جلد ہو سکتا ہے ہمیں اس ملک سے نکلنا ہو گا''...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وکٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کرو بات لیکن خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ کال ٹریس ہو جائے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''چیف کا نمبر خصوصی ہے۔ کال ٹریس نہیں ہو سکتی اور یہاں ہم نے فون کو ڈائرکٹ کیا ہوا ہے اور اب تک ہم نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی کہ ہماری کالوں پر چیک لگایا جائے''...... وکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مراد نگر سے اطالیہ اور پھر اطالیہ دارالحکومت کے رابطہ نمبر دیں''...... وکٹر نے کہا۔

''ہولڈ کریں پلیز''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... کچھ دیر بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس میڈم''...... وکٹر نے جواب دیا تو فون آپریٹر نے دونوں نمبر بتا دیئے۔ وکٹر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کریڈل دبا دیا۔ ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے وکٹر بول رہا ہوں چیف''...... وکٹر نے مؤدبانہ لہجے

میں کہا۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... چیف نے کہا۔

''یس باس۔ اسی لئے فون کیا ہے''...... وکٹر نے کہا اور پھر اپنے اور مارگریٹ کے مراد نگر آنے، کاشان پہاڑی علاقے کا سروے کرنے کے ساتھ ساتھ رونالڈ کی طرف سے دی گئی اطلاعات سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

''ویری گڈ۔ رونالڈ نے واقعی کام کر دکھایا ہے۔ ویری گڈ''۔ چیف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ اس مشن میں ہماری کامیابی کا اصل سہرا رونالڈ کے سر ہی بندھا ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''اسے ایڈجسٹ کر دیا جائے گا لیکن تم نے اب بے حد محتاط رہنا ہے۔ اس آخری اقدام میں تمہاری معمولی سی غلطی بھی سب کچھ ختم کر کے رکھ سکتی ہے۔ خاص طور پر خفیہ راستوں کو کھولنے کے سلسلے میں تم نے بے حد ہوشیار رہنا ہے کیونکہ ایسے بند راستوں پر چیکنگ اور فائرنگ مشینری نصب کر دی جاتی ہے''...... چیف نے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں چیف۔ میری تو پوری زندگی ہی ایسی لیبارٹریوں کو سرنڈر کرنے میں گزر گئی ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں تمام ضروری انتظامات کرنے کے بعد ہی لیبارٹری میں داخل ہوں گا''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب ایک بار پھر مشن کے بارے میں سن لو۔ تم نے وہاں ڈاکٹر اکبر سمیت جتنے بھی لوگ موجود ہوں سب کا خاتمہ کرنا ہے۔ جس فارمولے پر کام ہو رہا ہے وہ فارمولا اپنے ساتھ لے آنا ہے کیونکہ یہ ہمارے فارمولے سے کہیں ایڈوانس فارمولا ہے"۔ چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ میں ڈاکٹر اکبر سے فارمولا حاصل کرتے ہی اس کا خاتمہ کروں گا"...... وکٹر نے کہا۔

"تمہیں ڈاکٹر رابرٹ نے اس فارمولے کے بارے میں بریف کیا ہے۔ کیا تم اچھی طرح سمجھ گئے تھے یا نہیں"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ کام ہمارے لئے نیا نہیں ہے"...... وکٹر نے جواب دیا تو دوسری طرف سے "گڈ لک" کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا تو وکٹر نے بھی رسیور رکھ دیا لیکن دوسرے لمحے پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو وکٹر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"کاؤنٹر سے بول رہا ہوں۔ آپ کے مہمان مسٹر پرائڈ یہاں موجود ہیں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"انہیں فوراً بھیج دو۔ ہم ان کے منتظر ہیں"۔ وکٹر نے جواب

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور وکٹر نے رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ وہ جب بھی مارکیٹ جاتا تھا تو عمران کے لئے چائے کا فلاسک بنا کر رکھ جاتا تھا۔ یہ اور بات تھی کہ بعض اوقات تو عمران مطالعہ میں اس قدر ڈوب جاتا تھا کہ اسے چائے کا خیال تک نہ آتا تھا اور بعض اوقات وہ ایک آدھ چائے کا کپ پی بھی لیتا تھا۔ آج بھی عمران مطالعے میں اس قدر ڈوبا ہوا تھا کہ سلیمان کو گئے ہوئے ایک گھنٹہ گزر گیا تھا لیکن عمران کو چائے کا خیال تک نہ آیا تھا لیکن عمران کا مطالعے میں استغراق اس وقت ٹوٹ گیا جب پاس پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ پہلے تو عمران نے اسے اس طرح نظر انداز کر دیا کہ جیسے گھنٹی بجی ہی نہ ہو لیکن گھنٹی مسلسل کافی دیر تک بجتی رہی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا

ہوں۔ فون کرنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں۔ جب فون نہ اٹھایا جا رہا ہو تو فون کرنے والا خود ہی سمجھ لے کہ فون نہ اٹھانے والا کسی نیک کام میں مصروف ہو گا''...... عمران نے اپنا تعارف کرانے کے بعد باقاعدہ شکایت کر ڈالی۔

''داور بول رہا ہوں۔ فوراً میرے پاس پہنچو۔ ڈاکٹر اکبر کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور لیبارٹری تباہ کر دی گئی ہے''...... دوسری طرف سے سرداور کی تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران کافی دیر تک رسیور ہاتھ میں پکڑے اس طرح منہ کھولے بیٹھا رہا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ''...... یکلخت عمران کے منہ سے نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور کتاب کو میز پر رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ سرداور نے جو کچھ بتایا تھا اس نے واقعی عمران کو ہلا کر رکھ دیا تھا کیونکہ جس لیبارٹری کی وہ بات کر رہے تھے اس کی حفاظت واقعی فول پروف انداز میں کی جا رہی تھی لیکن اس کے باوجود اگر انچارج ڈاکٹر اکبر کو ہلاک کر دیا گیا اور لیبارٹری تباہ کر دی گئی ہے تو یہ واقعی پاکیشیا کے لئے بہت بڑا سانحہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے اس لیبارٹری کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں سرداور ہوتے تھے۔ سرداور بڑی بے چینی سے اس کے انتظار میں اپنے آفس میں ٹہل رہے تھے۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی نہ صرف

انہیں سلام کیا بلکہ فون پر کہے گئے فقرات پر باقاعدہ معذرت بھی کی۔

''چھوڑو۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بیٹھو''...... سرداور نے کہا اور خود وہ میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

''یہ سب کیسے ہوا۔ ملٹری انٹیلی جنس نے تو فول پروف انتظامات کر رکھے تھے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جب میں نے تمہیں فون کیا تھا اس وقت صرف فونک اطلاع دی گئی تھی۔ اب تمہارے آنے سے پہلے باقاعدہ ابتدائی تحریری رپورٹ مل گئی ہے۔ یہ لو خود پڑھ لو''...... سرداور نے ایک فائل اٹھا کر عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا تو عمران نے فائل لے کر اسے کھولا اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں صرف ایک کاغذ تھا اور یہ لکھا گیا تھا کہ سب کچھ معمول کے مطابق ہو رہا تھا کہ اچانک اس جگہ خوفناک دھماکے شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے لیبارٹری تباہ ہو گئی اور اس کے اثرات فوجی چھاؤنی پر پڑے۔ یہاں کی دو عمارتیں بھی تباہ ہو گئیں اور بہت سے فوجی زخمی ہوئے ہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس نے جب اس سارے معاملے کو چیک کیا تو پتہ چلا کہ لیبارٹری میں ڈاکٹر اکبر اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس انداز میں ملی ہیں کہ انہیں پہلے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا پھر وائرلیس بم استعمال کر کے لیبارٹری کو اڑا دیا گیا ہے۔ رپورٹ میں لکھا گیا تھا کہ مزید رپورٹ پوری تحقیقات کے بعد دی جائے

گی۔ عمران نے فائل بند کر کے رکھ دی۔

''اس کا مطلب ہے کہ فول پروف انتظامات فول پروف نہ تھے۔ بہرحال اب آپ کیا چاہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ڈاکٹر اکبر ہمارے ملک کا انتہائی قیمتی اثاثہ تھے۔ جس فارمولے پر وہ کام کر رہے تھے کہ مخصوص رینج میں ایٹمی ہتھیار خودبخود ڈی فیوز ہو جائیں، یہ انقلابی فارمولا ہے۔ اس وقت ایٹمی ہتھیاروں کے مالک ملک کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس فارمولے کے مکمل ہونے کے بعد یہ بھی عام ہتھیاروں کی طرح بے کار ہو کر رہ جائیں گے۔ یہ ہمارے ملک کے لئے انتہائی قیمتی فارمولا ہے اور مجھے یقین ہے کہ جن لوگوں نے یہ سب کچھ کیا ہے ان کی کوئی ذاتی دشمنی ڈاکٹر اکبر کے ساتھ نہیں تھی۔ وہ انہیں ہلاک کر کے فارمولا اڑا لے گئے ہوں گے جو ہمیں فوری واپس حاصل کرنا ہے''...... سرداور نے کہا۔

''اس فارمولے کی کاپی آپ نے اپنے پاس نہیں رکھی حالانکہ طویل عرصے سے آپ نے خود اس بارے میں احکامات دیئے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''اس فارمولے کی دوسری کاپی کسی صورت تیار نہیں ہو سکتی ا لیبارٹری میں اس پر باقاعدگی سے انتہائی اہم کام ہو رہا تھا لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات کو فول پروف بنایا گیا تھا اس لئے اس فارمولے کو وہیں لیبارٹری تک ہی محدود کر دیا گیا تھا''...... سردا

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب مجھے وہاں جانا ہو گا۔ آپ نے اس سلسلے میں کوئی انتظامات کئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تم ہیلی کاپٹر پر وہاں جاؤ گے اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شاہ تمہارے ساتھ جائیں گے۔ ابھی ان کا فون آئے گا''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سرداور نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... سرداور نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شاہ بات کرنا چاہتے ہیں''۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کراؤ بات''...... سرداور نے لاؤڈر کا بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

''ہیلو سر۔ میں کرنل شاہ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد کرنل شاہ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی خاص بات۔ عمران میرے آفس میں موجود ہیں۔ اس نے آپ کے ساتھ موقع پر جانا ہے''...... سرداور نے کہا۔

''یس سر۔ میں نے اسی لئے فون کیا ہے۔ میں ملٹری ہیلی پیڈ پر پہنچ رہا ہوں''...... کرنل شاہ نے کہا تو عمران نے سرداور سے رسیور دینے کا اشارہ کیا۔

"عمران سے بات کریں"...... سرداور نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران اپنا مکمل تعارف کرانے سے باز نہ آیا تھا جبکہ سرداور کے چہرے پر برا منانے کے تاثرات نمایاں تھے لیکن ظاہر ہے عمران کو ان معاملات میں کسی کی پرواہ نہیں رہتی۔

"حکم کریں عمران صاحب"...... کرنل شاہ نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب۔ آپ نے مجھے بتایا تھا کہ اس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات فول پروف ہیں۔ پھر یہ کارروائی کیسے ہوگئی"۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں اب بھی اس پر قائم ہوں۔ میں نے ماہرین کے ساتھ موقع کا تفصیلی دورہ کیا ہے۔ اس لیبارٹری کے دو خفیہ راستے رکھے گئے تھے جنہیں بعد میں مکمل طور پر اس طرح بند کر دیا گیا تھا کہ اندر سے تو انہیں کھولا جا سکتا ہے باہر سے نہیں۔ ان میں سے ایک راستہ خاصا طویل ہے۔ اس کا بیرونی دہانہ کاشان پہاڑیوں میں موجود ایک تنگ سی سرنگ میں رکھا گیا تھا۔ ملٹری انٹیلی جنس صرف زرتاج علاقے تک چیک کرتی ہے۔ کاشان پہاڑی سلسلہ بے حد وسیع ہے"...... کرنل شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب اسے باہر سے کیسے کھولا گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کسی بم سے تباہ کیا گیا ہے اور جو میں نے خود چیکنگ کی ہے اس کے مطابق بم سے راستہ کھول کر انہوں نے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور پھر اندر جا کر ساری کارروائی کی البتہ ڈاکٹر اکبر کی باڈی پر تشدد کے مخصوص نشانات ہیں اور ان کے آفس میں دیوار میں موجود خفیہ سیف کھلا پڑا ہے اور ڈاکٹر اکبر کے سینے پر گولیوں کے نشانات ہیں۔ ان کے ساتھیوں کو بھی بے ہوشی کے دوران گولیاں ماری گئی ہیں"...... کرنل شاہ نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"مزید کوئی بات جو آپ اہم سمجھتے ہوں"...... عمران نے کہا۔

"مراد نگر، کاشان اور زرتاج علاقوں کی پاکیشیا کے لئے کافی اہمیت ہے کیونکہ یہاں مین ملٹری چھاؤنیاں، اسلحہ کے وسیع ذخائر اور ایئرفورس سپاٹس وغیرہ موجود ہیں اس لئے ملٹری انٹیلی جنس نے دو سال سے مراد نگر اور زرتاج علاقے سے کی جانے والی سیل فون کالز کو ٹیپ کرنے کا انتظام کیا ہے پھر ان میں سے جو کال مشکوک معلوم ہو اس پر مزید ریسرچ کر کے مجھے بھجوائی جاتی ہیں اور اگر میں مناسب سمجھوں تو اس پر کارروائی کا حکم دے دیتا ہوں یا پھر انہیں واش کر دیا جاتا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ کل مراد نگر سے اطالیہ کے دارالحکومت ایک سیٹلائٹ فون پر کال کی گئی ہے جو مشکوک ہے۔ اس کال پر مزید کام کیا گیا اور پھر مجھے رپورٹ بھجوائی گئی ہے۔ اس میں کسی وکٹر اور چیف کے درمیان گفتگو

ہوئی ہے۔ آپ یہاں آ رہے ہیں وہ رپورٹ آپ کو پیش کر دی جائے گی۔ شاید آپ اس سے کوئی مثبت نتیجہ نکال سکیں''...... کرنل شاہ نے کہا۔

''آپ نے جس تفصیل سے چیکنگ کی ہے اس کے بعد اب مجھے وہاں جانے کی ضرورت نہیں رہی البتہ یہ ٹیپ اور اس پر کی جانے والی مزید کارروائی کی رپورٹ آپ سرداور کے پاس بھجوا دیں''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ میں ابھی بھجواتا ہوں''...... کرنل شاہ نے جواب دیا تو عمران نے ''اللہ حافظ'' کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''آپ کی بات درست ثابت ہوئی ہے۔ ڈاکٹر اکبر اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے حملہ آور فارمولا لے گئے ہیں۔ خفیہ سیف کا کھلے ہونا یہی ظاہر کرتا ہے۔ ڈاکٹر اکبر پر تشدد بھی اس فارمولے کے حصول کے لئے کیا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ڈاکٹر اکبر تو شہید ہو گئے لیکن یہ فارمولا تم نے ہر صورت میں واپس لانا ہے''...... سرداور نے کہا۔

''اب تک اس فارمولے کی ہزاروں نہیں تو سینکڑوں کاپیاں ہو چکی ہوں گی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا''۔ سرداور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اطالیہ یا کسی سپر پاور کے سائنسدان ہو سکتا ہے ہم سے زیاد

سمجھ دار ہوں وہ جدید ترین مشینری سے ایسا کر لیں''...... عمران نے کہا۔

''ہمارے ملک کے لوگوں نے خواہ مخواہ ایک ٹرینڈ بنا لیا ہے کہ دوسروں کو اپنے سے برتر سمجھا جائے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں۔ ہر ملک میں عقلمند اور احمق دونوں ٹائپ کے لوگ بستے ہیں اور ہاں۔ ایک بات مجھے بتانا یاد نہیں رہی کہ اس فارمولے کو اس انداز میں بند کیا گیا ہے کہ کاپی تو ایک طرف اسے کھولا بھی نہیں جا سکتا۔ اس کے کھولنے اور بند کرنے کا ایک خاص سائنسی طریقہ رکھا گیا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ فارمولا ہمارے علاوہ اور کوئی بڑے سے بڑا سائنسدان بھی نہ کھول سکے گا''...... سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ باقاعدہ کھل جا سم سم پڑھنا پڑتا ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس کچھ ایسا ہی سمجھ لو''...... سرداور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ایک سربمہر پیکٹ سرداور تک پہنچا دیا گیا۔ پیکٹ پر ملٹری انٹیلی جنس کی خصوصی مہریں موجود تھیں''۔ سرداور نے یہ پیکٹ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اسے چیک کر لوں گا اور چیف سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ سیکرٹ سروس کو اس فارمولے کی واپسی کے لئے حرکت میں لے آئیں''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میری طرف سے بھی چیف کو سفارش کر دینا"...... سرداور نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیف سفارش کو پسند نہیں کرتے۔ ویسے سفارش کی ضرورت بھی نہیں۔ آپ کا حکم ہمیشہ سر آنکھوں پر رکھا گیا ہے"...... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"اس ٹیپ سے کوئی نئی بات سامنے آئے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ ڈاکٹر اکبر اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے"...... سرداور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اجازت لی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ دانش منزل پہنچ کر عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے حسب روایت اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ کا چکر کئی دن بعد لگا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"زندگی کا چکر ہی اتنا بڑا ہے کہ تم تک پہنچتے پہنچتے کئی دن لگ جاتے ہیں۔ مائیکرو ٹیپ ریکارڈر لے آؤ۔ ایک ٹیپ سننی ہے"۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پیکٹ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی خاص بات ہوگئی ہے"...... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے

کہا۔

"ہاں۔ پاکیشیا کی ایک اہم لیبارٹری کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں موجود تمام سائنسدانوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور پاکیشیا کا انتہائی اہم بلکہ ٹو سٹار فارمولا بھی چرا لیا گیا ہے۔ یہ ٹیپ شاید اس سلسلے میں ہماری کوئی مدد کر سکے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹو سٹار فارمولے سے آپ کا کیا مطلب ہوا۔ یہ تو کوئی نئی چیز ہے"...... بلیک زیرو نے مڑتے مڑتے رک کر کہا۔

"عام فارمولے تو سامنے آتے رہتے ہیں۔ پوری دنیا میں موجود سائنسدان مسلسل نئے سے نئے فارمولوں پر کام کرتے رہتے ہیں لیکن بعض فارمولے ایسے ہوتے ہیں جن سے دنیا میں انقلاب لایا جا سکتا ہے۔ یہ سٹار فارمولے ہوتے ہیں۔ پھر ان کے گریڈ سے ان کی اہمیت بڑھ جاتی ہے جیسے ون سٹار، ٹو سٹار، تھری سٹار"۔ عمران نے وضاحت کی تو بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید مائیکرو ٹیپ ریکارڈر موجود تھا۔ اس نے اسے عمران کے سامنے رکھا اور خود جا کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نے سیلڈ پیکٹ کھولا اور اندر موجود مائیکرو ٹیپ کو ریکارڈر کے مخصوص خانے میں رکھ کر اس نے مائیکرو ٹیپ ریکارڈر کو آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دو آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ایک اپنے آپ کو وکٹر کہہ رہا تھا جبکہ دوسرا چیف تھا۔ عمران اور بلیک زیرو دونوں خاموش

بیٹھے گفتگو سنتے رہے اور جب ٹیپ ختم ہو گئی تو عمران نے بٹن دبا کر اسے آف کر دیا۔

''اس ٹیپ نے تو ہر چیز کلیئر کر دی۔ کاش ایسا ہونے سے پہلے اس کا ہمیں علم ہو جاتا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ اطالیہ تو سپر پاور نہیں ہے۔ اسے کیا ضرورت پڑی ہے ٹوسٹار فارمولا حاصل کرنے کی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اطالیہ سائنسی ہتھیاروں میں خاصا آگے جا رہا ہے اور ان کی زیادہ دوستی کافرستان سے ہے۔ کافرستان اطالیہ سے سائنسی ہتھیار خریدتا ہے۔ بہرحال اب انہیں ہمارے سائنسدان کو ہلاک کرنے اور فارمولا لے جانے کا پورا پورا حساب دینا پڑے گا۔ وہ عمروعیار کی زنبیل دینا مجھے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز سے سرخ رنگ کی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ اس ڈائری میں عمران نے پوری دنیا کے نام و پتے وغیرہ درج کر رکھے تھے۔ عمران اسے عمروعیار کی زنبیل اس لئے کہتا تھا کہ عمروعیار کی زنبیل کی طرح اس میں سے بھی اس کے مطلب کا کوئی نہ کوئی آدمی مل جاتا تھا۔ عمران نے ڈائری کھولی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ کافی دیر بعد اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آوا

سنائی دی۔

''دارالحکومت سے اطالیہ کا رابطہ نمبر اور پھر اطالیہ کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتا دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا کر رابطہ ختم کر دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے خاصی تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن یہاں ہمیشہ مستقل آن رکھا جاتا تھا اس لئے فون پر آنے والی دوسری طرف کی آواز بخوبی سنائی دیتی تھی۔

''یس۔ جی ایف کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ اطالوی تھا۔

''میڈم راکاش سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''ہیلو۔ راکاش بول رہی ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ قدرے بھاری تھا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ویسے پہلے تو راکاش بولتی کم تھی اور حکم زیادہ دیا کرتی تھی''۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم ناٹی بوائے۔ اوہ۔ اتنے طویل عرصے بعد تم سے بات ہو رہی ہے۔ شکر ہے تم نہ صرف زندہ ہو بلکہ ویسے ہی ناٹی بوائے ہو پہلے کی طرح''...... اس بار راکاش نے مسرت بھری چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''اوہ۔ مجھے تمہاری فکر تھی کیونکہ فرینک کو بھی ہمیشہ تمہاری فکر رہتی تھی۔ تم کار کو ہوائی جہاز کے طور پر استعمال کرنے کی عادی تھی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ مت بات کرو فرینک کی۔ وہ تقریباً چار سال پہلے روڈ ایکسیڈنٹ میں مجھے ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر چلا گیا ہے''...... اس بار راکاش نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ویری سوری۔ تم نے مجھے فون کر دیا ہوتا۔ میں تمہیں نمبر تو دے آیا تھا''...... عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لیکن وہ نمبر مجھ سے کہیں گھو گیا تھا۔ تم نے بھی پھر فون نہیں کیا۔ اب اتنے عرصے بعد فون کر رہے ہو''...... راکاش نے کہا۔

''بس مصروفیت کا ہی بہانہ بنایا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے راکاش بے اختیار ہنس پڑی۔

''تمہاری شرارتیں ویسی کی ویسی ہیں۔ بولو۔ آج مجھ سے کیا کام پڑ گیا تمہیں کہ تم اتنے طویل عرصے بعد فون کرنے پر مجبور ہو گئے ہو''...... راکاش نے کہا۔

''اطالیہ میں ایک آدمی ہے وکٹر۔ وہ اطالیہ کی کسی ایجنسی سے متعلق ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں تفصیل چاہئے تھی''...... عمران نے کہا۔

''وکٹر اطالیہ کی سپیشل سروسز سے متعلق ہے۔ وہ اور اس کی نائب اور ساتھی مارگریٹ دونوں بے حد معروف ایجنٹس ہیں لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... راکاش نے کہا۔

''اس وکٹر نے پاکیشیا کی ایک لیبارٹری سے ایک فارمولا چوری کیا ہے اور لیبارٹری کے سائنسدانوں کو ہلاک کیا ہے۔ ہمیں وہ فارمولا واپس چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''ایسے کاموں کا تو وہ ماہر سمجھا جاتا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اسے انتہائی خطرناک آدمی کہا جاتا ہے''...... راکاش نے کہا۔

''کیا تم فارمولے کے بارے میں کوئی مدد کر سکتی ہو۔ صرف اتنا معلوم کر کے بتا دو کہ فامولا کہاں موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''سوری ناٹی بوائے۔ اول تو میں معلوم کر نہیں سکتی اور اگر کر بھی سکتی تو اس بارے میں کچھ نہ بتاتی کیونکہ یہ ملک سے غداری کے مترادف ہے''...... راکاش نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے تمہاری حب الوطنی پسند آئی ہے لیکن کوئی ٹپ تو دے سکتی

ہو اس سلسلے میں''...... عمران نے کہا۔

''سوری۔ اس سلسلے میں کوئی ٹپ نہیں دی جا سکتی''...... راکاش نے اس بار بھی صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا چلو۔ یہ بتا دو کہ فارمولا وکٹر اور مارگریٹ نے لا کر چیف کو دیا ہو گا۔ چیف آگے کس کو دے گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ طریقہ کار بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چیف نے وکٹر سے فارمولا لے کر اسے چیف سیکرٹری کے حوالے کیا ہو گا اور وہاں سے یہ فارمولا اطالیہ کی تقریباً ڈیڑھ سو لیبارٹریوں میں سے کسی ایک لیبارٹری کو بھجوا دیا گیا ہو گا''...... راکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے مجھے پچھلی ملاقات کے دوران بتایا تھا کہ کلب تو ایک بہانہ ہے اصل میں تم اطالیہ کی تمام لیبارٹریوں کو ان کی مطلوبہ سائنسی مشینری، گیسز اور کیمیائی محلول وغیرہ سپلائی کرتی ہو۔ کیا اب بھی یہ کام جاری ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''اب بھی وہی کام ہے جو تم نے بتایا ہے لیکن اس معاملے سے میرا اب براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب ایک مخصوص پارٹی ہے جو میرے نام سے یہ کام کر رہی ہے اور چند فیصد منافع مجھے خود بخود مل جاتا ہے۔ اس طرح میں براہِ راست مخالفوں کا ٹارگٹ بننے سے بچ جاتی ہوں''...... راکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ بے حد شکریہ۔ پھر ملاقات ہو گی''...... عمران نے کہ

اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ کا بس چلے تو الف سے ی تک تمام کام فون پر ہی کر لئے جائے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کوشش تو یہی ہوتی ہے تا کہ جلد از جلد مشن مکمل ہو جائے اور مجھے چیک مل سکے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی جولیا کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ حکم''...... جولیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''پاکیشیا سے ایک اہم فارمولا چوری کر لیا گیا ہے۔ یہاں کی لیبارٹری تباہ کر دی گئی ہے اور تمام سائنسدانوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تم اپنے فلیٹ میں صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ کو کال کر لو۔ میں نے عمران کو کہہ دیا ہے کہ وہ تمہارے فلیٹ پر پہنچ کر اس مشن کے سلسلے میں بریف کرے گا''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... جولیا نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے اطالوی دارالحکومت کی ایک معروف سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر وکٹر اور سائیڈ سیٹ پر مارگریٹ موجود تھی۔

''اس بار بہت جلد نیا مشن آ گیا ہے۔ ابھی چند دن پہلے تو پاکیشیائی مشن مکمل کیا ہے''...... مارگریٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اور جب کئی ماہ تک کوئی مشن نہیں ہوتا تو اس وقت تم بوریت کا رونا روتی ہو اور اب اگر فوری دوسرا مشن مل رہا ہے تو تب بھی تمہیں پسند نہیں آ رہا''...... وکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور تم نے کبھی خود اپنے بارے میں سوچا ہے۔ مسلسل کام کر کے کسی روز تمہارا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا اور تم سڑکوں پر چٹکیاں بجاتے اور ناچتے نظر آؤ گے''...... مارگریٹ نے کہا وکٹر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

''مجھے کام کرنے میں لطف آتا ہے۔ فارغ رہ کر میں بے

بور ہو جاتا ہوں''...... وکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک بزنس پلازہ کی پارکنگ میں کار روک کر وہ دونوں نیچے اترے اور پھر لفٹ کے ذریعے دسویں منزل پر پہنچ گئے۔ اس بزنس پلازہ میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے آفس تھے جبکہ دسویں منزل پر انٹر نیشنل کارپوریشن کے مختلف دفاتر تھے۔ ان میں ایک ریجنل آفس بھی تھا۔ وکٹر اور مارگریٹ اس آفس کے بند دروازے پر پہنچ کر رک گئے۔ وکٹر نے بند دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ کھل گیا۔ وکٹر اور مارگریٹ اندر داخل ہو گئے۔ وہاں میزیں کرسیاں لگی ہوئی تھیں اور بزنس ورک ہو رہا تھا۔ ایک طرف ایک کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی موجود تھی۔ وکٹر اور مارگریٹ اس کی طرف بڑھ گئے۔

''وکٹر اور مارگریٹ سیکشن سپیشل سروسز''...... وکٹر نے کہا تو لڑکی نے کاؤنٹر کے نیچے سے ایک کارڈ نکال کر اس پر کچھ لکھا اور پھر دستخط کر کے اس نے کارڈ وکٹر کی طرف بڑھا دیا۔ کارڈ پر آفس تھری لکھا ہوا تھا۔

''او کے۔ شکریہ''...... وکٹر نے کہا اور کارڈ جیب میں رکھ کر وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مارگریٹ اس کی پیروی کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک عالی شان کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ جہازی سائز کا گیٹ بند تھا۔ وکٹر نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو

پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک باوردی مسلح آدمی باہر آ گیا۔ وکٹر نے جیب سے کارڈ نکال کر آنے والے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"یس سر۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں"...... آنے والے نے کارڈ کو دیکھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر کارڈ کو جیب میں ڈال کر وہ مڑا اور چھوٹی کھڑکی سے اندر جا کر اس نے کھڑکی بند کی۔ چند لمحوں بعد پھاٹک ایک سائیڈ پر ہٹتا چلا گیا۔ وکٹر نے کار آگے بڑھا دی اور پھر ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں کار لے جا کر روک دی۔ وہاں پہلے بھی ایک کار موجود تھی۔

"میری سمجھ میں آج تک یہ بات نہیں آئی کہ چیف کو ہم پر بھی اعتماد نہیں ہے۔ وہ فون پر ہی کہہ دیتا کہ یہاں پہنچ جاؤ۔ ہم پہنچ جاتے"...... مارگریٹ نے کہا۔

"ایسا انتظام ضروری ہے۔ چیف اس سے محفوظ رہتے ہیں"۔ وکٹر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ آفس کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوئے۔

"آؤ بیٹھو"...... چیف کرنل جیکسن نے مسکراتے ہوئے کہا تو وکٹر اور مارگریٹ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"کیا کوئی نیا مشن سامنے آ گیا ہے چیف"...... وکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نیا نہیں بلکہ تمہارے سابقہ مشن کا دوسرا حصہ ہے"...... کرنل جیکسن نے کہا تو وکٹر اور مارگریٹ دونوں بے اختیار چونک پڑے

"سابقہ مشن سے آپ کا مطلب پاکیشیا مشن ہے"...... وکٹر نے کہا۔

"ہاں"...... کرنل جیکسن نے کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ فارمولا تو ہم لے آئے تھے"...... وکٹر نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ گئی ہے"...... کرنل جیکسن نے کہا۔

"تو کیا ہوا چیف۔ آتی رہے۔ ہمارے بارے میں تو کسی کو معلوم ہی نہیں ہے"...... وکٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل جیکسن بے اختیار طنزیہ انداز میں مسکرا پڑا۔

"یہاں جی ایف کلب ہے جس کی مالکہ راکاش ہے۔ تم جانتے ہو اسے"...... کرنل جیکسن نے کہا۔

"ہاں۔ بہت اچھی طرح۔ وہ میری اور مارگریٹ ہم دونوں کی مخلص دوست ہے۔ کیا ہوا ہے اسے"...... وکٹر نے چونک کر کہا۔

"اس نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ پاکیشیا کے لئے کام کرنے والے عمران نے طویل عرصہ بعد اسے فون کیا اور اس سے وکٹر اور مارگریٹ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن راکاش نے اسے صرف اتنا بتایا کہ دونوں کا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے ہے اور راکاش نے جب عمران سے پوچھا کہ وہ کیوں ان کے بارے میں پوچھ رہا ہے تو عمران نے کہا کہ یہ دونوں ایجنٹ پاکیشیا کا انتہائی اہم فارمولا لے اڑے ہیں اور انہوں

نے نہ صرف لیبارٹری تباہ کر دی ہے بلکہ ایسے سائنسدانوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے جو پاکیشیا کے انمول اثاثہ کی حیثیت رکھتے تھے اور اس عمران نے کہا ہے کہ وہ ہر صورت میں فارمولا واپس لے جائے گا۔ راکاش کے مطابق عمران نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ فارمولا کس لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے اسے بڑی رقم کی آفر کی لیکن راکاش نے اس معاملے میں پڑنے سے صاف انکار کر دیا''۔ کرنل جیکسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہمارے بارے میں اسے کیسے پتہ چلا۔ سوائے رونالڈ کے اور کوئی ہمیں نہیں جانتا''...... وکٹر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ہر وہ بات معلوم کر لیتی ہے جو اس سے چھپائی جائے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''چیف۔ اگر انہوں نے معلوم کر بھی لیا ہے تو پھر کیا ہو جائے گا۔ وہ اطالیہ آ کر ہی فارمولا واپس لے جا سکتے ہیں۔ ہم اگر پاکیشیا جا کر ان کو شکست دے سکتے ہیں تو یہ تو ہمارا اپنا ملک ہے۔ ہم ان کا یہیں خاتمہ کر دیں گے''...... خاموش بیٹھی ہوئی مارگریٹ نے قدرے جذباتی لہجے میں کہا۔

''اسی لئے تو میں نے تمہیں کال کیا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی بہرحال آئیں گے اور تم نے ان کا یقینی طور پر خاتمہ کرنا ہے چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ انہیں زندہ واپس نہیں جانا چاہئے البتہ

ایک بات کا خیال رکھنا کہ انہیں اتنی مہلت نہ ملے کہ وہ یہ ٹریس کر لیں کہ فارمولا کس لیبارٹری میں ہے اور وہ اس لیبارٹری کو تباہ کر دیں اور فارمولا واپس لے اڑیں''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''انہیں کسی طرح معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ فارمولا کہاں ہے اس لئے وہ پہلے ہمارے خلاف کام کریں گے پھر آگے بڑھیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ یہاں سے زندہ واپس نہ جا سکیں گے''۔ وکٹر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے رونالڈ سے بات کی ہے کہ وہ ایئرپورٹ پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کرے اور جس فلائٹ سے وہ روانہ ہوں اس کی تفصیل بھی بتائے لیکن اس نے صاف معذرت کر لی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ عمران کو پتہ چل جائے گا کہ میں نے اس کی نگرانی کی ہے تو وہ اس کے کلب کو تباہ و برباد کر دے گا اور اس کا بھی خاتمہ کر دے گا۔ وہ عمران سے شدید خوفزدہ تھا اس لئے میں نے مزید اصرار نہیں کیا''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''چیف۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے فون سے جیگر کو کال کر لوں۔ جیگر کافی عرصہ تک اقوام متحدہ کی سیکرٹ سروس میں رہا ہے اور کئی مشنز پر اس نے اور عمران نے اکٹھے کام کیا ہے۔ جیگر اس کو بہت قریب سے جانتا ہے۔ وہ ہمیں کوئی ایسی بات بتا دے گا جس سے ہم آسانی سے اس کا خاتمہ کر سکیں''...... مارگریٹ نے کہا۔

"ہاں کرلو"...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون سیٹ اٹھا کر مارگریٹ کے سامنے رکھ دیا تو مارگریٹ نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اب دوسری طرف بجنے والی گھنٹی بھی سب کو سنائی دے رہی تھی۔ پھر رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارگریٹ بول رہی ہوں انکل جیگر"...... مارگریٹ نے کہا۔

"اوہ مارگریٹ تم۔ آج کیسے یاد کرلیا اپنے انکل کو"...... جیگر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"انکل۔ آپ مجھے پاکیشیا کے عمران کے بارے میں بتایا کرتے تھے۔ آپ کو یاد ہے نا"...... مارگریٹ نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ کیوں کیا ہوا ہے"...... جیگر نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے اور وکٹر نے پاکیشیا میں ایک مشن مکمل کیا ہے۔ اب بتایا جا رہا ہے کہ ہم سے انتقام لینے اور جو کچھ ہم لے آئے ہیں اسے واپس لے جانے کے لئے یہ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت اطالیہ آ رہا ہے۔ گو وکٹر اور میں نے یہ مشن اس انداز میں مکمل کیا ہے کہ کسی کو اس بارے میں علم تک نہیں ہو سکا لیکن عمران نے یہاں ایک کلب کی مالکہ کو فون کر کے میرے اور وکٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے

صورت میں عمران اور اس کی سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا ہے۔ آپ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کر سکتے ہیں"...... مارگریٹ نے کہا۔

"تم دونوں وہاں سے کوئی فارمولا لے آئے ہو"...... جیگر نے کہا۔

"ہاں"...... مارگریٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میری مخلصانہ رائے سننا چاہتی ہو تو فارمولا اسے واپس کر دو۔ ورنہ دوسری صورت میں وہ فارمولا بھی لے جائے گا اور اطالیہ کو بڑا نقصان بھی پہنچا سکتا ہے"...... جیگر نے جواب دیا تو مارگریٹ، وکٹر اور کرنل جیکسن تینوں کے چہرے بگڑ گئے۔

"ملک کو کیا نقصان پہنچا سکتا ہے وہ۔ پھر اس نے انتقام لینا ہے تو وہ مجھ سے اور وکٹر سے لے۔ دوسری بات یہ کہ اسے کسی صورت اس لیبارٹری کا علم نہیں ہو سکتا جہاں فارمولا موجود ہے۔ پھر کیا وہ جن ہے یا بھوت۔ آخر وہ انسان ہی ہے"...... مارگریٹ نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے مارگریٹ۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنی چند خصوصیات کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے مخصوص ذرائع سے معلومات حاصل کرتے ہیں اور انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اسے فارمولے کے بارے میں کیسے معلوم ہو گا۔ یہ اس کے خصوصی ذرائع ہیں جو معلومات اس سے چھپائی جائیں وہ اسے

بہرحال معلوم ہو جاتی ہیں۔ تیسری بات یہ کہ وہ پہلے اپنا مشن مکمل کرے گا۔ پھر تمہاری طرف متوجہ ہو گا“...... جیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم نمٹ لیں گے اس سے۔ شکریہ“...... مارگریٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”چیف۔ سب اس سے اس قدر خوفزدہ کیوں ہیں۔ کیا وہ مافوق الفطرت صلاحیتیں رکھتا ہے“...... وکٹر نے کہا۔

”نہیں۔ وہ انسان ہے لیکن اس کی کارکردگی اس قدر تیز ہوتی ہے کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتا ہے اور سنو۔ وہ تم سے بڑا ایجنٹ نہیں ہے۔ تم انتہائی ہوشیاری سے کام کرو تو مجھے یقین ہے کہ تم اسے شکست دے سکتے ہو“...... چیف نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں چیف۔ سپیشل سروسز کو ہی کامیابی ملے گی“...... وکٹر نے کہا اور چیف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے کار پلازہ کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی تو اسے پارکنگ میں صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ سب کی کاریں موجود نظر آئیں۔ عمران تھوڑی دیر بعد تیسری منزل پر جولیا کے فلیٹ کے بند دروازے پر موجود تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

”کون ہے“...... ڈور فون سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”کون ہو سکتا ہے۔ بوجھو تو انعام۔ نہ بوجھو تو جرمانہ“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب آپ۔ میں آ رہا ہوں“...... صفدر کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر کٹک کی آواز کے ساتھ ہی ڈور فون بند ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو دروازے پر صفدر موجود تھا۔

”پہلے انعام لائیے۔ میں نے بوجھ لیا ہے“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام علی عمران ہے۔ تم نے عمران صاحب کہا ہے۔ تم پر تو جرمانہ ہونا چاہئے“...... عمران نے کہا تو صفدر ہنستا ہوا ایک طرف ہٹ گیا اور عمران اندر داخل ہوا۔ بڑے کمرے میں صوفوں پر جولیا، صالحہ ایک طرف اور کیپٹن شکیل اور تنویر دوسری طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک صوفہ خالی تھا۔ اس پر عمران اور صفدر بیٹھ گئے۔

”ہاں۔ اب بتاؤ کہ کون سا نیا مشن ہے“...... جولیا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”ارے نہ سلام نہ دعا۔ نہ چائے کی آفر اور نہ ہی کوئی دعوت“۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں لے آتی ہوں چائے“...... صالحہ نے اٹھتے ہوئے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب چائے آ رہی ہے۔ اب بتاؤ“...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

”اس مشن پر صفدر اور کیپٹن شکیل بھی کام کرتے رہے ہیں“۔ عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں چونک پڑے۔

”ہم کام کرتے رہے ہیں۔ کب“...... دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سائنسدان ڈاکٹر اکبر اور ڈبل فائیو لیبارٹری کے فول پروف انتظامات کا تم جائزہ لینے گئے تھے نا“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا کوئی گیم ہو گئی ہے“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ ڈاکٹر اکبر سمیت لیبارٹری میں موجود تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ خفیہ سیف سے فارمولا اڑا لیا گیا ہے اور لیبارٹری بھی مکمل طور پر تباہ کر دی گئی ہے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ ویری بیڈ۔ لیکن یہ ممکن کیسے ہوا۔ اس لیبارٹری تک پہنچنا ہی محال تھا۔ پھر“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیبارٹری کاشان پہاڑی سلسلے کے اندر زرتاج ایریا میں واقع ہے اور اس کا راستہ فوجی چھاؤنی کے اندر تھا لیکن اس لیبارٹری کے دو خفیہ راستے بھی تھے جنہیں بند کر دیا گیا تھا۔ ان میں ایک راستے کا اختتام کاشان پہاڑی علاقے میں ہوتا تھا جبکہ دوسرے راستے سے حملہ آور اندر داخل ہوئے اور انہوں نے بند راستے کو بم مار کر کھول لیا اور پھر وہاں سے لیبارٹری میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے وہ اندر داخل ہوئے اور ڈاکٹر اکبر کو ہوش میں لا کر ان پر تشدد کر کے فارمولے کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر خفیہ سیف کھول کر اس میں موجود فارمولا لے اڑے اور باہر جا کر انہوں نے لیبارٹری کو بھی ریموٹ کنٹرول کی مدد سے مکمل طور پر تباہ کر دیا“...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس دوران صالحہ چائے کا بڑا فلاسک اور پیالیاں ٹرالی میں رکھے وہاں آ گئی اور اس نے ہر پیالی میں چائے ڈال کر ساتھیوں کے سامنے رکھ دی اور پھر ایک پیالی لے کر وہ خود جولیا کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"یہ تو واقعی بڑا نقصان ہو گیا عمران صاحب۔ لیکن یہ سب کس نے کیا ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ملٹری انٹیلی جنس نے ایک سیٹلائیٹ فون کال ٹیپ کی جس میں وکٹر اپنے چیف کو لیبارٹری تباہ کرنے سے پہلے کی تمام پوزیشن بتا رہا ہے اور پھر ہدایات لیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں ان کی مدد کرنے والے گروپس ہوں گے ورنہ وہ دو ایجنٹ اتنا بڑا مشن مکمل نہیں کر سکتے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اس پر ٹائیگر نے کام کیا ہے۔ ایک سائنسدان ڈاکٹر فرخ کو ایک کلب میں کھلے عام گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ جب ڈاکٹر فرخ کلب میں آئے تو صفدر، کیپٹن شکیل کے ساتھ میں بھی وہاں موجود تھا اور ڈاکٹر فرخ کے بارے میں بتایا گیا لیکن ہم تو ہاٹ کافی پی کر چلے آئے جبکہ ہمارے بعد یہ کارروائی ہوئی۔ میں نے اس واردات کی خبر اخبار میں پڑھی اور ٹائیگر کو میں نے قاتلوں کا پتہ چلانے کا کہا۔ ٹائیگر نے رپورٹ دی کہ ایک پیشہ ور قاتلوں کے گروپ نے یہ واردات کی ہے اور ان قاتلوں کو یہ ٹاسک ربو کلب کے مالک اور منیجر رونالڈ نے دیا تھا۔ رونالڈ اطالوی نژاد ہے لیکن میں نے اسے اس لئے روک دیا ہے کہ لامحالہ اس کی اطلاع اطالیہ میں پہنچ جائے گی اور وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔ جبکہ میں چاہتا ہوں کہ ہم اچانک ان تک پہنچ جائیں اور اپنا فارمولا واپس لے آئیں۔ اس کے بعد اس رونالڈ سے بھی نمٹ لیا جائے گا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ فارمولے کی تو سینکڑوں کاپیاں کر لی گئی ہوں گی"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اس فارمولے کی کاپی نہیں کی جا سکتی۔ حتیٰ کہ سرداور نے بتایا ہے کہ اس فارمولے کو آسانی سے کھولا بھی نہیں جا سکتا"۔ عمران نے کہا۔

"تو آپ اب کب جا رہے ہیں اطالیہ تاکہ ان دونوں ایجنٹوں کو ختم کیا جا سکے"...... صفدر نے کہا۔

"ہمیں سب سے پہلے اس فارمولے کی واپسی پر کام کرنا ہے۔ ایجنٹس تو ایسی کارروائیاں کرتے ہی رہتے ہیں۔ ہاں اگر یہ ایجنٹس فارمولے کی واپسی میں رکاوٹ بنے تو پھر ان سے بھی نمٹ لیا جائے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہاں سے اطالیہ روانگی کو آپ کس طرح خفیہ رکھیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہماری نگرانی کرائی جا رہی ہو گی"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"لازمی بات ہے کہ اطالیہ کے ایجنٹوں کو معلوم ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ چکی ہے اس لئے کسی نہ کسی گروپ کے ذریعے آپ کی نگرانی کرائی جا رہی ہو گی تاکہ آپ کو فارمولے کی

واپسی سے روکا جا سکے''...... کیپٹن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے
کہا۔

''تمہارا تجزیہ ٹھیک ہے لیکن ہم نے بہرحال کام کرنا ہے اس
لئے چھپ کر تو ہم نہیں بیٹھ سکتے''...... عمران نے کہا۔

''ایسا کیوں نہ کیا جائے عمران صاحب کہ آپ ٹیم کو علیحدہ بھجو
دیں۔ ٹیم کو کوئی نہیں جانتا۔ آپ کی نگرانی کی جا رہی ہو گی۔ آپ
اکیلے مختلف ممالک کا چکر لگا کر وہاں پہنچ جائیں''...... صفدر نے
کہا۔

''نہیں۔ اس سے سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کوئی نتیج
سامنے نہیں آتا۔ ہمیں پوری قوت اور تیزی سے آگے بڑھنا ہو گا۔
ظاہر ہے کہ اطالیہ کے ایجنٹوں نے ہمارا راستہ روکنا ہے۔ روک
رہیں''...... عمران نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں جواب د
ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر بتاؤ کہ ہم نے کیا کرنا ہے''...... جولیا
کہا۔

''اس وقت تک آرام۔ جب تک یہ معلوم نہیں ہو جائے
فارمولا کہاں موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''کون معلوم کرے گا اور کب معلوم ہو گی یہ بات''......
نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ عمران صاحب خود ایسا کریں گے۔ پہلے بھی ت

ہی ہوتا رہا ہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور تب تک ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے فارغ بیٹھے رہ جائیں
گے''...... تنویر نے فوراً ہی طنز کرتے ہوئے کہا۔

''چلو تمہیں رعایت۔ تم ہاتھ پر ہاتھ دھرنے کی بجائے پیر پر پیر
دھر لو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ فارمولے کو ہم کیوں تلاش نہیں کر
سکتے''...... صفدر نے کہا۔

''تو کرو۔ میں نے کب منع کیا ہے تمہیں''...... عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اس کے لئے ہمیں ظاہر ہے اطالیہ جانا پڑے گا''...... صفدر
نے کہا۔

''اور وہاں جا کر اخبار میں اشتہار دو گے کہ اس شخص کو انعام دیا
ائے گا جو ہمیں بتائے گا کہ پاکیشیائی فارمولا کس لیبارٹری میں
وجود ہے''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہم پر طنز مت کرو۔ تمہاری وجہ سے ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔
م تمام کریڈٹ ہمیشہ خود حاصل کرنے کے چکر میں پڑے رہتے
و''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہمیں آپس میں لڑنے کی بجائے اس کا کوئی حل نکالنا ہو گا۔
مران صاحب کی بات درست ہے کہ بغیر کسی ٹھوس کارروائی کے یہ
علوم نہیں کیا جا سکتا کہ فارمولا کہاں ہے اور جب تک معلوم نہ ہو

تب تک کوئی کارروائی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیپٹن شکیل صاحب درست کہہ رہے ہیں لیکن عمران صاحب ہمیں بھی تمام کارروائیوں میں اپنے ساتھ رکھیں''...... خاموش بیٹھی صالحہ بھی آخر بول پڑی۔

''عمران۔ تم نے اب کیا فائنل کیا ہے''...... جولیا نے حتمی لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب نے بتا تو دیا ہے۔ جب تک یہ معلوم نہیں ہو گا کہ فارمولا کہاں ہے ہم آگے نہیں بڑھ سکتے اور مجھے یقین ہے کہ یہاں آپ کے فلیٹ پر میٹنگ کال ہی اس وقت کی جاتی ہے جب ان بنیادی باتوں کا علم ہو چکا ہوتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا''...... عمران نے کہا۔

''کیوں نہیں ہو سکا''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ میں نے کوشش ہی نہیں کی''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو جولیا سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات ہوتی۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے مخصوص لہجے میں کہا گیا تو جو نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران یہاں موجود ہے اسے کہو کہ سرداور سے بات کرے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے رسیور اور فون عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''مبارک ہو عمران صاحب۔ آپ کا کام سرداور نے سرانجام دے دیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

''تم نے اتنا بڑا دعویٰ کیسے کر دیا کیپٹن شکیل''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پہلے نتیجہ سامنے آنے دو۔ پھر بات ہو گی کہ میں نے کس طرح یہ اندازہ لگایا''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ جبکہ اس دوران عمران سرداور کے براہ راست فون نمبر پریس کرتا رہا۔

''داور بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سرداور کی سنجیدہ اور بھاری آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''عمران بیٹے۔ مجھے ایک باوثوق ذریعے سے اطلاع ملی ہے کہ

ہمارے فارمولے کو کھلوانے اور اس پر کام کرنے کے لئے حکومت
اطالیہ نے یہ فارمولا ماسٹر لیبارٹری میں بھجوا دیا ہے''...... سرداور نے
کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ اس کے تمام ساتھی بھی چونک پڑے
کیونکہ یہ نام ان سب نے پہلی بار سنا تھا۔ عمران کے چہرے پر بھی
حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

''ماسٹر لیبارٹری۔ یہ کیا ہوتی ہے سرداور''...... عمران نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہیں واقعی معلوم نہیں یا تم جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کر
رہے ہو''...... سرداور نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے واقعی معلوم نہیں ہے۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا
ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یورپی ممالک نے تقریباً دس سال پہلے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ایسی
لیبارٹریاں قائم کی جائیں جہاں دنیا کے ہر ٹائپ کے فارمولے پر
کام کیا جا سکے۔ مطلب ہے کہ ان میں ہر قسم کی مشینری موجود ہو۔
یہاں ہر یورپی ملک کے قابل سائنسدان کام کریں اور ان
لیبارٹریوں کے اخراجات تمام یورپی ممالک مل کر ادا کریں اور ان
سے حاصل ہونے والے فوائد بھی تمام یورپی ممالک یکساں حاصل
کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ لیبارٹریوں اس قدر خفیہ رکھی جا
ہیں کہ سوائے تمام یورپی ممالک کی حکومتوں کے چند افراد کے کسی
اس کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ اب

سائنسی حفاظتی انتظامات کئے جائیں جنہیں کوئی کراس نہ کر سکے۔
انہیں ماسٹر لیبارٹری کہا جاتا ہے''...... سرداور نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

''آپ کو کیسے اطلاع ملی''...... عمران نے کہا۔

''اطالیہ کے ایک سائنسدان ہیں ڈاکٹر رابرٹ سمتھ۔ وہ اس
میٹنگ میں شریک تھے جس میں اس فارمولے کو ماسٹر لیبارٹری
بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا۔ میں نے اپنے طور پر ایک اور سائنسی کام
کے لئے ڈاکٹر رابرٹ سمتھ سے رابطہ کیا تو ویسے ہی میں نے اس
فارمولے کا ذکر کر دیا کہ کیا اسے کھول لیا گیا ہے یا نہیں تو انہوں
نے مجھے بتایا کہ وہ اس میٹنگ میں شریک تھے جس میں اس
فارمولے کو ماسٹر لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے۔ اب آئندہ اس
فارمولے پر تمام کام وہیں ہو گا لیکن میرے پوچھنے کے باوجود
انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کون سی لیبارٹری ہے جہاں یہ فارمولا
بھجوایا گیا ہے لیکن شاید انہیں واقعی معلوم نہ تھا اس لئے وہ نہیں بتا
سکے۔ تم نے کہا ہے کہ تمہیں ماسٹر لیبارٹریوں کے بارے میں علم
نہیں ہے تو اتنا میں بتا دوں کہ ان ماسٹر لیبارٹریوں کو انتہائی خفیہ
رکھا گیا ہے۔ ہر حکومت کے صرف چند افراد کو اس کا علم ہو سکتا
ہے۔ ویسے یہ بھی سنا ہے کہ ماسٹر لیبارٹریاں سمندر میں موجود
نامعلوم جزیروں میں بنائی گئی ہیں''...... سرداور نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

''بے حد شکریہ سرداور۔ آپ نے واقعی ہماری رہنمائی کی ہے۔ اب ہم جلد ہی اس فارمولے کو حاصل کر کے آپ کو واپس پہنچانے میں کامیاب رہیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ اللہ حافظ''...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''کمال ہے۔ دس سال سے ماسٹر لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں اور ہمیں اس کا علم تک نہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب کیا اس ماسٹر لیبارٹری کو ٹریس کیا جائے گا جہاں یہ فارمولا موجود ہے''...... جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب ہی کچھ سوچیں گے''...... صالحہ نے کہا تو سب مسکرا دیئے۔ عمران کی پیشانی پر لکیریں موجود تھیں جس کا مطلب تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہے۔ پھر اچانک وہ اس طرح چونکا جیسے اسے کوئی خیال آ گیا ہو۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سیل فون نکالا اور اس پر بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ہیلو۔ علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے چند لمحوں بعد خاصے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جولیا کے فلیٹ کا فون نمبر تمہیں یاد ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''میں وہیں موجود ہوں۔ فون پر بات کرو تاکہ تفصیل سے بات ہو سکے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے سیل فون آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ فون ٹائیگر کا ہو گا۔ اس نے رسیور اٹھانے کے ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ان فلیٹ جولیا بول رہا ہوں''...... عمران کچھ دیر سنجیدہ رہ سکتا تھا۔ یہ اب اس کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی کہ وہ زیادہ دیر تک سنجیدہ نہیں رہ سکتا تھا اس لئے وہ ایک بار پھر اپنے اصل جون میں آ گیا تھا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تم نے کئی سال پہلے مجھے بتایا تھا کہ تمہارا یونیورسٹی کا کلاس فیلو جس کا نام شاید ڈاکٹر کلارک بتایا تھا، سے اچانک تمہاری ملاقات ہو گئی تھی اور اس نے بتایا تھا کہ وہ ڈاکٹریٹ کر کے اب کسی ماسٹر لیبارٹری میں کام کر رہا ہے۔ کیا تمہیں یاد ہے یہ سب''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس۔ اس کے بعد بھی ایک دو بار ڈاکٹر کلارک سے

ملاقات ہو چکی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تھا کہ وہ یہاں پاکیشیا میں کس کام کے لئے آتا ہے تو اس نے بتایا تھا کہ کچھ ایسے سائنسی سامان کی انہیں ضرورت ہوتی ہے جو صرف پاکیشیا سے حاصل ہوتا ہے۔ مزید پوچھنے پر اس نے صاف کہہ دیا کہ یہ سیکرٹ باتیں ہیں۔ مجھے بھی چونکہ کوئی دلچسپی نہ تھی اس لئے میں بھی خاموش ہو گیا تھا''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا اس سے تمہارا رابطہ اب بھی ہے یا اس کا فون نمبر تمہارے پاس ہے''...... عمران نے کہا۔

''فون نمبر اس نے دیا نہیں اور میں نے مانگا بھی نہیں۔ آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں باس۔ اگر آپ وضاحت کر دیں تو زیادہ بہتر رہے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جس فارمولے کے لئے ڈاکٹر فرخ کو قتل کیا گیا اس فارمولے کے بارے میں اعلیٰ سطح پر انکشاف ہوا ہے کہ اسے کسی ماسٹر لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے اور ماسٹر لیبارٹری کے بارے میں مزید معلومات ملی ہیں کہ یورپی ممالک نے مل کر ایسی خفیہ لیبارٹریاں بنائی ہوئی ہیں جنہیں ماسٹر لیبارٹریاں کہا جاتا ہے اور ہر یورپی ملک ان لیبارٹریوں میں تکمیل پذیر ہونے والے منصوبوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس پر مجھے یاد آ گیا کہ تم نے اپنے کلاس فیلو سائنسدان کا ذکر کرتے ہوئے ماسٹر لیبارٹری کا نام لیا تھا۔ گو اس وقت تو میں یہی سمجھا تھا کہ اطالیہ حکومت نے کسی لیبارٹری کا کوڈ نام ماسٹر

لیبارٹری رکھ دیا ہو گا لیکن اب ان ماسٹر لیبارٹریوں کے بارے میں نیا انکشاف ہوا ہے اس لئے میں نے تمہیں کال کی تھی''۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر کلارک نے اطالیہ میں اپنے ایک دوست سائنسدان کو یہاں سے فون کیا تھا اور اسے بتایا تھا کہ وہ ضروری سامان حاصل کر کے واپس آ رہا ہے۔ پھر وہ دونوں مل کر آگے جائیں گے۔ میرے ذہن میں وہ فون نمبر اب تک موجود ہے کیونکہ وہ عجیب سا نمبر تھا یعنی چھ بار چھ کے ہندسے اور اس سے پہلے سیٹلائٹ کے کوڈ نمبر تھے یعنی تین بار ہندسہ تھری''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم یہاں جولیا کے فلیٹ پر آ جاؤ تاکہ کوئی پیش رفت ہو تو اس کو آگے بڑھایا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ بتایا تو یہی گیا ہے کہ ایک ماسٹر لیبارٹری نہیں ہے بلکہ کئی ماسٹر لیبارٹریاں ہیں۔ اب کیسے معلوم ہو گا کہ اطالیہ نے فارمولا کس لیبارٹری میں بھجوایا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ایک ماسٹر لیبارٹری ٹریس ہو جائے تو پھر مزید معلومات کے لئے آگے بڑھا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تمہارے بے شمار دوست ہیں اور ایسے ادارے ہیں جو ایسی

معلومات فرخت کرتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''وہ معلومات بے حد مہنگی فروخت کرتے ہیں اس لئے اگر ویسے ہی معلومات مل جائیں تو بہتر ہے''...... عمران نے جواب دیا۔ پھر کچھ دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو صفدر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے پیچھے ٹائیگر تھا۔ ٹائیگر نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سب کو سلام کیا اور پھر عمران کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔

''ادھر خالی کرسی پر آ جاؤ۔ یہاں تم آسانی سے فون کر سکو گے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''میں پاکیشیا سے کال کر رہا ہوں۔ مجھے ڈاکٹر رچرڈ سے بات کرنی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آپ کا نام کیا ہے''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''میرا نام عبدالعلی اخوانی ہے۔ ڈاکٹر کلارک جو ماسٹر لیبارٹری میں کام کرتے ہیں انہوں نے یہ فون نمبر دیا تھا کہ کسی بھی مسئلہ میں آپ سے ان کے بارے میں معلوم کیا جا سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو آپ اب مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ میرا نام ڈاکٹر رچرڈ ہے''...... اس بار دوسری طرف سے باقاعدہ بات کی گئی۔

''مجھے ڈاکٹر کلارک کا فون نمبر چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ایسا ممکن نہیں ہے مسٹر اخوانی۔ وہ ماسٹر لیبارٹری میں کام کرتے ہیں اور وہاں اپنے سائے پر بھی شک کیا جاتا ہے۔ کسی انتہائی ضروری کام کے لئے تو ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کلارک پاکیشیا گئے ہوں ورنہ ماسٹر لیبارٹری میں کام کرنے والوں کی نقل و حرکت بہت محدود رکھی جاتی ہے''...... ڈاکٹر رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو آپ کو کال کی ہے۔ ڈاکٹر کلارک نے خود کہا تھا کہ ان حالات میں آپ سے رجوع کیا جائے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نمبر بتا دیتا ہوں لیکن رابطہ مکمل چھان بین کے بعد ہی ہو گا''...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

''آپ نمبر دے دیں۔ باقی کام ڈاکٹر کلارک خود کر لیں گے۔ وہ میرے کلاس فیلو بھی ہیں اور سیٹ فیلو بھی''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو ٹائیگر نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے انکوائری سے رابطہ نمبر اس لئے حاصل نہ کئے تھے کہ سیٹلائٹ نمبر کے لئے کسی رابطہ نمبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

"یس پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ اس نمبر پر میرے ایک دوست سائنسدان ڈاکٹر کلارک ہوتے ہیں۔ ان سے بات کرنی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آپ کو یہ نمبر کس نے دیا ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ڈاکٹر رچرڈ نے جو ڈاکٹر کلارک کے دوست ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"آپ کا نام کیا ہے اور آپ کیا کرتے ہیں"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میرا نام رضوان ہے اور میرا تعلق ایسی بزنس فرم سے ہے جو سائنسی کیمیکلز پوری دنیا کی لیبارٹریوں کو سپلائی کرتی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی پھر تقریباً دس منٹ بعد فون آپریٹر کی آواز سنائی دی جو پوچھ رہی تھی کہ کیا رضوان فون لائن پر موجود ہے یا نہیں۔

"یس فرمائیے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بات کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر کلارک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر کلارک پاکیشیا میں آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ آپ کو یاد ہے نا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو تم سے بات کرنے کی میں نے اجازت دی ہے۔ یہ فون نمبر تمہیں کس نے دیا ہے"...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

"بتایا تو ہے کہ ڈاکٹر رچرڈ نے دیا ہے۔ میں نے تم سے اس لئے بات کی ہے کہ تم اب آئندہ کب پاکیشیا آ رہے ہو۔ کوئی پروگرام ہے تمہارا یا نہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب شاید دو سال بعد پاکیشیا جانے کا فیصلہ کیا جائے گا لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

"میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ مجھے ایک ماسٹر لیبارٹری میں ایک سائنسی فارمولے پر کام کرنا ہے۔ یہ فارمولا پاکیشیا سے لے جایا گیا ہے۔ میں اس پر کام کرتا رہا ہوں لیکن مجھے کسی نے بتایا ہے کہ ماسٹر لیبارٹری میں ایک بار جو داخل ہو جائے تو وہ پھر مر کر ہی باہر آتا ہے۔ آپ بھی ماسٹر لیبارٹری میں کام کرتے ہیں اور آپ آتے جاتے رہتے ہیں۔ پاکیشیا میں بھی آتے جاتے ہیں اس لئے مجھے بتائیں کہ جو کچھ مجھے بتایا گیا ہے وہ درست ہے یا نہیں"۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے کہہ رہا ہو کہ ٹائیگر نے درست بات کی ہے۔

''سوری مسٹر رضوان۔ نہ میں کسی ماسٹر لیبارٹری میں کام کرتا ہوں اور نہ ہی مجھے اس بارے میں کچھ معلوم ہے۔ تمہیں میرے بارے میں کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔ سوری''...... ڈاکٹر کلارک نے اس بار تبدیل شدہ اور سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے بھی بے اختیار ہونٹ سکوڑتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''تم نے بہرحال معلوم کر لیا ہے اور تمہارا اندازہ درست ہے''۔ عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر سمیت سب چونک پڑے کیونکہ جس انداز میں ڈاکٹر کلارک نے بات کی تھی اس سے تو یہی لگتا تھا کہ وہ کوئی بات بتانے کے لئے تیار نہیں ہے لیکن عمران الٹا ٹائیگر کو خراج تحسین پیش کر رہا تھا۔

''کیا مطلب عمران صاحب۔ آپ ہمیں بھی تو کچھ سمجھائیں''۔ صفدر نے کہا۔

''پاکیشیائی فارمولا اور ماسٹر لیبارٹری کے بارے میں جس اندا میں جواب دیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں سے ڈاک کلارک بات کر رہا ہے وہی ماسٹر لیبارٹری ہے اور وہیں پاکیشیا فارمولے پر کام کیا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن بہرحال تصدیق تو ضروری ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں ضروری ہے لیکن پہلے اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''پھر تو آپ کو دنیا کا تفصیلی نقشہ چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ جولیا کے پاس ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ایک نقشہ میں نے رکھا ہوا ہے۔ میں لے آتی ہوں''۔ جولیا نے کہا اور اٹھ کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو رول شدہ نقشہ اس کے ہاتھ میں تھا۔

''آپ کو اس سیٹلائٹ کا خصوصی نمبر بھی تو معلوم کرنا پڑے گا تاکہ پتہ چل سکے کہ یہ کس ملک کا سیٹلائٹ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جو نمبر ڈاکٹر رچرڈ نے تمہیں بتایا ہے اس کے آخر میں تین بار زیرو بتا رہا ہے کہ یہ یورپی مواصلاتی سیٹلائٹ سے لنک ہے اور ساتھ ہی اس کی سمت کا تعین بھی ہو جاتا ہے''...... عمران نے نقشہ کھول کر اسے سامنے میز پر پھیلاتے ہوئے کہا اور پھر ایک کاغذ لے کر اس پر نقشہ سے دیکھ دیکھ کر وہ کچھ لکھتا رہا۔ کچھ دیر کاغذ پر مختلف ہندسوں کو ایک دوسرے سے ضرب دینے کے بعد اس نے نقشے پر نشان لگانے شروع کر دیئے۔ سب ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ٹائیگر اس طرح بغور کاغذ کو دیکھ رہا تھا جیسے اچھے شاگرد اپنے استاد سے سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر عمران نے نقشے پر لکیریں ڈال کر انہیں کراس کیا اور پھر ایک جگہ پر جہاں چاروں بڑی لائنیں کراس کر رہی تھیں کو غور سے دیکھنے لگا۔

''یہ تو شاید بحیرہ اوقیانوس کا کوئی جزیرہ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر کلارک جس لیبارٹری میں کام کر رہا ہے وہ بحیر اوقیانوس کے ایک جزیرے جس کا نام نقشے میں ہوگو آئی لینڈ لکھا ہوا ہے۔ یہاں ہے"...... عمران نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس بات کی تصدیق کیسے ہو گی کہ اس جزیرے پر ماسٹر لیبارٹری ہے اور یہی وہ لیبارٹری ہے جہاں پاکیشائی فارمولا موجود ہے"...... صفدر نے کہا۔

"بنیادی معلومات تو مل گئی ہیں۔ اب کنفرمیشن بھی ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیسے عمران صاحب"...... صفدر نے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے یورپی ملک گارنو کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... آپریٹر نے جواب دیا اور پھر چند منٹوں بعد نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ یورپی تھا۔

"ریڈ لائن کلب کے جنرل مینجر ہوگارٹ کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ سب ساتھی خاموش بیٹھے اس طرح عمران کو دیکھ رہے تھے جیسے بچے کسی شعبدہ باز کو شعبدہ دکھاتے ہوئے غور سے دیکھتے ہیں۔

"یس۔ کون ہے"...... کچھ دیر بعد ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ کی ڈگریاں سن کر مجھے یاد آ گیا ہے۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ سے بات ہو رہی ہے کیا آپ یہاں گارنو سے ہی بات کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"نہیں۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ ایک اہم کام کے لئے میں نے فون کیا ہے۔ معاوضہ بھی منہ مانگا ملے گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ میرے محسن ہیں۔ آپ مجھے حکم دیں کہ میں نے کیا کرنا ہے۔ کسی معاوضے کی ضرورت نہیں ہے"۔ ہوگارٹ نے ممنونانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ میرا فرض تھا کہ کسی بھی انسان کو ظلم

سے بچایا جائے"...... عمران نے کہا۔

"یہ آپ کی دریا دلی ہے۔ بہرحال بتائیں کیا کام ہے"۔ ہوگارٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے بتایا تھا کہ آپ کی پیدائش ہوگو آئی لینڈ کی ہے اور آپ اکثر وہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا اور یہ درست ہ ہے"...... ہوگارٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ہوگو آئی لینڈ پر ایک سائنسی لیبارٹر بھی کام کر رہی ہے جبکہ ہوگو آئی لینڈ بڑا جزیرہ نہیں ہے۔ کیا آ کو اس سلسلے میں معلوم ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہوگو آئی لینڈ پر کسی سائنسی لیبارٹری کی موجودگی ممکن ہی ن ہے۔ یہ تو بے حد چھوٹا سا جزیرہ ہے اور جزیرے کے نصف کے گرد باقاعدہ چار دیواری ہے۔ بغیر اجازت کوئی اندر نہیں سکتا۔ وہاں سائنسی لیبارٹری کی تو کوئی گنجائش ہی نہیں۔ ہوگارٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا"...... عمران ن

"عمران صاحب۔ یہ سائنسی لیبارٹری ہوگو آئی لینڈ س تین بحری میل کے فاصلے پر ایک اور جزیرے پر ہو سکتی جزیرے کا نام کارس آئی لینڈ ہے۔ وہ خاصا بڑا جزیرہ

کرانس کے تحت ہے۔ وہاں سائنسی لیبارٹری ہو سکتی ہے کیونکہ وہاں آبادی بے حد کم ہے جبکہ جنگلات وسیع رقبے پر موجود ہیں۔ ان جنگلات سے تعمیراتی لکڑی حکومت کرانس فروخت کرتی ہے اس لئے وہاں تقریباً ہر ملک کے تاجر آتے جاتے رہتے ہیں اور جنگلات کے تحفظ کے لئے وہاں باقاعدہ چوکیاں بنی ہوئی ہیں۔ وہاں اندر جانے کی سوائے تاجروں کے اور کسی کو اجازت نہیں ہے"...... ہوگارٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کبھی اس کارس جزیرے پر گئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ کئی بار گیا ہوں۔ کیوں"...... ہوگارٹ نے چونک کر کہا۔

"وہاں آپ نے کسی سے سائنسی لیبارٹری کے بارے میں کبھی کچھ سنا۔ کسی نے اس بارے میں بات کی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے آج پہلی بار آپ کے منہ سے یہ بات سنی ہے۔ میں نے تو اس لئے اندازہ لگایا ہے کہ وہ جزیرہ بڑا ہے اور اس کے آدھے حصے میں جنگلات ہیں اور چونکہ وہ سارا ممنوعہ علاقہ ہے اس لئے ایسی جگہوں پر لیبارٹریاں بنائی جا سکتی ہیں"۔ ہوگارٹ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تھینک یو۔ پھر ملاقات ہو گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... صفدر نے کہا۔

"باس۔ آپ اجازت دیں تو میں ان دونوں جزیروں پر جا کر خود چیکنگ کر آؤں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر سامنے موجود نقشے پر جھک گیا۔ اس نے ایک بار پھر کاغذ پر حساب کتاب کرنا شروع کر دیا اور پھر کچھ دیر بعد اس نے نئے سرے سے نقشے پر نشانات لگائے اور جب چاروں طرف سے نکلنے والی لکیروں نے ایک دوسرے کو کراس کیا تو عمران نے جھک کر اس کراس والی جگہ کو غور سے دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... صفدر نے کہا۔

"جس کی تلاش تھی وہ مل گیا ہے۔ ڈاکٹر کلارک والی لیبارٹری نہ ہی ہوگو آئی لینڈ میں ہے اور نہ ہی کارس آئی لینڈ پر۔ بلکہ ایک اور معروف جزیرے ہوپ آئی لینڈ میں ہے۔ ہوپ آئی لینڈ بحیرہ اوقیانوس میں سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ اسے فلاور آئی لینڈ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں پورا سال بہار رہتی ہے اور ہر طرف سیزن کے پھول نظر آتے ہیں"...... عمران نے بڑے با اعتماد میں کہا۔

"آپ کس طرح کنفرم ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ڈاجنگ مشین ہوگو آئی لینڈ میں موجود ہے جس کی وجہ سے سگنلز کے مطابق ہوگو آئی لینڈ پر اشارہ جاتا ہے لیکن جب

سگنلز کی سیٹلائٹ کی طرف واپسی چیک کریں تو ایسی صورت میں حتمی جگہ ہوپ آئی لینڈ بنتا ہے اور یہی درست ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر اب ہم تیاری کریں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ہم کل رات یہاں سے روانہ ہوں گے اور ہماری منزل ہو گی کرانس۔ جہاں سے ہوپ آئی لینڈ پہنچا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"او کے۔ تم جا سکتے ہو۔ پہلے مشن مکمل کر لیں پھر اس رونالڈ سے بھی نمٹ لیں گے"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل جیکسن اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ دروازہ کھلا تو کرنل جیکسن نے چونک کر سر اٹھایا۔ کمرے میں داخل ہونے والا اس کا دوست کرنل جیکب تھا جو پہلے اطالیہ کی ایک سیکرٹ ایجنسی کا فعال ایجنٹ تھا۔ کہا جاتا تھا کہ کرنل جیکب کبھی اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں رہا تھا ہمیشہ کامیابی نے اس کے قدم چومے لیکن پھر کرنل جیکب کی بدقسمتی کہ ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں اس کی ایک ٹانگ دو جگہوں سے ٹوٹ گئی اور اسے جبری ریٹائر کر دیا گیا البتہ کرنل جیکب کو بہت بھاری مالیت کی رقم بطور انعام دے دی گئی۔ یہ رقم اتنی تھی کہ کرنل جیکب نے اطالیہ کے دارالحکومت میں ایک کلب خرید لیا اور اب وہ کلب دارالحکومت کے عوام کا بے حد پسندیدہ کلب بن چکا تھا اور کرنل جیکب اپنی مالی حیثیت سے پوری طرح مطمئن تھا۔ ٹانگ میں دو جگہ سیریس فریکچر کی وجہ سے اب وہ دوڑنا تو ایک طرف تیز تیز چل بھی نہ سکتا تھا۔

چلتے ہوئے اس کی ایک ٹانگ ہلکی سی لڑکھڑاتی تھی۔

''اوہ۔ تم کرنل جیکب اور یہاں مجھے کال کر لیا ہوتا''...... کرنل جیکسن نے اٹھ کر آفس ٹیبل کی سائیڈ سے گزرتے ہوئے بڑے گرمجوشانہ لہجے میں کہا۔

''میں اس لئے خود یہاں آیا ہوں کہ جو باتیں میں نے کرنی ہیں وہ فون پر نہیں کرنا چاہتا تھا''...... کرنل جیکب نے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''اوکے بیٹھو۔ میں تمہاری پسندیدہ شراب تمہیں پلاتا ہوں''۔ کرنل جیکسن نے واپس ہو کر اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے اور پھر کسی کو شراب لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''سناؤ کیسی جا رہی ہے سپیشل سروسز ایجنسی''...... کرنل جیکب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہماری کامیابی کا گراف سب سے اونچا ہے''...... کرنل جیکسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ٹرے پکڑے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں شراب سے بھرے ہوئے دو گلاس موجود تھے۔ آنے والے نوجوان نے دونوں کو سلام کیا اور پھر ایک ایک گلاس دونوں کے سامنے رکھ کر وہ مڑا اور خالی ٹرے سمیت کمرے سے باہر چلا گیا۔

''تھینکس کرنل جیکسن''...... کرنل جیکب نے مسکراتے ہوئے کہا

اور گلاس اٹھا کر اس نے شراب سپ کی اور گلاس واپس میز پر رکھ دیا۔

''تم کون سی باتوں کا ذکر کر رہے تھے جو فون پر نہ ہو سکتی تھیں''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پچھلے دنوں تمہارے سپر ایجنٹوں نے ایشیائی ملک پاکیشیا کی لیبارٹری تباہ کر دی ہے۔ ان کے سینئر سائنسدانوں کو ہلاک کیا اور کوئی انتہائی اہم فارمولا وہاں سے لے آنے میں کامیاب رہے ہیں''...... کرنل جیکب نے کہا تو کرنل جیکسن کے چہرے پر فتح اور کامیابی کی روشنی بکھر گئی۔ کرنل جیکب سے تعریف سن کر کرنل جیکسن کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہوا ہے لیکن تمہیں کس نے طلاع دی ہے''۔ کرنل جیکسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ اور بات ہے کہ میں فیلڈ میں نہیں لیکن مجھے اطلاعات تو بہرحال مل ہی جاتی ہیں''...... کرنل جیکب نے کہا تو کرنل جیکسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔تمہاری اطلاع درست ہے۔ وکٹر اور مارگریٹ نے واقعی وہاں کام کیا ہے''...... کرنل جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ اس فارمولے کی واپسی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ چکی ہے۔ خاص طور پر اس کے

لئے کام کرنے والا عمران''...... کرنل جیکب نے کہا تو ایک بار پھر کرنل جیکسن نے اثبات میں سر ہلا دیا البتہ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تمہیں ایسی اطلاعات کون دیتا ہے۔ کیا تم نے ایسی معلومات حاصل کر کے فروخت کرنے کا دھندہ تو شروع نہیں کر دیا''۔ کرنل جیکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل جیکب بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے اطلاع اس لئے مل گئی ہے کہ میں فیلڈ میں نہ ہونے کے باوجود فیلڈ کے ساتھ اٹیچ رہتا ہوں کیونکہ ساری عمر یہی کام کیا ہے اس لئے حلقہ بھی وسیع ہے''...... کرنل جیکب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو''...... کرنل جیکسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حرکت میں آنے کی اطلاع ملنے پر کیا پلاننگ کی ہے''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''پلاننگ کیا کرنی ہے۔ وکٹر اور مارگریٹ جنہوں نے پاکیشیا میں کام کیا ہے وہی یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کریں گے اور ان کا خاتمہ کر دیں گے۔ اگر ہم ان کے ملک میں ان کے خلاف کامیابی حاصل کر سکتے ہیں تو یہ تو ہمارا اپنا ملک ہے۔ یہاں تو ہم زیادہ آسانی سے کامیاب ہو جائیں گے''...... کرنل

جیکسن نے جواب دیا تو کرنل جیکب مسکرا دیا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ جو فارمولا تمہارے ایجنٹس پاکیشیا سے لائے ہیں وہ اس وقت کہاں ہے''...... کرنل جیکب نے کہا تو کرنل جیکسن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''میرا اور میری ایجنسی کا کام تھا فارمولا لے آنا۔ اس کے بعد وہ کسی لیبارٹری میں بھیجا جاتا ہے یا اس کا کیا ہوتا ہے۔ اس سے میرا براہ راست کوئی تعلق نہیں بنتا''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''تمہارے سپر ایجنٹس کہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کریں گے''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''کیا بات ہے۔ آج تم کس قسم کی باتیں کر رہے ہو۔ ظاہر ہے وہ لوگ اطالیہ آئیں گے اور یہیں ان سے مقابلہ ہو گا''...... کرنل جیکسن نے کہا تو کرنل جیکب ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''سوری۔ میں تمہارے جذبات و احساسات کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا۔ میں تمہاری فیور میں یہ باتیں کر رہا ہوں اور اسی لئے میں خود چل کر تمہارے پاس آیا ہوں کہ ایسی باتیں فون پر محفوظ نہیں رہ سکتیں''...... کرنل جیکب نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''ایسی بات نہیں۔ مجھے دراصل حیرت ہو رہی ہے کہ تم نے بچوں کی طرح میرا انٹرویو لینا شروع کر دیا''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''کرنل جیکسن۔ تمہیں یقیناً یہ معلوم نہ ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حرکت میں آ جانے کی خبر ملنے کے بعد اعلیٰ سطح پر باقاعدہ میٹنگ کی گئی ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنی کارکردگی کے باعث ہمیشہ کامیاب رہتی ہے اور اگر فارمولے کی کوئی فول پروف سیکورٹی نہ کی گئی تو پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنا فارمولا واپس لے جائے گی۔ اس خدشہ کے پیش نظر میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ فارمولے پر کام کسی ماسٹر لیبارٹری میں کیا جائے اور یقیناً اس بات کا علم تمہیں ہو گا کہ یورپی ممالک نے مل کر چار ماسٹر لیبارٹریاں قائم کی ہوئی ہیں جن میں سے ہر لیبارٹری کو ایک بورڈ چلاتا ہے۔ اس بورڈ میں بھی صرف چند افراد کو اس لیبارٹری کے محل وقوع کا علم ہوتا ہے۔ ماسٹر لیبارٹریوں کو مکمل طور پر سیکرٹ رکھا گیا ہے اور ان کے سیکورٹی کے فول پروف انتظامات کئے گئے ہیں اور ان لیبارٹریوں میں ایک اور کام بھی کیا جاتا ہے کہ اگر ایک ماسٹر لیبارٹری میں فارمولے کے لئے کوئی خطرہ ہو تو اس فارمولے کو فوری طور پر دوسری ماسٹر لیبارٹری میں بھجوا دیا جاتا ہے۔ چونکہ ہر ماسٹر لیبارٹری میں ایک جیسی مشینری ہوتی ہے اس فارمولے پر کام نہیں رکتا۔ جو پہلے ہو چکا ہوتا ہے اس کے خصوصی نوٹس ساتھ بھجوا دیئے جاتے ہیں''۔ کرنل جیکب مسلسل بول کر خاموش ہو گیا جیسے مسلسل بول بول کر تھک گیا ہو۔

''نام تو میں نے بھی ماسٹر لیبارٹریوں کا سنا تھا لیکن تفصیل کا علم

نہیں تھا جبکہ تم آؤٹ آف فیلڈ ہونے کے باوجود اس قدر تفصیل
سے ان کے بارے میں جانتے ہو''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''مجھے اس لئے معلوم ہے کہ ماسٹر لیبارٹری کا آئیڈیا میں نے
ہی حکومت کو دیا تھا اور پھر تمام یورپی ممالک نے مل کر چار ماسٹر
لیبارٹریاں بنا لیں''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ تم یہ کہنے آئے ہو کہ اب فارمولے
کی فکر چھوڑ دی جائے وہ انتہائی محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ اب
پاکیشائی ایجنٹوں کے خاتمے پر توجہ دی جائے''...... کرنل جیکسن نے
کہا تو کرنل جیکب بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں ایک اور بات کرنے آیا ہوں اور وہ بھی تمہارے حق
میں''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''وہ کیا''...... کرنل جیکسن نے چونک کر پوچھا۔

''تم اور تمہارے سپر ایجنٹس اس عمران اور سیکرٹ سروس کا
یہاں اطالیہ میں انتظار کر رہے ہوں گے کہ یہ لوگ فارمولے کے
تعاقب میں یہاں آئیں گے تو تم ان کا خاتمہ کر دو گے لیکن یہ
بات ذہن میں فیڈ کر لو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہارے پیچھے یہاں
نہیں آئے گی بلکہ وہ فارمولے کے پیچھے ماسٹر لیبارٹری کا رخ
کرے گی جہاں فارمولا موجود ہے اور یہ لوگ اس وقت تک
باقاعدہ حرکت میں نہیں آئیں گے جب تک انہیں اس ماسٹر
لیبارٹری کے بارے میں جہاں فارمولا موجود ہے، کو ٹریس نہیں کر

لیتے اور جب وہ ٹریس کر لیں گے تو پھر انتہائی تیز رفتاری سے کام
کرتے ہوئے وہ فارمولا لے جائیں گے جبکہ تم یہاں ان کا انتظار
ہی کرتے رہ جاؤ گے''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''تم خود کہہ رہے ہو کہ ماسٹر لیبارٹریوں کے بارے میں صرف
چند افراد کو علم ہوتا ہے یہاں تک کہ مجھے بھی معلوم نہیں ہے تو پھر
پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کیسے اس کا علم ہو گا''...... کرنل جیکسن نے
کہا۔

''ان کے پاس بے شمار ایسی ٹپس موجود ہوتی ہیں جن سے
سب کچھ یہ لوگ معلوم کر لیتے ہیں جو جان لینا بظاہر ممکن ہی نہیں
ہوتا''...... کرنل جیکب نے کہا۔

''تو پھر تم ہی مشورہ دو کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے''...... کرنل جیکسن
نے کہا۔

''تمہیں ان کے خلاف کام اس انداز میں کرنا چاہئے کہ جس
ماسٹر لیبارٹری میں پاکیشائی فارمولا موجود ہو، وہاں کے بیرونی حلقہ
میں تمہارے ایجنٹس ہوں۔ یہ لوگ ہر حالت میں وہاں پہنچیں گے
اور تم آسانی سے ان کا شکار کھیلنے میں کامیاب ہو جاؤ گے ورنہ یہ
لوگ فارمولا لے کر اور اس ماسٹر لیبارٹری کو تباہ کر کے نکل جائیں
گے اور تم صرف ان کا انتظار کرتے رہ جاؤ گے''...... کرنل جیکب
نے کہا۔

''لیکن مجھے تو ماسٹر لیبارٹریوں کے بارے میں کچھ بھی معلوم

نہیں ہے۔ یہ بھی میں تمہارے منہ سے سن رہا ہوں۔ پھر یہ ماسٹر
لیبارٹری ایک نہیں بلکہ بقول تمہارے چار ہیں تو ان چاروں کے
بارے میں کہاں سے معلومات ملیں گی''...... کرنل جیکسن نے کہا۔
''اسی لئے تو میں آیا ہوں۔ میں بھی اطالوی ہوں۔ اطالیہ میر
بھی ملک ہے اور دوسری بات یہ کہ طویل عرصے پہلے میں نے اس
عمران کے ہاتھوں ایک مشن میں ناکامی کا منہ دیکھا تھا۔ میں اس
سے اس کا انتقام لینا چاہتا تھا لیکن پھر میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور م
پس منظر میں چلا گیا لیکن اب طویل عرصے بعد وہ وقت آ گیا
کہ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرا سکوں''...... کر
جیکب نے کہا۔
''تمہارا ملک کے لئے یہ جذبہ قابل قدر ہے کرنل جیکب
لیبارٹریوں کے بارے میں معلومات کہاں سے ملیں گی اور دو
بات یہ کہ ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا سرکاری ط
بھی ممنوع ہو گا''...... کرنل جیکسن نے کہا۔
''ہاں ہو گا۔ لیکن ہم تو اطالیہ کے مفاد میں کام کر رہے
ہم ان لیبارٹریوں کے بارے میں معلومات ان لیبارٹریو
خلاف تو استعمال نہیں کر رہے اس لئے ہم ایسا کر سکتے ہ
سنو۔ ایک ماسٹر لیبارٹری کے بارے میں مجھے علم ہے کیونکہ
میرا ایک دوست بطور سائنسدان کام کرتا ہے۔ باقی تین لیب
کا مجھے بھی علم نہیں ہے۔ البتہ تم چاہو تو چیف سیکرٹری ک

سیکرٹری میڈم مورگن سے چاروں لیبارٹریوں کے بارے میں بنیادی
معلومات حاصل کر سکتے ہو''...... کرنل جیکب نے کہا تو کرنل جیکسن
چونک پڑا۔
''تم دو سال پہلے یہ بات کرتے تو واقعی معلومات مل جاتیں
لیکن دو سالوں سے تو ہمارے درمیان بات چیت بھی نہیں ہو سکی''۔
کرنل جیکسن نے کہا۔
''لیکن وہ آج بھی تمہاری تعریفیں کرتی ہے جبکہ بظاہر اس کی
جانب سے سرد مہری تمہیں محسوس ہوتی ہے۔ تم میرے سامنے اسے
فون کرو اور تھوڑی سی اس کی تعریف کر کے شام کو میرے کلب میں
آنے کا کہہ دو۔ پھر دیکھو کیسے اڑ کر آتی ہے وہ لیکن پہلی ملاقات
میں لیبارٹریوں کے بارے میں بات نہ کرنا ورنہ وہ بدک جائے
گی''...... کرنل جیکب نے کہا تو کرنل جیکسن مسکرا دیا۔
''تم نے عورت کی نفسیات کہاں سے پڑھ لی ہے''...... کرنل
جیکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کو اپنے سامنے کر
کے اس کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر
تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے
لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز
سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔
''لیس۔ مورگن بول رہی ہوں''...... ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

''کرنل جیکسن تمہاری خدمت میں سلام پیش کرتا ہے۔ اب معاملات میرے بس سے باہر ہو گئے ہیں۔ رات کو خواب میں بھی تم ہی نظر آتی ہو اور دن کو ہر خوبصورت عورت کے چہرے میں تمہارا ہی چہرہ نظر آتا ہے اس لئے میں نے مجبور ہو کر تمہیں فون کیا ہے کہ یا تو آج شام رین بو کلب میں ڈنر میرے ساتھ کرو یا پھر مجھے بتاؤ کہ میں خودکشی کر لوں اور میں واقعی کر لوں گا''...... کرنل جیکسن نے بڑے فدویانہ سے لہجے میں کہا۔ کرنل جیکسن واقعی بہترین اداکاری کر رہا تھا۔

''تم نے میرے ساتھ لڑائی کیوں کی تھی اور وہ بھی ایک گھٹیا سی عورت کی وجہ سے۔ بولو کیوں ایسا کیا تھا تم نے''...... دوسری طرف سے مورگن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''غلطی ہو گئی جانِ من۔ آئندہ میری توبہ۔ معاف کر دو۔ فار گاڈ سیک معاف کر دو''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''خواہ مخواہ مجھے بھی پریشان کیا اور خود بھی پریشان ہوئے اور ہاں۔ یہ خودکشی والی کیا دھمکی ہے۔ خودکشی کریں تمہارے دشمن۔ میں شام کو ڈنر پر آ رہی ہوں لیکن ہم دونوں کے علاوہ میز پر اور کوئی نہیں ہونا چاہئے''...... اس بار مورگن نے نرم لہجے میں کہا تو کرنل جیکسن نے نہ صرف اس کا شکریہ ادا کیا بلکہ اس کے حسن کی بھی مزید تعریف کر دی اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھ دیئے جانے کے بعد اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''گڈ۔ یہ ہوئی نا بات۔ اب سنو۔ جلدی نہ کرنا ورنہ وہ بدک جائے گی لیکن گھما پھرا کر اس سے چاروں لیبارٹریوں کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا۔ خاص طور پر اس لیبارٹری کے بارے میں جہاں فارمولا موجود ہے۔ پھر اس لیبارٹری کی نگرانی کراؤ اور پاکیشیائیوں کا خاتمہ کر کے مشن مکمل کر لو''...... کرنل جیکب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا بے حد شکریہ کرنل جیکب۔ تمہاری وجہ سے مورگن سے بھی تعلقات بحال ہو گئے اور ہم اصل ٹریک پر بھی آ گئے''۔ کرنل جیکسن نے کہا۔

''میں اپنے ملک کے لئے سب کچھ کر رہا ہوں۔ جب معلومات مل جائیں تو مجھے بھی بتانا۔ اوکے۔ اب مجھے اجازت تاکہ میں تمہارے تعلقات کی بحالی پر خصوصی ڈنر کا انتظام کر لوں''...... کرنل جیکب نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل جیکسن بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو
حسب روایت اس کے استقبال کے لئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
''بیٹھو''...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے
لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔
''عمران صاحب۔ آپ نے مشن پر جانے کا پروگرام کیوں
کینسل کر دیا ہے۔ مجھے جولیا نے فون کر کے بتایا تھا کہ ائیرپورٹ
جانے سے چند لمحے پہلے آپ نے فون کر کے بتایا کہ مشن پر روانگی
کینسل کر دی گئی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''اصل ٹارگٹ ٹریس نہیں ہو رہا اور صرف ہوا میں لاٹھیاں
چلانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے
جواب دیا۔
''لیکن جولیا نے رپورٹ دی تھی کہ آپ نے فون نمبرز اور ان
کے ذریعے ہوپ آئی لینڈ اور کارس آئی لینڈ میں سے ایک پر ما

لیبارٹری کی نشاندہی کر لی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''ہاں۔ میں نے وہاں کی ایک پارٹی کو ٹریس کر لیا اور اس نے
جو رپورٹ دی اس کے مطابق کارس آئی لینڈ میں لیبارٹری موجود
ہے لیکن یہ لیبارٹری ماسٹر لیبارٹری نہیں ہے بلکہ کرانس کی ایٹمی
ریسرچ لیبارٹری ہے اور ایٹمی لیبارٹری ہونے کی وجہ سے اس کے
حفاظتی انتظامات بے حد سخت ہیں۔ بہرحال یہ ماسٹر لیبارٹری نہیں
اور نہ ہی ہمارے فارمولے پر ایسی لیبارٹری میں کام ہو سکتا ہے
جس کا ایٹمی ہتھیاروں سے کوئی تعلق ہو''...... عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
''پھر آپ نے کیا سوچا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''چائے کا ایک کپ پلاؤ۔ شاید ذہن کی بند کھڑکی کھل
جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا
اٹھا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران آنکھیں بند کئے اس طرح بیٹھا
ہوا تھا جیسے مراقبہ کر رہا ہو۔ پھر ایک خیال کے تحت وہ چونک پڑا
اسے خیال آیا تھا کہ فارمولا پاکیشیا سے براہِ راست تو ماسٹر لیبارٹری
میں پہنچایا نہیں گیا ہو گا۔ وکٹر اور مارگریٹ نے یہ فارمولا اطالیہ کے
اعلیٰ حکام کو دیا ہو گا پھر وہ آگے اس ماسٹر لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہو
گا اس لئے اطالیہ کے اعلیٰ حکام سے ہی اس ماسٹر لیباٹری کا سراغ
لگایا جا سکتا ہے۔ اسی لمحے بلیک زیرو نے چائے کی پیالی اس کے
سامنے رکھ دی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر

بیٹھ گیا۔

"وہ سرخ ڈائری مجھے دو"...... عمران نے چائے کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی ایک دراز کھول کر سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کے سامنے رکھ دی۔ عمران نے ڈائری کھولی اور چائے پینے کے ساتھ ساتھ ڈائری کے ورق بھی پلٹتا رہا پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔ پھر عمران نے ڈائری کو بند کر کے میز پر رکھا اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے اطالیہ کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فوراً ہی دونوں نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر تیزی سے پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"میگائے کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میڈم میگائے ابھی زندہ ہے تو اس سے بات کراؤ اور آخرت کا سفر طے کر چکا ہے تو پھر اس کی بیٹی جونیئر میگائے سے بات کرا دو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو خاموش بیٹھا مسکراتا رہا۔

"آپ کون ہیں اور کہاں سے بول رہے ہیں۔ میڈم میگائے تو

چار سال پہلے فوت ہو چکی ہے۔ اب کلب کی چیئرمین ان کی بیٹی ڈیزی ہے"...... فون آپریٹر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میں پرنس آف ڈھمپ ہوں"...... عمران نے اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ڈھمپ۔ یہ کہاں ہے"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"کوہ ہمالیہ کی ایک وادی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہولڈ کریں"...... شاید کوہ ہمالیہ کا سن کر فون آپریٹر مرعوب ہو گئی تھی۔

"ہیلو۔ کون بول رہا ہے"...... چند لمحوں بعد ایک کرخت سی نسوانی آواز سنائی دی۔

"تم خود ہی بول رہی ہو اور پوچھ مجھ سے رہی ہو۔ اگر تمہاری فون سیکرٹری نے میرا پورا تعارف تم تک نہیں پہنچایا تو سن لو۔ میرا نام علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میں پرنس آف ڈھمپ ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ارے ارے وہ عمران۔ جسے ممی بے حد پسند کرتی تھیں۔ اوہ۔ ویری گڈ"...... اس بار چیختے ہوئے لیکن نرم لہجے میں کہا گیا۔

"ممی کیوں پسند کرتی تھیں۔ تم نے اس کا کبھی جائزہ ہی نہیں لیا۔ وہ تمہارے لئے مجھے پسند کرتی تھیں"...... عمران نے کہا تو

دوسری طرف سے کھلکھلا کر ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''کاش ایسا ہوتا''...... ڈیزی نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ تمہیں یقین کیوں نہیں آ رہا''...... عمران نے کہا۔

''اس لئے کہ میں نے ممی سے ایک روز خود کہا تھا کہ وہ تمہیں رضامند کر لیں لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ تم ایجنٹ ہو اور ایجنٹ کو کسی بھی وقت موت آ سکتی ہے اس لئے وہ رسک نہیں لے سکتیں۔ پھر تم بھی ایک روز غائب ہو گئے اور اب سات آٹھ سال بعد فون کر رہے ہو۔ اب میں شادی شدہ ہوں''...... ڈیزی نے کہا۔

''مبارک ہو۔ کلب کیسا چل رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تھینک یو۔ کلب ٹھیک جا رہا ہے لیکن تم نے اتنے عرصے بعد فون کیوں کیا ہے''...... ڈیزی نے کہا۔

''تمہاری ممی معلومات فروخت کرتی تھیں۔ کیا تم نے بھی اس کام کو اپنایا ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا۔ میں تو بس کلب چلا رہی ہوں''...... ڈیزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ کوئی ایسی ٹپ دے سکتی ہو جس کا تعلق اعلیٰ ترین سرکاری افسروں سے ہو جیسے سیکرٹری سائنس، سیکرٹری داخلہ، چیف سیکرٹری وغیرہ''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو معمولی کام ہے۔ بہرحال ہیرالڈ ان کاموں میں

ماہر ہے اور وہ صرف دولت کی بات مانتا ہے۔ ہر لحاظ سے قابل اعتماد ہے۔ اس کا فون نمبر لکھ لو۔ میں اسے فون کر دیتی ہوں۔ وہ تمہارے ساتھ رعایت بھی کرے گا اور کام بھی کرے گا۔ فون نمبر نوٹ کر لو''...... ڈیزی نے کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔ اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ اوبرائے برادرز''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مجھے ہیرالڈ سے بات کرنی ہے۔ میرا نام علی عمران ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی چھا گئی۔

''ہیلو۔ ہیرالڈ بول رہا ہوں۔ کون بات کریں گے''...... تھوڑی دیر بعد ایک سخت مردانہ آواز سنائی دی۔

''ابھی میگائے کلب سے ڈیزی نے آپ سے بات کی ہو گی میرے بارے میں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ فرمایئے۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... ہیرالڈ نے کہا۔

''کیا آپ کا یہ فون محفوظ ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس۔ مکمل طور پر محفوظ ہے۔ آپ کہاں سے بول رہے

ہیں''...... ہیرالڈ نے کہا۔

''میں براعظم ایشیا کے ملک پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے''......عمران نے اس بار اپنا پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''اچھا تعارف ہے۔ بہرحال کام بتائیں''...... ہیرالڈ نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اعلیٰ سرکاری افسروں سے ایک لیبارٹری جسے ماسٹر لیبارٹری کہا جاتا ہے اس کا محل وقوع معلوم کرنا ہے''......عمران نے کہا۔

''یہ لیبارٹری اطالیہ کی ہے''...... ہیرالڈ نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ تمام یورپی ممالک نے مل کر انہیں قائم کیا ہے۔ ہمیں لیبارٹری سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہمیں پاکیشیا سے وہاں لے جانے والا ایک فارمولا واپس حاصل کرنا ہے''......عمران نے کہا۔

''آپ کو معلومات چاہئیں۔ مختصر بتائیں''...... ہیرالڈ نے کہا۔

''دو آئٹمز۔ ایک ماسٹر لیبارٹری کا محل وقوع۔ وہ ماسٹر لیبارٹری جہاں پاکیشیا کا فارمولا بھجوایا گیا ہے''......عمران نے کہا۔

''آپ نے صرف معلومات لینی ہیں یا کوئی عملی کام بھی کرانا ہے''...... ہیرالڈ نے کہا۔

''صرف معلومات بس''......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دو لاکھ ڈالرز پیشگی جمع کرا دیں۔ آپ کو مصدقہ اطلاعات مل جائیں گی''...... ہیرالڈ نے کہا۔

''بینک کی تفصیل دے دیں جمع کرا دیتے ہیں لیکن معلومات مستند ہونی چاہئیں''......عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ ڈیزی کو معلوم ہے کہ ہم نے آج تک کسی کے ساتھ فراڈ نہیں کیا''...... ہیرالڈ نے کہا اور پھر بینک کے بارے تفصیل بتا دی جو سامنے بیٹھے بلیک زیرو نے نوٹ کر لیں۔

''آپ دو گھنٹوں بعد دوبارہ فون کریں''...... ہیرالڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا تو فون بلیک زیرو نے اپنے سامنے رکھ لیا تاکہ ہیرالڈ کے اکاؤنٹ میں رقم جمع کرائی جا سکے۔

''میں لائبریری جا رہا ہوں''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد ہی عمران لائبریری سے واپس آ گیا۔

''آپ نے واقعی دو گھنٹے لائبریری میں گزار دیئے ہیں۔ کیا پڑھتے رہے ہیں آپ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے کمپیوٹر کے ذریعے چیکنگ کی ہے کہ میری پہلی ذاتی کوشش سے جہاں لیبارٹری ٹریس کی گئی ہے کیا وہ درست ہے یا نہیں''......عمران نے کہا۔

''تو پھر کیا معلوم ہوا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میری ریڈنگ درست نکلی۔ وہاں ہوپ آئی لینڈ میں بھی لیبارٹری موجود ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ کس قسم کی لیبارٹری

ہے۔ ماسٹر لیبارٹری ہے یا کوئی اور''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
کچھ دیر بعد اس کا رابطہ ہیرالڈ سے ہو گیا۔

''رقم پہنچ گئی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ شکریہ''...... ہیرالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''معلومات کا کیا ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''جو معلومات آپ کو چاہئے تھیں وہ مل گئی ہیں۔ گو معاوضہ توقع سے زیادہ دینا پڑا لیکن بہرحال مصدقہ معلومات مل گئی ہیں''۔ ہیرالڈ نے کہا۔

''بتائیں کیا معلوم ہوا ہے''...... عمران نے اس کی معاوضہ والی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اس فیلڈ کا پرانا شکاری تھا۔ اسے معلوم تھا کہ مزید رقم کے لئے اس قسم کی باتیں کی جاتی ہیں۔

''پاکیشائی فارمولا ماسٹر لیبارٹری ون بھجوایا گیا ہے۔ یورپی ممالک نے مل کر چار ماسٹر لیبارٹریاں مختلف ملکوں میں قائم کر رکھی ہیں۔ ان پر ہونے والے اخراجات تمام ممالک مل کر ادا کرتے ہیں اور جو ایجادات ہوتی ہیں وہ بھی تمام ممالک کو دی جاتی ہیں۔ پاکیشائی فارمولا چونکہ انتہائی اہمیت رکھتا ہے اس لئے اسے ماسٹر لیبارٹری ون میں بھجوایا گیا ہے تاکہ اس جدید ترین ایجاد سے تمام یورپی ممالک مستفید ہو سکیں''...... ہیرالڈ نے تفصیل سے بات

کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ لیکن ماسٹر لیبارٹری ون ہے کہاں''...... عمران نے پوچھا۔

''اطالیہ سے ملحقہ سمندر بحیرہ اونین میں ایک چھوٹا جزیرہ ہے جس کا نام کارڈ آئی لینڈ ہے۔ یہ جزیرہ کرانس حکومت کے تحت ہے۔ وہاں کرانس فوج کی باقاعدہ چھاؤنی ہے۔ لیبارٹری زیر زمین ہے''...... ہیرالڈ نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

''اس قدر تفصیل اتنی جلدی کہاں سے مل گئی''...... عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

''میں نے آپ کی طرف سے رقم آ جانے کے بعد کارروائی شروع کی تو مجھے اطلاع ملی کہ اطالیہ کی سپیشل سروسز ایجنسی کے چیف کرنل جیکسن اور چیف سیکرٹری کی فون سیکرٹری کے درمیان بڑی گہری دوستی تھی لیکن پھر کسی بات پر تنازع ہو گیا تو ان کی ملاقاتیں بند ہو گئیں۔ کل کرنل جیکسن نے دو سال بعد ازخود فون سیکرٹری مورگن کو فون کر کے ایک ڈنر پر مدعو کیا اور دونوں ایک کلب میں اکٹھے رہے اور دونوں خوش نظر آ رہے تھے۔ ہمارا چونکہ کام ہی معلومات حاصل کرنا ہے اس لئے اس اچانک ملاقات سے ہم ٹھٹک گئے۔ ہم نے ان کی ڈنر ٹیبل کے نیچے طاقتور رینج کا ڈکٹا فون لگا دیا اور ان دونوں کے درمیان بہت طویل بات چیت ہوئی لیکن جو حصہ ہمارے مطلب کا تھا وہ میں نے علیحدہ ٹیپ کر لیا ہے۔ آپ

سنیں گے“...... ہیرالڈ نے کہا۔

”ہاں۔ فون پر سنا دو“...... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مرد اور ایک عورت کی گفتگو سنائی دینے لگی۔ اس میں وہ عورت جسے مورگن کہہ کر بات کی جا رہی تھی جبکہ مورگن اس آدمی کو کرنل جیکسن کہہ کر بات کر رہی تھی اور پھر باتوں میں کرنل جیکسن نے مورگن سے کہا کہ اسے اطالیہ کے ایک اہم مشن کے لئے یہ معلوم کرنا ہے کہ پاکیشیا کا سائنسی فارمولا کس لیبارٹری میں موجود ہے تاکہ اس کی پاکیشیائی ایجنٹوں سے حفاظت کی جائے کیونکہ اعلیٰ حکام صرف یہ سوچ کر مطمئن ہو گئے ہیں کہ وہاں کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے تم بتاؤ کہ فارمولا کہاں گیا اور وہ لیبارٹری کہاں ہے۔ اس کا محل وقوع کیا ہے“...... کرنل جیکسن نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم نہ صرف محب وطن ہو جبکہ ایک بڑی اور طاقتور ایجنسی کے چیف بھی ہو اس لئے تمہیں بتا دیتی ہوں لیکن مجھے حلف دو کہ اسے اگر اوپن بھی کرو گے تو اس کے ساتھ میرا نام درمیان میں نہیں آئے گا“...... مورگن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں حلف دیتا ہوں“...... کرنل جیکسن نے کہا اور پھر حلف اٹھا لیا۔

”تو سنو۔ جب تمہاری ایجنسی کی طرف سے فارمولا چیف سیکرٹری کو پہنچایا گیا تو انہوں نے سائنسدانوں کی اعلیٰ سطحی میٹنگ

کال کر لی جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ فارمولے کے خلاف چونکہ تمام سپر پاورز کے ایجنٹس اور خصوصاً پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی حرکت میں آ جائے گی اس لئے اسے ایسی لیبارٹری میں بھجوایا جائے جہاں اس پر کام بھی ہو سکے اور یہ ہر طرح سے محفوظ بھی رہے اس لئے اسے ماسٹر لیبارٹری ون میں بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا اور پھر بھجوا بھی دیا گیا۔ اب یہ فارمولا ماسٹر لیبارٹری ون میں موجود ہے لیکن ابھی تک جو رپورٹس چیف سیکرٹری کو دی جا رہی ہیں ان کے مطابق اس فارمولے کو ابھی تک کھولا بھی نہیں جا سکا لیکن کوشش جاری ہے“۔ مورگن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ ماسٹر لیبارٹری ون ہے کہاں“...... کرنل جیکسن نے کہا۔

”یہ ماسٹر لیبارٹری ون بحیرہ اونین میں واقع ایک جزیرے جسے کارڈ آئی لینڈ کہتے ہیں، میں بنائی گئی ہے۔ یہ پورا جزیرہ کرانس کی فوج کی تحویل میں ہے۔ اس کے علاوہ وہاں انتہائی جدید حفاظتی انتظامات بھی ہیں“...... مورگن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر گفتگو ختم ہو گئی۔

”تم نے کنفرم کیا ہے اسے۔ کیونکہ اس میں دانستہ بھی تو باتیں شامل کی جا سکتی ہیں“...... عمران نے کہا۔

”انہیں کنفرم ہی سمجھئے“...... ہیرالڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور

رکھ دیا۔

''آپ معلومات سے مطمئن نہیں ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اس میں سپیشل سروسز کے چیف کرنل جیکسن کو خصوصی طور پر استعمال کیا گیا ہے ورنہ کسی ایجنسی کے چیف کو اور خصوصاً اس ایجنسی کے جس کے ایجنٹ فارمولا دوسرے ملک سے حاصل کر کے یہاں لے آئے ہوں ایسے ڈرامے نہیں کرتا کہ دو سال سے قطع تعلق کے پھر اچانک آپس میں ملیں اور پھر اسی نشست میں چیف سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری سب کچھ بتا دے۔ یہ ٹریپ بھی ہوسکتا ہے''......عمران نے کہا۔

''تو آپ کیسے اسے کنفرم کرائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم وہ سرخ جلد والی ڈائری مجھے دو۔ ہم اب دوسرے زاویئے سے اس کی پڑتال کریں گے''......عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز سے سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران اس کے صفحات پلٹتا رہا پھر ایک صفحہ پر پہنچ کر وہ رک گیا اور کافی دیر تک ڈائری کے اس صفحے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر پہلے اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''یہاں سے کرانس اور کرانس کے دارالحکومت پارس کا رابطہ نمبر

بتا دیں''......عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبا کر لائن کاٹی اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ اولڈ ہام بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) پاکیشیا سے بول رہا ہوں''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم ابھی زندہ ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ تم سے ملاقات ہو گئی''...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''مجھے تمہاری فکر تھی کہ اولڈ کا دور کب تک چلے گا۔ اب جدید کو سامنے آنے دو''...... عمران نے جواب دیا تو اولڈ ہام بے اختیار ہنس پڑا۔

''اچھا اب فون کرنے کی وجہ بھی بتا دو۔ مجھے معلوم ہے کہ بغیر کسی ضروری کام کے تم جیسا کنجوس مس کال بھی نہیں کر سکتا''۔ اولڈ ہام نے مزہ لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے یہ معلوم کرانا ہے کہ کیا بحیرہ اونین میں ایک جزیرہ ہے کارڈ آئی لینڈ۔ اس پر کرانس کا قبضہ ہے جبکہ وہ اطالیہ کے قریب ہے۔ بہرحال کرانس فوج کا اس پورے جزیرے پر قبضہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں ماسٹر لیبارٹری ون بھی ہے جسے

ناقابل تسخیر کہا جاتا ہے۔ میں ان باتوں کو کنفرم کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم انہیں کنفرم کر سکتے ہو“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں کنفرم کرتا ہوں کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے وہ اس لئے درست ہے کہ میرا بیٹا رچرڈ کرانس فوج میں میجر ہے جبکہ دوسرا بیٹا سائنسدان ہے۔ اس نے تمہاری طرح سائنس میں ڈاکٹریٹ کیا ہوا ہے۔ یہ دونوں کارڈ آئی لینڈ میں ہوتے ہیں۔ ایک لڑکا ڈاکٹر ہنری وہاں موجود ماسٹر لیبارٹری ون میں کام کرنے لگا جبکہ دوسرا بیٹا رچرڈ فوج میں کارڈ آئی لینڈ پہنچ گیا۔ یہ ایک حسین اتفاق تھا۔ انہوں نے مجھے وہاں کال کیا تو میں چلا گیا اور پھر مجھے فوج کے ہیڈکوارٹر اور افسروں سے ملوایا گیا اس کے بعد ڈاکٹر بیٹا مجھے ماسٹ لیبارٹری ون میں لے گیا۔ وہاں لیبارٹری انچارج ڈاکٹر کلارک ـ ملوایا۔ اس لئے واقعی ماسٹر لیبارٹری ون وہاں موجود ہے“...... ا حام نے کہا۔

”آپ کب گئے تھے وہاں“...... عمران نے پوچھا۔

”پانچ سال پہلے۔ کیوں“...... اولڈ ہام نے کہا۔

”اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ اب وہاں سے لیبارٹری ختم ک گئی ہو“...... عمران نے کہا۔

”میرا بیٹا اب بھی وہیں کام کرتا ہے۔ وہ بتا رہا تھا کہ لی کو آپ گریڈ کر دیا گیا ہے“...... اولڈ ہام نے جواب دیتے کہا۔

”کیا آپ میری بات اپنے ڈاکٹر بیٹے سے کروا سکتے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ کیونکہ دو تین سالوں سے وہاں رہنے والے تو ہر جگہ رابطہ کر سکتے ہیں لیکن باہر کا آدمی ان سے کسی طرح بھی رابطہ نہیں کر سکتا۔ وہاں انتہائی طاقتور جیمرز لگے ہوئے ہیں اور تمہاری اس بات کا مطلب ہے کہ میں تم سے جھوٹ بول رہا ہوں“۔ اولڈ ہام نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ بات ہوتی تو میں تمہیں فون ہی نہ کرتا۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں تھا کہ پانچ سالوں میں معاملات تبدیل بھی ہو سکتے ہیں“۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”میں نے تم سے سو فیصد درست بات کی ہے۔ اوکے۔ گڈبائی“...... اولڈ ہام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ اولڈ ہام سے بھی مطمئن نہیں ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ اب میں کسی حد تک مطمئن ہو گیا ہوں لیکن ہوپ آئی لینڈ اور کارس آئی لینڈ میں سائنسدان کیوں موجود ہیں۔ کیا وہاں علیحدہ سے لیبارٹریاں ہیں“...... عمران نے کہا۔

”ایسا ہو تو سکتا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وکٹر اور مارگریٹ اپنے سیکشن آفس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وکٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ وکٹر بول رہا ہوں''...... وکٹر نے کہا۔

''جیری بول رہا ہوں باس۔ پاکیشیا سے ابھی کارڈن نے اطلاع دی ہے کہ عمرن اپنے ساتھیوں کے ساتھ اطالیہ روانہ ہو رہا ہے۔ یہ لوگ ائیرپورٹ پر موجود ہیں''......دوسری طرف سے کہا گیا تو وکٹر چونک پڑا۔

''کیا وہ اصل حلیوں میں ہیں۔ کیا تفصیل ہے ان کی''...... وکٹر نے کہا۔

''آپ خود کارڈن سے بات کر لیں۔ میں فون لائن آپ کو تھرد کر رہا ہوں''...... جیری نے کہا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

''کارڈن بول رہا ہوں پاکیشیا سے''...... کارڈن نے کہا۔

''وکٹر بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے تفصیل سے بتاؤ''...... وکٹر نے کہا۔

''باس۔ ہم عمران کی مسلسل نگرانی کر رہے تھے کہ عمران نے ائیرپورٹ کا رخ کیا۔ ہم اس کے پیچھے تھے۔ وہاں دو عورتیں اور تین مرد اس کے منتظر تھے۔ فلائٹ کو ابھی دیر تھی اس لئے وہ سب ریستوران میں بیٹھے چائے پی رہے ہیں۔ میں نے جیری کو رپورٹ دی اور اب آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں''...... کارڈن نے کہا۔

''کیا وہ اپنے اصل چہروں میں ہیں''...... وکٹر نے کہا۔

''باقی افراد کو تو ہم نہیں جانتے البتہ عمران اپنے اصل حلیئے میں ہے''...... کارڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کے کاغذات کی تفصیل لے کر فیکس کرا سکتے ہو تم''۔ وکٹر نے کہا۔

''نہیں باس۔ ایسا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ ہم اس طرح براہِ راست نظروں میں آ جائیں گے۔ یہاں سیکورٹی کے لوگ ان معاملات میں بے حد چوکنا رہتے ہیں''...... کارڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا فلائٹ کی کیا تفصیل ہے اور یہ فلائٹ اطالیہ کب پہنچے گی''...... وکٹر نے کہا۔

''میں معلوم کر کے آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ کا نمبر میرے پاس ہے''...... کارڈن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا تو وکٹر

نے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اسے خوشی اس بات پر ہو رہی تھی کہ معاملات جو جام ہوئے نظر آ رہے تھے اب آگے تو بڑھیں گے۔

''تم نے دیکھا ہے کبھی عمران کو''...... مارگریٹ نے وکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ میں نے نام ہی سنا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ دیکھنے میں انتہائی معصوم اور بے وقوف سا لگتا ہے لیکن درحقیقت وہ ایسا سانپ ہے جس کا ڈسا پانی بھی نہیں مانگ سکتا''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کارڈن سے اس کا حلیہ تو معلوم کر لو تاکہ یہاں پہنچنے پر اسے کور کیا جا سکے''...... مارگریٹ نے کہا تو وکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وکٹر نے رسیور اٹھاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''کارڈن بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے کارڈن کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا تفصیل ہے فلائٹ کی''...... وکٹر نے پوچھا تو کارڈن نے فلائٹ کی تفصیل بتا دی۔

''اب عمران کا حلیہ بتا دو''...... وکٹر نے کہا تو کارڈن نے عمران کے حلیئے کی تفصیل بتا دی۔

''یہ فلائٹ اطالیہ پہنچنے سے پہلے کہاں کہاں رکتی ہے''...... وکٹر

نے پوچھا۔

''راستے میں ایک بار فیول لینے کے لئے ٹارسن ایئرپورٹ پر فلائٹ ایک گھنٹے کے لئے رکتی ہے''...... کارڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ شکریہ''...... وکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''وکٹر بول رہا ہوں گیری''...... رابطہ ہوتے ہی وکٹر نے کہا۔

''اوہ تم۔ آج کیسے گیری تمہیں یاد آ گیا''...... دوسری طرف سے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔ مارگریٹ بھی مسکرا دی تھی کیونکہ وہ نہ صرف گیری کو اچھی طرح جانتی تھی بلکہ وہ گیری اور وکٹر کے درمیان دوستی سے بھی واقف تھی۔ پہلے گیری ایک سرکاری ایجنسی سے متعلق تھا لیکن اس ایجنسی کے چیف سے گیری کی نہ بن سکی تو گیری نے استعفیٰ دے دیا اور جرائم پیشہ افراد پر مشتمل ایک گروپ بنا لیا۔ وہ معاوضہ لے کر دنیا کا ہر جرم کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

''ایک مسافر بردار ہوائی جہاز کو دوران پرواز تباہ کرنا ہے۔ کر سکو گے یہ کام۔ معاوضہ منہ مانگا دوں گا''...... وکٹر نے کہا تو کرسی پر بیٹھی ہوئی مارگریٹ بھی چونک کر سیدھی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید اس کے تصور میں بھی نہ تھا

کہ وکٹر اس قسم کی بات کرے گا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو''...... دوسری طرف سے گیری نے بھی حیرت بھرے انداز میں کہا۔

''ہاں۔ میں ہوش میں رہ کر ہی بات کر رہا ہوں۔ تم پریشان کیوں ہو گئے ہو۔ ایسا تو اکثر ہوتا رہتا ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''مجھے پہلے تفصیل سے بتاؤ کہ تم اس حد تک پہنچ گئے ہو کہ فضا میں اڑتے ہوئے ہوائی جہاز کو تباہ کرانا چاہتے ہو''...... گیری نے کہا۔

''اس جہاز میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ عمران اور اس کے ساتھی سفر کر رہے ہیں اور وہ پاکیشیا سے اطالیہ آئیں گے۔ جہاز راستے میں صرف ٹارسن ایئرپورٹ پر رکے گا اور میں چاہتا ہوں کہ اسے راستے میں ہی اس طرح تباہ کیا جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس خوفناک ایجنٹ عمران کا یقینی طور پر خاتمہ ہو جائے''...... وکٹر نے کہا۔

''لیکن اس کام کے لئے تم نے میرا انتخاب کیوں کیا اور بھی تو گروپ ہیں''...... گیری نے کہا۔

''تم پر مجھے مکمل اعتماد ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''سنو وکٹر۔ تم جذباتی ہو رہے ہو۔ فضا میں اتنی بلندی پر طیارے اڑتے ہیں کہ نیچے سے انہیں نشانہ نہیں بنایا جا سکتا۔ میرا مشورہ سن لو۔ یہ لوگ کارسن انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر ہی اتریں گے۔

ان کے حلیئے بتا دو اور ان کے خاتمے کا کام مجھے دے دو۔ پھر دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں''...... گیری نے وکٹر کو بڑے بوڑھوں کی طرح سمجھاتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں واقعی جذباتی ہو رہا تھا لیکن میں اس گروپ کی یقینی موت چاہتا ہوں۔ یہ گروپ عام لوگ نہیں۔ حد درجہ ہوشیار اور محتاط لوگ ہیں اور ایک مسئلہ اور ہے کہ صرف عمران کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل ہمارے پاس ہے۔ اس کے باقی ساتھی جن میں دو عورتیں اور تین مرد ہیں۔ ان کے حلیئے نہیں بتائے گئے''...... وکٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پورا گروپ ختم ہو جائے گا۔ ہم تمہاری طرح جذباتی نہیں ہوں گے۔ ہم اس عمران کی نگرانی کریں گے اور نگرانی ایئرپورٹ سے شروع کریں گے۔ یہ لوگ لازماً یہاں کسی کوٹھی میں یا کسی ہوٹل میں قیام کریں گے۔ عمران پر بیک وقت ایسا حملہ کیا جائے گا کہ اس پورے گروپ کے ٹکڑے اڑ جائیں گے''...... گیری نے کہا۔

''لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ یہاں ایئرپورٹ پر اترتے ہی کسی ہوٹل کے کمرے میں یا کسی کوٹھی میں پہنچتے ہی میک اپ کر لیں اور پھر نئے میک اپ کی وجہ سے تم انہیں پہچان ہی نہ سکو''...... وکٹر نے کہا تو دوسری طرف موجود گیری بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ میری پوری زندگی یہی کام کرتے گزر گئی ہے اور سنو۔ میں کوشش کروں گا کہ انہیں بے ہوش کر کے تمہیں کال کروں تاکہ تم اپنے ہاتھوں سے انہیں ہلاک کر سکو۔ اس طرح تمہاری پوری تسلی ہو جائے گی''...... گیری نے کہا۔

''ایسی بات نہیں گیری۔ اگر مجھے تم پر اعتماد نہ ہوتا تو میں تمہیں کال ہی کیوں کرتا۔ میں تو ان لوگوں کی ہوشیاری اور تیزی کی وجہ سے کہہ رہا تھا''...... وکٹر نے جواب دیا۔

''بہر حال جیسے حالات ہوں گے ویسا کر لیا جائے گا''...... گیری نے کہا تو وکٹر نے عمران کا حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی۔

''ٹھیک ہے۔ اب معاوضہ بھی طے کر لو''...... گیری نے کہا۔

''تم خود بتاؤ کہ کیا لو گے اور یہ سن لو کہ مجھے سرکاری طور پر یہ رقم نہیں ملے گی۔ یہ کام میں اپنے طور پر کر رہا ہوں''...... گیری نے کہا۔

''یہ چونکہ انتہائی رسکی کام ہے اس لئے میں اس کام پر اپنے بہترین آدمی تعینات کروں گا۔ دوسروں سے تو شاید میں پچاس لاکھ ڈالرز سے کم پر بات نہ کرتا لیکن تم میرے دوست ہو اس لئے تم صرف دس لاکھ ڈالرز دے دینا۔ اخراجات اس کے علاوہ ہوں گے''۔ گیری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ پانچ لاکھ ڈالرز ابھی لے لو اور

اصول کے مطابق پانچ لاکھ ڈالرز کام ہونے کے بعد''...... وکٹر نے کہا۔

''اوکے۔ میرا آدمی فریڈ تمہارے سیکشن آفس پہنچ جائے گا۔ اسے پانچ لاکھ ڈالرز دے دینا۔ مجھ تک پہنچ جائیں گے لیکن تم یہیں رہنا۔ میں فون پر تمہیں خوشخبری سناؤں گا''...... گیری نے کہا۔

''اوکے۔ بھجوا دو''...... وکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

''یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے وکٹر۔ کیا تم اور تمہارا سیکشن گیری اور اس کے جرائم پیشہ افراد سے کم صلاحیتیں رکھتا ہے کہ تم یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے خالی بیٹھے رہو گے جبکہ گیری شکار کر کے اسے تمہارے سامنے لا رکھے گا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ چیف کو اس بارے میں علم نہیں ہو گا''...... مارگریٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم نہیں سمجھ سکتیں میری پالیسی کو۔ سیکرٹ سروس صرف چھ افراد پر مشتمل نہیں ہوتی اس میں کئی گروپس ہوتے ہیں۔ ایک گروپ اگر ہمارے ہاتھوں مارا جائے تو دوسرے گروپ انتقام لینے کے لئے دھاوا بول دیتے ہیں اس لئے اس گروپ کے خاتمہ کے بعد دوسرے گروپ ہماری بجائے گیری اور اس کے ساتھیوں سے ہی انتقام لیتے رہیں گے۔ لیتے رہیں ہم تو محفوظ رہیں گے''...... وکٹر نے کہا۔

''اچھا تو یہ سوچ کر تم نے گیری کو آگے کیا ہے لیکن شاید گیری

کو بھی کچھ اندازہ ہو گیا ہے اس لئے وہ کہہ رہا تھا کہ میں انہیں بے ہوش کر کے تمہیں بلاؤں گا تاکہ تم اپنے ہاتھوں سے انہیں ہلاک کر دو''...... مارگریٹ نے کہا تو وکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا سے اطالیہ جانے والے ہوائی جہاز میں موجود تھا۔ ان کی طویل فلائٹ راستے میں ٹارسن کے ہوائی اڈے پر رکنی تھی اور پھر وہاں سے وہ اطالیہ کے انٹرنیشنل ائیرپورٹ پر۔ عمران اپنی عادت کے مطابق سیٹ سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر صفدر تھا جو ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور صالحہ بیٹھی ہوئی تھیں۔

''عمران صاحب۔ میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ اطالیہ کے ائیرپورٹ پر ہمارا باقاعدہ استقبال کیا جائے گا''...... صفدر نے اچانک عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''باقاعدہ کا مطلب اگر یہ ہے کہ بینڈ باجے کے ساتھ تو تمہارا دل سچی گواہی دے رہا ہے۔ کاش تمہارا دماغ خطبہ نکاح بھی یاد کر لیتا''...... عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے بولتے ہوئے کہا۔

''پھر مجھے آپ کے ساتھ والی سیٹ کیسے ملتی''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی اس بار ہنس پڑا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

''ائیرپورٹ پر ہماری نگرانی کی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے بارے میں مکمل اطلاع اطالیہ پہنچ چکی ہے اور تم جانتے ہو کہ ہمارے بارے میں کیا کیا نہ سوچا گیا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ہم نے تو نگرانی محسوس نہیں کی۔ آپ نے چیک کر لیا تھا تو ان سے معلوم کر لیتے کہ کون یہ کام کرا رہا ہے''...... صفدر ے کہا۔

''وہ میری نگرانی کر رہے تھے کیونکہ وہ مجھے جانتے تھے اور میں اصل چہرے میں تھا''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے ساتھ ہم بھی موجود تھے اس لئے لامحالہ ہمارے بارے میں بھی اطلاعات دی گئی ہوں گی''...... صفدر نے کہا۔

''چلو جو کچھ بھی ہے سامنے آ جائے گا''...... عمران نے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

''لیکن ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے کیونکہ ہم سفر کر رہے ہیں جبکہ وہ سنبھلے ہوئے ہوں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ہم نے ائیرپورٹ سے باہر پبلک لاؤنج کے ذریعے نہیں جانا''...... عمران نے کہا۔

''کوئی سپیشل وے ہے وہاں''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''ہو گا لیکن مجھے نہیں معلوم۔ البتہ ایک راستہ ایسا ہے جو لازمی ہوتا ہے اور اس کی طرف کسی کا دھیان نہیں جاتا''...... عمران نے جواب دیا تو صفدر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''وہ کون سا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''فلائٹ کریو گیٹ۔ وہ راستہ جہاں سے جہاز کا عملہ گزرتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کی بات تو ٹھیک ہے لیکن وہاں سے کریو کے علاوہ اور کسی کو گزرنے ہی نہیں دیا جاتا''...... صفدر نے کہا۔

''دولت یا خوف۔ یہ دو کام ایسے ہیں کہ بند راستے بھی کھل جاتے ہیں۔ پاکیشیا سے پرواز سے پہلے سیکنڈ پائلٹ کو ٹائیگر نے انگیج کیا۔ اسے پانچ لاکھ روپے دیئے گئے کہ وہ خاموشی سے ہمیں کریو گیٹ سے باہر نکال دے گا اور ہمیں وہاں سے پک کرنے کے لئے تمہارے چیف کا نمائندہ موجود ہو گا جو ہمیں ایک رہائشی کوٹھی میں ڈراپ کر دے گا۔ وہاں دو کاریں بھی موجود ہوں گی۔ یہ سب کچھ پہلے سے طے شدہ ہے''...... عمران نے جواب دیا اور ایک بار پھر آنکھیں بند کر کے سر کرسی کی پشت سے لگا دیا۔

''اس لئے آپ اطمینان بھرے انداز میں سفر کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ یہ فلسفہ بھی آج سمجھ میں آیا ہے''...... صفدر نے کہا لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا تو صفدر ایک بار پھر رسالہ پڑھنے میں

مصروف ہو گیا۔ پھر تقریباً تین گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد اطالیہ انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترنے کا اعلان کیا گیا تو پورے جہاز میں جیسے ہلچل سی مچ گئی۔ سب سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور بیلٹس باندھ لی گئیں۔ تھوڑی دیر بعد جہاز ایئرپورٹ پر اتر گیا اور ٹیکسی کرتا ہوا پبلک لاؤنج کے بیرونی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''آپ میرے پیچھے آئیں گے''...... اسی لمحے سیکنڈ پائلٹ نے عمران کے قریب آ کر کہا اور آگے بڑھ گیا تو عمران سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس کے اٹھتے ہی صفدر اور دیگر ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ بیلٹس کھول لی گئی تھیں۔

''سر آپ ادھر سے''...... ایئر ہوسٹس نے سیکنڈ پائلٹ کو مسافروں کے درمیان دیکھ کر کہا۔

''ہاں۔ میرا ایک دوست یہاں موجود ہے''...... سیکنڈ پائلٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ایئر ہوسٹس بھی مسکرا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سیکنڈ پائلٹ، عمران اور اس کے ساتھی باقی مسافروں سے علیحدہ ہو کر مخالف سائیڈ پر آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچے جہاں اور بھی باوردی پائلٹ اور ان کے معاون موجود تھے لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کو سیکنڈ پائلٹ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں کہا گیا اور وہ سائیڈ گیٹ سے گزر کر ایک دروازے پر پہنچے تو سیکنڈ پائلٹ نے دروازہ کھول دیا اور خود سائیڈ پر ہٹ گیا۔

''یہ سپیشل ایریا ہے آپ باہر چلے جائیں''...... پائلٹ نے عمران نے کہا۔

''تھینک یو مسٹر۔ اب آپ نے سب کچھ بھول جانا ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے باہر آ گئے۔ وہاں دو کاریں موجود تھیں۔ عمران ان کاروں کی طرف بڑھا تو ایک کار میں سے ایک مقامی آدمی نکل کر عمران کی طرف بڑھا۔

''رالف نے مجھے بھیجا ہے عمران صاحب''...... آنے والے نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو''...... عمران نے کہا تو وہ سب کاروں میں بیٹھ گئے اور چند لمحوں بعد دونوں کاریں ایئرپورٹ کی حدود سے نکل کر شہری حدود میں داخل ہو گئیں۔

''کوئی کار کی نگرانی تو نہیں کر رہا''...... عمران نے ساتھ بیٹھے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ کے سائیڈ والی سیٹ پر موجود تھا۔

''نہیں جناب۔ ہم نے باقاعدہ کے ایف ایکس بھی دونوں کاروں میں نصب کئے ہوئے ہیں''...... ڈرائیور نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گئے۔ عمران چیک کر چکا تھا کہ دونوں کاریں دانستہ مختلف راستوں سے گزر رہی تھیں تاکہ نگرانی کو

چیک کیا جا سکے لیکن کالونی میں آنے کا مطلب تھا کہ چیکنگ او کے ہے۔ تھوڑی دیر بعد کاریں ایک کوٹھی کے جہازی سائز کے پھاٹک کے سامنے رک گئیں۔ پہلی کار کے ڈرائیور نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک باوردی آدمی باہر آ گیا۔

''فلپ پھاٹک کھولو''...... ڈرائیور نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... فلپ نے جواب دیا اور تیزی سے واپس چھوٹے پھاٹک میں چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جہازی سائز کا پھاٹک جس تیزی سے کھلا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ پھاٹک کھولنے اور بند کرنے کے لئے باقاعدہ مشینری نصب کی گئی ہے تاکہ پھاٹک کھولنے میں وقت ضائع نہ ہو۔ پھاٹک کھلتے ہی دونوں کاریں اندر گئیں اور پورچ میں موجود نئے ماڈل کی دو کاروں کے ساتھ جا کر دونوں کاریں رک گئیں تو عمران اور اس کے ساتھی نیچے اتر آئے۔ پہلی کار کا ڈرائیور کار سے باہر آ گیا تھا جبکہ دوسری کار کا ڈرائیور اندر ہی بیٹھا ہوا تھا۔

''اب ہمیں اجازت دیجئے جناب۔ آپ جس وقت چاہیں رالف کو فون کر کے کام بتا سکتے ہیں''...... اس آدمی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''......عمران نے پوچھا۔

''جی میرا نام برینڈی ہے۔ میں یہاں رالف کا نمبر ٹو ہوں''۔

برینڈی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آؤ اندر۔ میں نے دو چار باتیں پوچھنی ہیں تم سے''۔ عمران نے کہا۔

''یس سر''...... برینڈی نے کہا اور پھر وہ مڑ کر دوسری کار کے ڈرائیور کے پاس گیا اور اس سے بات کر کے واپس پلٹ آیا اور دوسری کار سٹارٹ ہو کر مڑی اور پھاٹک کے سامنے پہنچ گئی۔ پھاٹک دوبارہ کھولا گیا اور کار باہر چلی گئی تو پھاٹک آٹومیٹک انداز میں بند ہو گیا۔

''آیئے جناب''...... برینڈی نے مڑ کر عمران سے کہا۔ عمران کے ساتھی پہلے ہی اندر جا چکے تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں جسے سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا بیٹھے ہوئے تھے اور زور شور سے باتوں کا سلسلہ جاری تھا کہ عمران اور اس کے پیچھے برینڈی کے اندر داخل ہونے کی وجہ سے سب خاموش ہو کر ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''بیٹھو''...... عمران نے ایک خالی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے برینڈی سے کہا اور خود بھی ساتھ پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''جی صاحب حکم''...... برینڈی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''کس کو اطلاع ملی تھی کہ یہاں ہمارے خلاف کوئی کارروائی

ہونے والی ہے اور کیسے اطلاع ملی“...... عمران نے برینڈی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب۔ باس رالف یہاں پاکیشیا کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس بارے میں تقریباً تمام ایسے معاملات سے تعلق رکھنے والے افراد کو علم ہے لیکن انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ باس رالف کا پیشہ انڈر ورلڈ کی معلومات فروخت کرنا ہے اور اس کے لئے باس کا ایک بڑا گروپ ہے جو یہاں کی انڈر ورلڈ کے بڑے لوگوں کے فون اور آفسز میں ہونے والی گفتگو خفیہ اور جدید ترین مشینری سے سنتا اور ٹیپ کرتا رہتا ہے۔ اس میں جو معلومات قابل فروخت ہوتی ہیں انہیں علیحدہ کر لیا جاتا ہے اور باقی عام باتوں کو واش کر دیا جاتا ہے۔ یہاں انڈر ورلڈ میں ایک انتہائی خطرناک گروپ ہے جس کا باس گیری ہے اور گیری پہلے کسی سرکاری تنظیم کا فیلڈ ایجنٹ تھا لیکن اس کی اپنے باس سے نہ بنی تو گیری استعفیٰ دے کر علیحدہ ہو گیا۔ اس نے انڈر ورلڈ میں اپنا گروپ بنا لیا جسے گیری گروپ کہا جاتا ہے۔ اس گروپ میں تمام کے تمام جرائم پیشہ افراد ہیں۔ اس گیری کی ایک کال بھی ٹیپ ہو گئی جس میں وہ وکٹر سے بات کر رہا تھا۔ یہ وکٹر اطالیہ کی کسی سپیشل سروسز گروپ میں شامل ہے اور ایک خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ اس کی ساتھی عورت مارگریٹ ہے جو وکٹر کی نائب بھی ہے اور دوست بھی۔ وہ دونوں اکٹھے ہی کام کرتے ہیں اور اطالیہ کے حق میں جتنے بھی مشنز انہیں دیئے گئے

ہیں وہ ان سب میں ہمیشہ کامیاب رہے ہیں۔ یہ وکٹر، گیری سے براہِ راست فون پر بات کر رہا تھا۔ اس کال کے ذریعے یہ بات سامنے آئی کہ وکٹر نے گیری کو ٹاسک دیا ہے کہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ایئر پورٹ پر چیک کرنا ہے اور پھر آپ جس رہائش گاہ پر پہنچیں گے وہاں گیری بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرے گا اور سب کو بے ہوش کرنے کے بعد آپ سب کو ہلاک کر دے گا۔ یہ اطلاع ملنے پر باس رالف نے چیف کو رپورٹ دی۔ چیف نے انہیں احکامات دیئے اور راستہ بالکل نیا اختیار کرنے کا حکم دیا جس کے بعد باس نے کریو وے کے سٹاف کو بھاری معاوضہ دے کر نئے راستے سے آپ کو باہر لایا گیا جہاں انہوں نے مجھے بھیجا کیونکہ باس سے گیری اور اس کے سب آدمی بخوبی واقف ہیں۔ جبکہ پاکیشیا سے سیکنڈ پائلٹ کو ہائر کرنے کی بھی اطلاع تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے نگرانی کو چیک کرنے والی جدید ترین ایجاد بھی استعمال کی جب پوری طرح تسلی ہو گئی کہ نگرانی نہیں ہو رہی تو ہم یہاں آ گئے۔ یہ آدمی فلپ یہیں رہے گا۔ آپ اس پر مکمل اعتماد کر سکتے ہیں۔ باس رالف کا خصوصی فون نمبر یہاں کے ٹیلیفون پر چسپاں کر دیا گیا ہے“...... برینڈی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اس گیری کا آفس یا اڈہ کہاں ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”یہاں کا ایک معروف کلب ہے ریڈ ڈریگون۔ گیری اس کا مالک اور جنرل مینجر ہے۔ اس کی رہائش بھی اس کلب کی چوتھی

منزل پر ہے۔ کلب بدمعاشوں اور جرائم پیشہ افراد کا گڑھ سمجھا جاتا ہے“...... برینڈی نے جواب دیا۔

”اور وکٹر اور مارگریٹ کا آفس کہاں ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے“...... عمران نے کہا۔

”نو سر۔ میرا پہلے کبھی ان لوگوں سے واسطہ نہیں پڑا“۔ برینڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس گیری کو تو علم ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں ضرور۔ لیکن وہ بہت سخت مزاج آدمی ہے۔ وہ آپ کو نہیں بتائے گا“...... برینڈی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ رالف کا میری طرف سے شکریہ ادا کر دینا۔ وہ واقعی سمجھ دار ہے کہ اس نے مجھ سے براہِ راست کوئی رابطہ کرنے کی بجائے تمہارے ذریعے تفصیلات بتائی ہیں ورنہ کال چیک بھی ہو سکتی تھی“...... عمران نے کہا تو برینڈی نے اٹھ کر اسے سلام کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

”اب ہم نے اس گیری پر ریڈ کرنا ہے“...... برینڈی کے کمرے سے باہر جاتے ہی جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ یہ بھی ضروری ہے ورنہ اس گیری نے ہمارا یہاں سے باہر نکلنا ہی دوبھر کر دینا ہے لیکن ہماری اولین ترجیح ماسٹر لیبارٹری ہے جو کہ یہاں سے کچھ فاصلے پر کارڈ آئی لینڈ میں ہے۔ کارڈ آئی لینڈ پر قبضہ کرانس حکومت کا ہے اور کرانس کا فوجی اڈہ بھی اس

جزیرے پر ہے اور کہا جاتا ہے کہ لیبارٹری بھی وہیں ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ ماسٹر لیبارٹری کا کیا مطلب ہے۔ یہ نام کسی ٹپ پر رکھا گیا ہو گا“...... صفدر نے اچانک کہا تو عمران بھی بے اختیار چونک پڑا۔

”سنا گیا ہے کہ ایسی چار لیبارٹریاں بنائی گئی ہیں۔ یہ لیبارٹری جہاں ہمارا فارمولا موجود ہے نمبر ون ہے۔ اس کا پورا نام ہے ماسٹر لیبارٹری ون ہے۔ اس طرح باقی تین بھی ہوں گی“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ اس لیبارٹری کا حفاظتی انتظام اس انداز میں قائم کیا گیا ہو گا جس کی وجہ سے کوئی اس لیبارٹری کو بریک نہ کر سکے گا اس لئے اسے ماسٹر لیبارٹری کہا گیا ہے“...... صفدر نے کہا۔

”صفدر کی بات درست ہو سکتی ہے لیکن اس کا علم تو ایک ہی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم وہاں ریڈ کریں۔ اس کے بعد معلوم ہو گا کہ جسے ماسٹر لیبارٹری کہا جاتا ہے وہ ماسٹر ہے بھی سہی یا نہیں“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر دو گروپ بنا لیں۔ ایک گروپ گیری اور اس کے آدمیوں کا خاتمہ کرے۔ وکٹر اور مارگریٹ کا خاتمہ بھی کیا جائے تاکہ مشن کی کامیابی میں کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہو سکے۔ دوسرا گروپ ماسٹر لیبارٹری پر ریڈ کرے اور وہاں سے اپنا فارمولا بھی لے آئے

اور پاکیشیائی سائنسدانوں کی ہلاکت کے انتقام میں ماسٹر لیبارٹری میں موجود تمام سائنسدانوں کا خاتمہ کر دیا جائے''...... صفدر نے کہا۔

''اس طرح ہماری طاقت دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ہمیں پہلے راستے کی رکاوٹیں دور کرنی ہیں۔ لیبارٹری کہیں بھاگی نہیں جا رہی اس لئے پہلے گیری اور اس کے آدمیوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ پھر آگے بڑھیں گے''...... عمران نے کہا تو سب نے اس کی تائید کر دی۔

گیری لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا۔ وہ اس وقت اپنے کلب کے آفس میں بیٹھا گھونٹ گھونٹ کر کے سامنے موجود گلاس سے شراب پی رہا تھا لیکن وہ ساتھ رکھے فون کو بار بار اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی فون کال کا شدت سے انتظار ہو۔ کبھی وہ سامنے دیوار پر موجود کلاک کو دیکھتا اور پھر فون کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ اس کی بے چینی کی وجہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہونے والی کارروائی کے بارے میں جاننا تھا۔ اس کے گروپ کے چار انتہائی تجربہ کار آدمی عمران اور اس کے ساتھیوں خصوصاً عمران کے خاتمہ کے لئے پبلک لاؤنج سے باہر بڑے پورشن میں موجود تھے جبکہ دو آدمی اس نے وی آئی پی گیٹ پر تعینات کر رکھے تھے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انہیں ڈاج دینے کے لئے عمران اور اس کے ساتھی وی آئی پی گیٹ سے بھی نکل سکتے ہیں۔ کلاک کے مطابق تو اب تک اس جہاز کو لینڈ کر جانا چاہئے تھا جس میں پاکیشیائی ایجنٹ

آ رہے تھے اور گیری کے آدمیوں کے لئے باقی کارروائی صرف چند منٹس کی تھی۔ وہ ہونٹ بھینچے بیٹھا سامنے رکھے شراب کے خالی گلاس کو اس طرح غور سے دیکھ رہا تھا جیسے خالی گلاس کوئی عجوبہ ہو لیکن وہ ذہنی طور پر ائیرپورٹ پر تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی انتہائی تجربہ کار اور ہوشیار لوگ ہیں لیکن اپنی کامیابی کی اسے امید اس لئے تھی کہ وہ گیری یا اس کے آدمیوں کے بارے میں تو کچھ نہیں جانتے تھے اس لئے اچانک چلنے والی گولیاں ان کا خاتمہ کرسکتی ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گیری کو یوں محسوس ہوا جیسے ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ اس نے اس قدر تیزی سے رسیور اٹھایا جیسے ایک لمحے کی بھی دیر ہوگئی تو قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

”یس“...... گیری نے تیز لہجے میں کہا۔

”انتھونی بول رہا ہوں باس“...... دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ۔ میں کتنی دیر سے تمہاری رپورٹ کا انتظار کر رہا ہوں“...... گیری نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس۔ یہ لوگ یا تو سرے سے اس فلائٹ کے ذریعے آئے ہی نہیں یا پھر راستے میں ٹارسن ائیرپورٹ پر ڈراپ ہو گئے ہیں“۔ انتھونی نے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ میں سمجھا نہیں“...... گیری کا ذہن واقعی

انتھونی کی بات سن کر کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومنے لگ گیا تھا۔

”باس۔ ہم نے نہ صرف پبلک لاؤنج بلکہ وی آئی پی راستے پر اپنے آدمیوں کے ساتھ چیکنگ کی بلکہ ہم نے دونوں جگہوں پر میک اپ چیک کرنے والے خصوصی کیمرے بھی لگا دیئے تھے تاکہ معاملات کنفرم ہوتے رہیں۔ مطلوبہ فلائٹ آئی، اس کے تمام مسافر ہمارے اور میک اپ چیک کرنے والے کیمروں کے سامنے سے گزرے لیکن ہمارے مطلوبہ افراد اب تک پبلک لاؤنج میں نہیں آئے۔ جب اس فلائٹ کے تمام مسافر گزر گئے تو ہم نے اندر جا کر چیکنگ کی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ سائیڈ پر رک گئے ہوں تاکہ ہم جب ناامید ہوکر واپس چلے جائیں تو وہ کراس کر جائیں مگر ایسا کوئی مسافر وہاں موجود نہ تھا۔ وی آئی پی گیٹ کی طرف سے اس فلائٹ کا کوئی مسافر نہیں گزرا“...... انتھونی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تو وہ سب کہاں گئے۔ کیا وہ جن بھوت تھے یا ان کے پاس سلیمانی ٹوپیاں تھیں۔ بولو۔ کہاں گئے وہ“...... اس بار گیری نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ انتھونی کی رپورٹ سن کر اس کا گھومتا ہوا ذہن مزید گھومنے لگ گیا تھا۔

”ہم نے اپنے طور پر تمام چیکنگ کر لی ہے باس۔ اب آپ جیسے حکم دیں“...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اپنے ساتھیوں سمیت وہیں رکو۔ میں ابھی دوبارہ کال کرتا

ہوں''...... گیری نے ایک خیال کے تحت کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس باس۔ راک بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''راک۔ تمہارا ایئرپورٹ اور ایئرفلائٹس سے بہت گہرا اور پرانا تعلق رہا ہے۔ ایک ایسا کام ایئرپورٹ پر ہوا ہے کہ ہمیں سمجھ ہی نہیں آ رہی''...... گیری نے الجھے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''کون سا کام باس۔ آپ ذرا تفصیل بتا دیں''...... راک نے کہا اور گیری نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے فلائٹ پر آنے اور ان کے خاتمے کے لئے انتھونی اور اس کے ساتھیوں کی تعیناتی سے لے کر انتھونی کی کال تک پوری تفصیل بتا دی۔

''اب تم مجھے بتاؤ کہ کیا ایئرپورٹ پر پبلک لاؤنج اور وی آئی پی راستوں کے علاوہ بھی کوئی ایسا راستہ ہے کہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں سے گزرا جا سکے''...... گیری نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے باس۔ ان دو راستوں کے علاوہ تیسرا راستہ تو موجود ہی نہیں ہے۔ ارے ہاں۔ اوہ واقعی ایسا ہو سکتا ہے باس۔ بہرحال ممکن ہے''...... راک نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا تو گیری بھی چونک پڑا۔

''کیا کہہ رہے ہو راک''...... گیری نے کہا۔

''ایک اور راستہ اچانک میرے ذہن میں آیا ہے۔ گو وہ پبلک کے لئے راستہ نہیں ہے لیکن بہرحال راستہ تو ہے۔ وہ راستہ جہاں سے جہاز کا عملہ گزرتا ہے''...... راک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہاں سے کوئی پبلک کا آدمی تو نہیں گزر سکتا ہو گا''۔ گیری نے کہا۔

''یس باس۔ آپ مجھے دس منٹ دیں۔ وہاں میرا ایک اپنا آدمی موجود ہے۔ میں ابھی کنفرم کر لیتا ہوں''......راک نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کنفرم کر کے مجھے بتاؤ۔ جلدی''...... گیری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''حیرت ہے۔ یہ کس طرح کے لوگ ہیں''...... گیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گیری نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... گیری ے کہا۔

''راک بول رہا ہوں باس۔ میرا اندازہ درست نکلا ہے باس۔ یہ لوگ جن کی تعداد چھ تھی۔ چار مرد اور دو عورتیں۔ جن میں سے ایک عورت سوئس نژاد تھی جبکہ باقی افراد ایشیائی تھے، کریو گیٹ سے نکل گئے ہیں۔ کریو گیٹ پر انہیں اس لئے نہیں روکا گیا کہ سب نے ازخود ان کے اطمینان کو دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ وہ کسی پائلٹ کے مہمان ہیں جب وہ چلے گئے تو پھر معلوم ہوا کہ وہ کسی کے مہمان نہ

تھے بلکہ پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ کے مسافر تھے''...... راک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ انہیں نہ صرف اس راستے کا علم تھا بلکہ وہ یہاں سے نکل کر صحیح سلامت بھی رہے اور ہم صرف ان کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔ اوکے''...... گیری نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس باس۔ انتھونی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے انتھونی کی آواز سنائی دی۔

''واپس آ جاؤ۔ میں نے کنفرم کر لیا ہے۔ یہ لوگ کریو وے سے نکل گئے ہیں''...... گیری نے کہا۔

''کریو وے۔ وہ کون سا راستہ ہے باس''...... انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو گیری نے راک کے حوالے سے تمام بات چیت دوہرا دی۔

''ایسا پہلی بار ہوا ہے باس۔ ہمارے تو تصور میں بھی یہ راستہ نہ تھا۔ بہرحال اب کیا حکم ہے''...... انتھونی نے کہا۔

''تم شہر میں آ کر جیگر سے بات کرو۔ وہ تمہیں شہر میں تمہاری ڈیوٹی بتائے گا۔ اب تمہیں ان لوگوں کو شہر میں تلاش کرنا ہو گا''۔ گیری نے کہا اور ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس باس۔ جیگر بول رہا ہوں باس''...... رابطہ ہوتے ہی

دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جیگر۔ ایئرپورٹ والا منصوبہ ناکام ہو گیا ہے۔ وہ لوگ کریو وے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اب ہم نے انہیں یہاں تلاش کرنا ہے۔ انتھونی تم سے رابطہ کرے گا اس کی ڈیوٹی بڑے ہوٹلوں پر لگا دینا اور تم نے ان پراپرٹی ڈیلروں سے رابطہ کرنا ہے جو رہائش گاہیں اور کاریں سیاحوں کو دیتے ہیں۔ یہ لوگ کسی ہوٹل میں یا کسی کوٹھی میں ہی رہائش پذیر ہوں گے اور انہیں بہرحال ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے''...... گیری نے کہا۔

''باس ان کا ٹارگٹ کیا ہے''...... جیگر نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ ہم نے صرف ان ایجنٹوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے بس''...... گیری نے کہا۔

''اوکے باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... جیگر نے کہا اور گیری نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گیری نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ گیری بول رہا ہوں''...... گیری نے کہا۔

''وکٹر بول رہا ہوں گیری۔ کیا ہوا کام کا''...... وکٹر نے کہا تو گیری نے پوری تفصیل بتا دی۔

''مطلب یہ کہ تم ناکام رہے ہو۔ پھر اب کیا کرنا ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''ابھی وہ شہر میں ہیں کہیں چلے نہیں گئے۔ ہم انہیں بہرحال ٹریس کر کے ختم کر دیں گے''...... گیری نے سخت لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کوشش جاری رکھو۔ مجھے فوری رپورٹ دینا''۔ وکٹر نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا تو گیری نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''یہ لوگ بچ کر کہاں جا سکتے ہیں''...... گیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور میز کی دراز کھول کر اس میں موجود شراب کی ایک چھوٹی بوتل نکال کر اس نے اس کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کو منہ سے لگا لیا۔

''کیا ہوا۔ بہت پریشان دکھائی دے رہے ہو''...... مارگریٹ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی میز کی دوسری طرف بیٹھے وکٹر کو دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔

''گیری بھی انہیں چیک کرنے میں ناکام رہا ہے''...... وکٹر نے جواب دیا۔

''وہ کیسے۔ وہ تو بہت تیز اور ہوشیار آدمی ہے''...... مارگریٹ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے چونک کر کہا تو وکٹر نے وہ ساری بات مارگریٹ کو بتا دی جو گیری نے اسے بتائی تھی۔

''کریو وے۔ حیرت ہے۔ اس راستے کا تو ہمارے ذہن میں بھی آج تک خیال نہیں آیا''...... مارگریٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی بات بتاتی ہے کہ یہ لوگ خطرناک اگر مشہور ہیں تو یہ لوگ ہیں بھی بہت ہوشیار اور ذہین''...... وکٹر نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''تو پھر تم نے کیا پلاننگ کی ہے یا صرف گیری پر ہی انحصار کر کے بیٹھے رہو گے''...... مارگریٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کرنا چاہئے''...... وکٹر نے کہا تو مارگریٹ بے اختیار ہنس پڑی۔

''اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم پر ان لوگوں کا نفسیاتی خوف طاری ہو گیا ہے ورنہ تم ان سے کہیں زیادہ کامیاب ایجنٹ ہو''...... مارگریٹ نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ واقعی مجھ پر خواہ مخواہ کا رعب پڑ گیا ہے ان کی کارکردگی کا۔ اوکے ڈن۔ اب ہم خود آگے بڑھیں گے''۔ وکٹر نے ایک ہاتھ کا مکا بنا کر اپنے دوسرے ہاتھ پر مارتے ہوئے کہا تو مارگریٹ کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''اب سوچو کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور اس پر عمل شروع کر دو''......مارگریٹ نے کہا۔

''تم بتاؤ۔ آج کا دن تمہارا ہے''......وکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارگریٹ بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

''تمہارا شکریہ۔ جہاں تک میرا خیال ہے ہمیں یہاں شہر میں کوئی کارروائی کرنے کی بجائے وہاں لیبارٹری میں موجود ہونا چاہئے۔ اس کی سیکورٹی ہمارے تحت ہو۔ اگر عمران اور اس کے

ساتھی یہاں شہر میں مارے جائیں تو ٹھیک ورنہ وہ بہرحال ماسٹر لیبارٹری میں پہنچیں گے۔ اس طرح ہم ان کا خاتمہ آسانی سے کر سکتے ہیں''...... مارگریٹ نے کہا۔

''لیبارٹری کی سیکورٹی۔ کیا کہہ رہی ہو۔ تو کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ماسٹر لیبارٹری کہا ہی اسے جاتا ہے جس کی سیکورٹی کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی''...... وکٹر نے کہا تو مارگریٹ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی لیبارٹری کی سیکورٹی نہ ہو''...... مارگریٹ نے کہا تو وکٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہیں اس بارے میں علم نہیں ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ یورپی ممالک نے مل کر چار لیبارٹریاں قائم کی ہیں۔ ایسی لیبارٹریاں جو ہر لحاظ سے محفوظ ہوں اس لئے انہیں ماسٹر لیبارٹری کا نام دیا گیا ہے اور چونکہ یہ ایسی پہلی لیبارٹری ہے اس لئے اسے ماسٹر لیبارٹری ون کہا جاتا ہے اور یہ بحیرہ اونین میں ایک ایسے جزیرے پر ہے جسے کارڈ آئی لینڈ کہا جاتا ہے۔ اس جزیرے پر قبضہ کرانس کا ہے۔ بہت پہلے سے وہ اس پر قابض چلے آ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ اطالیہ کے قریب ہے لیکن یورپی ممالک نے ایک دوسرے کے قبضوں کو تسلیم کر لیا تو اطالیہ نے بھی اس جزیرے پر کرانس کا قبضہ تسلیم کر لیا۔ اس جزیرے پر ماسٹر لیبارٹری قائم کر دی گئی اور ایک سائنسدان نے ایک ماہر تعمیرات سے مل کر اس کو سیکورٹی پروف بنا

دیا ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''یہی تو پوچھ رہی ہوں کہ کیسے''...... مارگریٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

''وہ اس طرح کہ اس لیبارٹری کے گرد ایسی ریز مستقل طور پر رہتی ہیں جنہیں کوئی ذی روح یا بے جان چیز کوئی کراس نہیں کر سکتی۔ ان ریز میں راستہ بنایا جا سکتا ہے لیکن یہ راستہ اندر سے بن سکتا ہے باہر سے کسی طرح بھی نہیں اس لئے لیبارٹری انچارج چاہے گا تو راستہ کھول کر کسی کو باہر سے اندر بلایا جا سکتا ہے یا اندر سے باہر کسی کو بھیجا جا سکتا ہے۔ ان ریز کی موجودگی میں اس لیبارٹری پر تباہ کن میزائل فائر کر دو یا ایٹم بم مار دو۔ اس لیبارٹری پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور اگر اس جزیرے کو مکمل طور پر تباہ بھی کر دیا جائے تب بھی لیبارٹری پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ بروقت ضرورت لیبارٹری کو سمندر کی گہرائی میں بنے ہوئے ایک ڈھانچے میں فٹ کر دیا جاتا ہے اور جب چاہو اسے اوپر لے آؤ اور جب چاہو اسے نیچے لے جاؤ۔ دوسرے لفظوں میں پورا جزیرہ تباہ ہوسکتا ہے لیکن ماسٹر لیبارٹری تباہ نہیں ہوسکتی اس لئے اس کی سیکورٹی کی کوئی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی''...... وکٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اگر سب ایسا ہے جیسے تم بتا رہے ہو تو پھر اعلیٰ حکام کو پریشانی کس بات کی ہے کیونکہ چیف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی وجہ سے

پریشان ہے۔ جانے دیں انہیں وہاں۔ جب وہ کسی صورت نہ لیبارٹری کے اندر جا سکیں گے اور نہ ہی اسے تباہ کر سکیں گے تو پھر پریشانی کس بات کی''...... مارگریٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اصل میں چیف اور تمام اعلیٰ حکام پاکیشیا سیکرٹ سروس کی وجہ سے پریشان ہیں۔ یہ سروس وہ کچھ کر دکھاتی ہے جس کا کسی نے تصور بھی نہیں کیا ہوتا۔ جیسے تم اب گیری کا حشر دیکھ لو۔ اس کے آدمی پبلک لاؤنج اور وی آئی پی گیٹ پر پہرہ دیتے رہ گئے جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اطمینان سے کریو وے سے باہر نکل گئی''۔ وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ چیف اور اعلیٰ حکام اس لئے پریشان ہیں کہ ماسٹر لیبارٹری کی حفاظت کا تمام تر انحصار ان ریز پر ہے جس نے لیبارٹری کو اپنے اندر محفوظ کیا ہوا ہے۔ انہیں خطرہ ہے عمران سے جو خود بھی سائنسدان ہے اس لئے وہ ان ریز کی اصلیت اور ماہیت کو سمجھ کر ان کا اینٹی نہ تیار کر لے۔ اس طرح لیبارٹری مکمل طور پر ان پر اوپن ہو جائے گی''...... مارگریٹ نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ ان ریز کا کوئی اینٹی اس لئے نہیں بن سکتا کہ یہ ریز غیر ارضی شہاب ثاقب سے پہلی بار دستیاب ہوئی ہیں پھر ان کی ماہیت اور کمیت پر ریز پر اتھارٹی سائنسدانوں نے آٹھ سال تک کام کیا ہے اور پھر وہ ان ریز کو لیبارٹری میں تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن محدود طور پر۔ ان سے چار

لیبارٹریوں کو تحفظ دیا جا سکا ہے۔ چونکہ یہ ریز غیر ارضی ہیں اس لئے تمام ریز سائنسدانوں کے مطابق ان کا اینٹی نہیں بن سکتا اور نہ ہی ان ریز کو کسی بھی طرح ختم یا محدود کیا جا سکتا ہے“...... وکٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے کب یہ معلومات اکٹھی کی ہیں۔ لگتا ہے جیسے تم نے ہی ان ریز کو دریافت کیا ہو“...... مارگریٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو وکٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہیں یاد نہیں ڈاکٹر زیلف سے ہماری ملاقات ہوئی تھی اور ڈاکٹر زیلف نے ہمیں اپنے گھر مدعو کیا تھا۔ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لئے تم نہ جا سکیں اور میں اکیلا چلا گیا تھا۔ ڈاکٹر زیلف ریز پر اتھارٹی ہیں۔ وہاں ان ریز کا تذکرہ شروع ہو گیا اور یہ تمام تفصیل انہوں نے مجھے بتائی تھی“...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان ریز کا نام کیا رکھا گیا ہے“...... مارگریٹ نے پوچھا۔

”ناش ریز۔ ناش اس سائنسدان کا نام تھا جس نے اسے شہاب ثاقب سے دریافت کیا تھا ڈاکٹر ناش نیلسن۔ وہ اب بھی حیات ہیں لیکن بہت بوڑھے ہو چکے ہیں۔ اس لئے گریٹ لینڈ میں اپنے آبائی گھر میں ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں“۔ وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب مشن کا کیا کرنا ہے۔ ایسی صورت میں تو میرا مشورہ

احمقانہ ہے۔ جب لیبارٹری اس انداز میں محفوظ ہے تو پھر وہاں کے بارے میں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر ہمیں یہاں خود کام کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا چاہئے“...... مارگریٹ نے کہا۔

”جبکہ میرا خیال ہے کہ چیف سے بات کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہے پھر وہ جو حکم دیں اس پر عمل کیا جائے“...... وکٹر نے کہا تو مارگریٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وکٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ کرنل جیکسن بول رہا ہوں“...... رابطہ ہوتے ہی چیف کی آواز سنائی دی۔

”وکٹر بول رہا ہوں سیکشن آفس سے۔ مارگریٹ بھی میرے ساتھ موجود ہے“...... وکٹر نے کہا۔

”تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔ کیوں۔ وجہ“...... چیف کا لہجہ خاصا سخت اور جارحانہ تھا۔

”میں نے آپ کو رپورٹ دینی تھی کہ گیری اور اس کا گروپ ائیرپورٹ پر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دے گا لیکن ایسا نہیں ہو سکا“...... وکٹر نے کہا۔

”کیوں نہیں ہو سکا“...... چیف نے سخت لہجے میں پوچھا تو وکٹر نے گیری سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

''ویری بیڈ۔ یہ واقعی نیا راستہ ہے۔ مجھے بھی آج تک اس کا خیال نہیں آیا۔ بہرحال اب ان کی کیا پوزیشن ہے۔ کیا انہیں ٹریس کیا جا رہا ہے یا نہیں''...... چیف نے کہا۔

''گیری اور اس کا گروپ پورے شہر میں ان کو ٹریس کر رہا ہے۔ اس کا نیٹ ورک اتنا وسیع ہے کہ یہ لوگ آخر کار اس کے ہاتھ آ جائیں گے۔ ویسے میرا سیکشن بھی انہیں ٹریس کر رہا ہے''۔ وکٹر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے اب کس لئے فون کیا ہے''...... چیف نے پوچھا تو وکٹر نے مارگریٹ سے ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

''تمہاری معلومات درست ہیں لیکن مجھے معلوم ہے کہ عمران نے صرف باتیں سن کر وہاں جانے سے نہیں رکنا۔ وہ خود ان ریز کو چیک کرے گا اور سب سے زیادہ خطرہ اسی سے ہے کہ وہ اکثر ایسے کام کر لیتا ہے جنہیں ناممکن کہا جاتا ہے اس لئے یورپی ممالک کو یہ خطرہ ہے کہ عمران کسی بھی عام سے ٹوٹکے سے ناش ریز کا خاتمہ نہ کر دے۔ اس لئے اسے ہر صورت میں کارڈ آئی لینڈ پہنچنے نہ دیا جائے اور اگر وہ وہاں پہنچ جائے تو وہاں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا جائے''...... چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو باس۔ یہ سب کچھ صرف اندازوں اور امکانات کو ذہن میں رکھ کر کیا جا رہا ہے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''ایسا ہی سمجھ لو۔ اصل ٹارگٹ عمران ہے۔ اس کا خاتمہ ہو گا تو ہم سب محفوظ ہو جائیں گے''...... چیف نے کہا۔

''ہمارے بارے میں کیا حکم ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''تم دونوں اپنے سیکشن سمیت کارڈ آئی لینڈ شفٹ ہو جاؤ۔ تمہارے اور تمہارے آدمیوں کے لئے کرانس فوجیوں سے ایک پورشن خالی کرا لیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ چیک پوسٹوں پر موجود عملہ بھی تمہیں ہر قسم کی اطلاع دینے کا پابند ہو گا۔ اب جب تک عمران اور اس کے ساتھی ہلاک نہیں ہو جاتے تمہیں وہاں رہنا ہو گا اور اگر عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہاں کسی بھی طرح پہنچ گیا تو تم نے ان سب کا خاتمہ کرنا ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... وکٹر نے کہا۔

''وہاں تم نے کرنل نیلسن سے ملاقات کرنی ہے۔ انہیں کرانس حکومت کی طرف سے احکامات دیئے گئے ہیں کہ جب تک تم وہاں رہو گے کرنل نیلسن تمہارے ماتحت کام کرے گا''...... چیف نے کہا۔

''یس سر''...... وکٹر نے ایک بار پھر مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو وکٹر نے رسیور رکھ دیا۔

''میرا خیال ہے کہ تم وہاں چلے جاؤ۔ وہاں تم نے فارغ ہی رہنا ہے۔ میں یہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کروں

گی''...... مارگریٹ نے کہا تو وکٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم ہنس کیوں رہے ہوں''...... مارگریٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ عمران اور اس کے ساتھی سب سے زیادہ ہماری تلاش میں ہوں گے۔ ضروری نہیں کہ عمران کو لیبارٹری کے بارے میں علم ہو۔ وہ ہمارے خلاف انتقامی کارروائی کرنے آ گیا ہو کیونکہ ہم ان کے اعلیٰ سائنسدانوں کو ہلاک کر کے وہاں سے فارمولا لے آئے ہیں''...... وکٹر نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہاں کی بجائے وہاں کارڈ آئی لینڈ میں مقابلہ بہتر رہے گا۔ پھر کب چلو گے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''زیادہ سے زیادہ دو روز بعد''...... وکٹر نے جواب دیا اور مارگریٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔ اس گروپ پر جس کی انچارج جولیا کو بنایا گیا تھا گیری اور اس کے نیٹ ورک کو ختم کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی تھی جبکہ عمران، صالحہ اور صفدر تینوں نے کارڈ آئی لینڈ کو چیک کرنا تھا تاکہ گیری اور اس کے نیٹ ورک کو ختم کرنے کے بعد وہ پوری توجہ ماسٹر لیبارٹری پر مرکوز رکھ سکیں۔ جولیا کو انچارج بنانے پر تنویر نے تو معمولی سا احتجاج کیا لیکن پھر جولیا کی ناراضگی کے خوف سے بات تسلیم کر لی اور اب یہ تینوں ریڈ ڈریگون کلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جس کا گیری مالک اور جنرل مینجر تھا۔ اس کی رہائش بھی اسی کلب کی چوتھی منزل پر تھی اور یہ پوری منزل ہی گیری اور اس کے مخصوص مہمانوں کے لئے ریزور تھی۔

''گیری کے خاتمے کی سمجھ تو آتی ہے لیکن اس کے نیٹ ورک کو

ہم کیسے ختم کریں''...... عقبی سیٹ پر موجود کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس کے دو چار بڑے ممبروں کا خاتمہ کر کے''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہم قاتل مشین بن کر رہ جائیں گے''۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ میرے خیال میں تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہمیں اس کے دو تین بڑے بدمعاشوں کا بھی ساتھ ہی خاتمہ کرنا ہو گا ورنہ گیری کے ہٹ ہونے کے بعد کوئی دوسرا گیری کی سیٹ سنبھال لے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''گیری اپنے گروپ کا مین آدمی ہے۔ وہ سابقہ ایجنٹ بھی رہا ہے۔ صرف بدمعاش یا جرائم پیشہ نہیں ہے۔ اس کے ہٹنے کے بعد لازماً اس کا گروپ انتشار کا شکار ہو کر رہ جائے گا اور ہم نے بقیہ ساری عمر یہاں تو بسر نہیں کرنی۔ جب تک یہ گروپ دوبارہ فعال ہو گا تب تک ہم لیبارٹری مشن مکمل کر کے واپس بھی جا چکے ہوں گے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ بھی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ میرے خیال میں وہاں پہنچ کر جو ماحول ہمیں ملے گا اس کے مطابق فیصلہ کرنا ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہم نے اس گیری تک پہنچنا ہے اس لئے وہاں داخل ہوتے ہی ہم نے خواہ مخواہ کا بہانہ بنا کر طاقت کا مظاہرہ نہیں کرنا''۔ جولیا

نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ نے یہ بات شاید تنویر کے لئے کی ہے لیکن تنویر اگر طاقت کا مظاہرہ کرتا ہے تو اسے نبھانا بھی جانتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ بدمعاش اور جرائم پیشہ لوگ صرف طاقت کی زبان جانتے ہیں''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری باتیں ٹھیک ہیں لیکن بے جا طاقت کا استعمال الٹا نقصان بھی دے سکتا ہے اس لئے ہمیں موقع محل دیکھ کر ہی اسے سامنے لانا چاہئے''...... جولیا نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ریڈ ڈریگون نامی کلب آ گیا۔ تنویر نے کار موڑی اور سائیڈ پر موجود پارکنگ میں لا کر اس نے اسے روک دیا۔ پارکنگ خاصی وسیع و عریض تھی اور وہاں کاروں کی تعداد اس قدر تھی کہ رنگ برنگی کاروں کا میلہ لگا ہوا تھا۔ پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر تنویر نے جیب میں ڈالا اور پھر مڑ کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل اس کے ساتھ تھے۔

''میں بات کروں گی''...... جولیا نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ تنویر خاموش رہا۔ مین گیٹ پر کوئی دربان نہ تھا اس لئے وہ تینوں ہال میں داخل ہوئے تو وہاں اس قدر شور شرابا تھا کہ شاید اتنا شور مچھلی منڈی میں بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اونچی آواز میں لوگ بول رہے تھے، ہنس رہے تھے، میزیں بجا رہے تھے

اور اس کے ساتھ ساتھ اخلاقیات سے مبرا انداز میں ایک دوسرے کو اشارے کر رہے تھے۔ یہ سب اپنے انداز سے ہی انڈر ورلڈ کے جرائم پیشہ افراد دکھائی دے رہے تھے اور شاید یہی وجہ تھی کہ جیسے ہی جولیا مین گیٹ کو کراس کر کے ہال میں داخل ہوئی تو سب کی نظریں جیسے اس پر جم کر رہ گئیں اور شور مچاتے ہوئے لوگ یکلخت اس طرح خاموش ہو گئے جیسے انہوں نے نہ بولنے کی قسم کھا لی ہو۔ پھر ہال میں سیٹیاں بجنے لگیں لیکن سوائے سیٹیاں مارنے کے اور کوئی حرکت کسی نے نہ کی۔ شاید جولیا کے پیچھے چلتے ہوئے تنویر اور کیپٹن شکیل کے قدوقامت، ان کا انداز اور مشین پسٹلوں پر رکھے ان کے ہاتھ دیکھنے کے بعد کسی نے اٹھ کر جولیا کی طرف بڑھنے کی حرکت اور ہمت نہ کی تھی جبکہ جولیا اس انداز میں کاؤنٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جیسے وہ لوگوں سے بھرے ہال سے گزرنے کی بجائے کسی خالی راستے پر چل رہی ہو۔ جولیا، کیپٹن شکیل اور تنویر ایکریمیز میک اپ میں تھے۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ کاؤنٹر پر پہنچے تو ہال میں موجود افراد دوبارہ اپنی باتوں میں لگ گئے۔ کاؤنٹر پر پہلوان نما تین غنڈے مخصوص یونیفارم پہنے کھڑے انہیں کاؤنٹر کی طرف آتے بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

''یس میڈم''...... ایک کاؤنٹر مین نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ گو اس نے اپنے لہجے کو نرم اور مؤدبانہ بنانے کی کوشش کی تھی لیکن لہجے میں موجود اکھڑ پن نمایاں تھا۔

''ہمارا تعلق ایکریمیا کی ریاست اپالو کے جے آر گروپ سے ہے۔ ہم نے ماسٹر گیری سے ملاقات کرنی ہے ڈرگ نمبر ون کے سلسلے میں۔ ہو سکتا ہے کہ ماسٹر گیری کو اس ڈیل سے لاکھوں ڈالرز کا فائدہ ہو''...... جولیا نے تحکمانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''سوری میڈم۔ ماسٹر گیری کسی سے اشتراک کے ساتھ بزنس نہیں کرتے۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں خود کرتے ہیں''...... اس آدمی نے دوٹوک جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ماسٹر گیری کو تمام پیش کشیں تمہارے ذریعے ہوتی ہیں کہ تم نے ماسٹر گیری سے بات کئے بغیر ہمیں اس طرح کا جواب دے دیا ہے''...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری میڈم۔ ماسٹر کے مستقل احکامات ہیں جن کو ہمیں پورا کرنا ہوتا ہے''...... اس کاؤنٹر مین نے کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... جولیا نے پوچھا۔

''میرا نام ہارڈی ہے''...... کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

''ماسٹر گیری کو فون ملاؤ اور رسیور مجھے دو''...... جولیا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اس کلب کی مالکہ ہو اور اپنے ادنیٰ ملازم کو احکامات دے رہی ہو۔ اس کے لہجے میں کچھ ایسا اثر تھا کہ ہارڈی نے کسی نفسیاتی معمول کے مطابق رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کئے اور رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔ فون اس ہارڈی کے سامنے کاؤنٹر پر پڑا تھا۔ جولیا نے ایک ہاتھ میں رسیور لیا اور دوسرے

ہاتھ سے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو'' ...... دوسری طرف سے چیخ کر بولا جا رہا تھا۔

''میرا نام ڈیسی ہے۔ میرے ساتھ میرے دو ساتھی ہی مارشل اور مائیکل۔ ہمارا تعلق ایکریمیا کی ریاست اپالو کے جے آر گروپ سے ہے۔ تم سے ڈرگ بزنس پر بات کرنی ہے۔ اس میں تمہیں پچاس لاکھ ڈالرز کا فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن تمہارا یہ کاؤنٹر مین ہارڈی ہماری تم سے بات کرانے پر تیار نہ تھا اس لئے مجھے اسے حکم دینا پڑا اور سنو۔ ہمیں بتا دو کہ تم بات کرنے پر تیار ہو یا نہیں۔ دوسری صورت میں یہ پچاس لاکھ ڈالرز تمہارے مخالف کے اکاؤنٹ میں شامل ہو جائیں گے اور اپنے مخالف کے بارے میں تم خود بہتر سمجھ سکتے ہو'' ...... جولیا نے اسی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا جس لہجے میں اس نے ہارڈی کو حکم دیا تھا۔

''فون ہارڈی کو دیں'' ...... دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا تو جولیا نے رسیور ہارڈی کے ہاتھ میں دے دیا۔

''یس باس'' ...... ہارڈی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ان تینوں کو میرے سپیشل آفس پہنچا دو اور سنو۔ انہیں کوئی شکایت نہیں ہونی چاہئے'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس باس'' ...... ہارڈی نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے پر اس نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ

یا اور ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر کی بیرونی سائیڈ پر کھڑے ایک جوان کو بلایا۔

''انہیں انتہائی احترام کے ساتھ باس کے سپیشل آفس میں پہنچا ؤ'' ...... ہارڈی نے کہا۔

''یس میڈم۔ آیئے'' ...... اس نوجوان نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ سپیشل آفس کیا ہے'' ...... جولیا نے ہارڈی سے کہا۔

''خصوصی افراد سے باس وہیں ملا کرتا ہے'' ...... ہارڈی نے رے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور جولیا اثبات میں ر ہلاتی ہوئی رہنمائی کرنے والے نوجوان کے پیچھے چل ی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلب کی تیسری منزل پر واقع ایک انتہائی اندار انداز میں سجائے گئے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے لیکن تینوں نظریں اس آفس کا مخصوص انداز میں جائزہ لے رہی تھیں۔

''آپ کیا پینا پسند کریں گے'' ...... اس نوجوان نے جولیا اور کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ماسٹر گیری کے آنے کے بعد منگوائیں گے'' ...... جولیا نے کہا۔

''یس میڈم'' ...... نوجوان نے کہا اور خاموشی سے سر جھکائے س سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازہ کھلا اور ایک میانے قد لیکن ورزشی اور مضبوط جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ کے چہرے پر سختی اور سفاکی کے تاثرات جیسے ثبت نظر آ رہے

تھے۔ اس کے اندر آنے پر جولیا نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا تو تنویر اور کیپٹن شکیل بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''تشریف رکھیں''...... ماسٹر گیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے اس طرح کے استقبال پر اس کے سخت چہرے پر نرمی کا تاثر ابھر آیا تھا۔

''میرا نام گیری ہے''...... آنے والے نے ریوالونگ چیئر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کے نام بتا چکی ہوں۔ دوبارہ دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بتائیں کہ آپ کا ڈرگ بزنس کیسا جا رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کون ہیں کیونکہ جے آر نے تو آپ کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا ہے''...... ماسٹر گیری نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''اچھا مذاق ہے۔ اٹھائیں فون اور ملائیں میرے سامنے۔ پھر خود ہی بات کر لیں''...... جولیا نے بڑے اعتماد میں کہا تو گیری بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

''بہت خوب۔ آپ کو واقعی بات کرنے کا فن آتا ہے۔ اوکے۔ بتائیں کہ آپ کیا آفر لے کر آئی ہیں اور پورے شہر میں آپ نے صرف میرا ہی انتخاب کیوں کیا ہے''...... گیری نے کہا۔

''یہاں بات نہیں ہو سکتی۔ ہمیں بات کرنے کے لئے کھلی فضا

کی ضرورت ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کیوں''...... گیری نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ یہاں ایسے آلات یقیناً موجود ہوں گے جو ہماری تصاویر بنا رہے ہوں گے اور ہماری گفتگو بھی ریکارڈ ہو رہی ہو گی جبکہ ہم ایسا نہیں چاہتے''...... جولیا نے تو گیری چند لمحے خاموش بیٹھا جولیا کو اس طرح دیکھتا رہا جیسے جولیا کے آر پار دیکھ رہا ہو۔

''اوکے''...... گیری نے کہا اور اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر کے اس نے رسیور اس طرح واپس رکھ دیا جیسے فون کرنے کا موڈ ختم ہو گیا ہو لیکن دوسرے لمحے یکلخت کمرہ سرخ رنگ میں نہا سا گیا اور اس کے ساتھ ہی جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پورے جسم سے خون ختم ہو گیا ہو۔ اس کا ذہن کیمرے کے شٹر کی طرح بند ہو گیا تھا۔ پھر جس طرح تاریک فضا میں جگنو کے اڑنے سے بار بار روشنی چمکتی ہے اس طرح جولیا کے تاریک ذہن پر روشنی کے نقطے ابھرنے اور چمکنے لگے لیکن نقطوں کے ابھرنے کی رفتار میں تیزی آتی جا رہی تھی اور پھر یکلخت جیسے کوئی بم پھٹتا ہے اس طرح جولیا کے ذہن میں دھماکہ ہوا اور ایک بار پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب سا گیا لیکن پھر دوسرے لمحے ذہن یکلخت اس طرح روشن ہو گیا جیسے تاریک ہوا ہی نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی جولیا کا شعور بھی جاگ پڑا اور وہ یہ دیکھ کر حیران

رہ گئی کہ وہ اس آفس کی بجائے ایک بڑے کمرے میں دیوار کے قریب کرسی پر راڈز میں جکڑی ہوئی بیٹھی تھی۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا تو اس کے دائیں ہاتھ پر کیپٹن شکیل اور بائیں ہاتھ پر تنویر راڈز میں جکڑے ہوئے کرسیوں پر بیٹھے تھے جبکہ ایک لمبے قد کا آدمی تنویر کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا اور انجکشن لگا کر وہ مڑا اور کونے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سامنے رکھی ہوئی چار کرسیاں خالی تھیں۔ انجکشن لگانے والا آدمی الماری کو بند کر کے تیزی سے مڑا اور جولیا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتا ہوا کمرے کے اکلوتے دروازے کو کھول کر باہر چلا گیا اور دروازہ اس کے عقب میں بند ہو گیا۔ اسی لمحے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور جولیا سمجھ گئی کہ وہ ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہا ہے اس لئے وہ خاموش رہی۔ پھر جب تنویر پوری طرح ہوش میں آ گیا تو جولیا کی نظریں کیپٹن شکیل پر جم گئیں کیونکہ اب وہ ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہا تھا۔

''مارشل اور مائیکل۔ یہ گیری نے ہمارے ساتھ اس طرح کا سلوک کیوں کیا ہے۔ اب جے آر کو کیسے اطلاع دی جائے''۔ جولیا نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر بڑے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کیا ہے کہ ہم ضرورت سے زیادہ نرمی کا اظہار کر رہے تھے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ لوگ طاقت کی زبان سمجھتے ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ اب بھی

ایکریمین ہی تھا۔

''ماسٹر گیری کو ہمارے بارے میں شدید غلط فہمی ہو گئی ہے۔ کسی نے یقیناً اسے ہمارے بارے میں کوئی غلط خبر پہنچائی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس کا انداز ایجنٹوں جیسا ہے عام بدمعاشوں جیسا نہیں ہے۔ اس کی غلط فہمی ہمیں بہرحال دور کرنی پڑے گی''...... کیپٹن شکیل نے بھی ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو اب کیا کریں۔ کیسے دور ہو گی یہ غلطی فہمی''...... جولیا نے کہا۔

''تم سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو۔ میں خود ہی ماسٹر گیری کو منا لوں گا اور اس کی غلط فہمی بھی دور ہو جائے گی''...... تنویر نے کہا تو جولیا اور کیپٹن شکیل دونوں چونک کر تنویر کو دیکھنے لگے کیونکہ جس انداز میں وہ گفتگو کر رہا تھا اس کا یہی مطلب نکلتا تھا کہ تنویر، ماسٹر گیری کے خلاف کسی بھی لمحے حرکت میں آ سکتا ہے۔ اسے جولیا کی رضامندی کی ضرورت تھی اور اس کا یہ مطلب بھی نکلتا تھا کہ وہ اپنے گرد موجود راڈز ہٹانے کا بھی کوئی بندوبست کر چکا ہے لیکن بظاہر ایسا نظر نہ آ رہا تھا لیکن اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ماسٹر گیری اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو لمبے تڑنگے دیو زاد جسم کے مالک اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں جبکہ بیلٹس کے ساتھ انہوں نے کوڑے بھی لٹکائے ہوئے تھے۔ دونوں ہی سر سے مکمل طور پر گنجے تھے اور

قدوقامت، جسامت اور ایک جیسی شکلوں کی وجہ سے دونوں جڑواں بھائی لگتے تھے البتہ ایک کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں جبکہ دوسرے نے صرف داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ وہ دونوں ماسٹر گیری کی کرسی کے پیچھے مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔ اسی لمحے ایک اور آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔

''آؤ بیٹھو جوزف''...... گیری نے آنے والے سے کہا تو وہ گیری کے ساتھ موجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مشین پسٹل اس نے اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا تھا۔

''تمہارے میک اپ واش نہیں ہوئے حالانکہ جدید ترین میک اپ واشر استعمال کیا گیا ہے۔ میرے خیال کے مطابق تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو اور تمہیں کہیں سے اطلاع مل گئی کہ میرے آدمی تمہیں ہلاک کرنے کے درپے ہیں تو تم میرے کلب میں پہنچ گئے۔ گو تم نے وہاں کوئی الٹا کام نہیں کیا لیکن پھر بھی تمہارے مجھ سے ملنے پر اصرار نے مجھے چونکا دیا اور چونکہ تم بہت تجربہ کار ایجنٹ ہو اس لئے میں نے تمہیں ایک فول پروف ریز کے ذریعے بے ہوش کیا اور یہاں شہر سے ہٹ کر ایک زرعی فارم میں بنے ہوئے پوائنٹ پر لایا گیا پھر تمہیں انجکشن لگا کر ہوش میں لایا گیا۔ میں تمہارے ہوش میں آنے پر تمہاری آپس میں ہونے والی گفتگو بھی جس زبان میں تم نے بات کی وہ سب میں سننا چاہتا تھا۔ اس کا انتظام اس پوائنٹ پر موجود ہے لیکن مجھے بہرحال مایوسی ہوئی کیونکہ تم نے ہوش میں

آتے ہی ایکریمین لہجے میں اور زبان میں بات کی اور اس طرح کی باتیں کیں جیسے تم قطعی بے گناہ ہو اور میں کسی غلط فہمی کی وجہ سے تم سے ایسا سلوک کر رہا ہوں لیکن تم نے پہلے جس ہوشیاری کا اظہار کیا کہ میرے سپیشل آفس میں بات کرنے سے انکار کر کے کھلی فضا میں بات کرنے کی بات کی تو میں کنفرم ہو گیا کہ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو اس لئے تمہیں یہاں لایا گیا تاکہ تمہارے میک اپ واش کئے جائیں اور پھر تم سے معلومات لے کر تمہارے باقی ساتھیوں کو پکڑ کر ان کا بھی خاتمہ کر دیا جائے اور میں سرخرو ہو جاؤں''۔ گیری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم نے میک اپ چیک کر لئے۔ اگر ہم میک اپ میں ہوتے تو یقیناً میک اپ واش ہو جاتے''...... جولیا نے کہا۔

''سوری۔ تم جو کوئی بھی ہو اب تمہیں ہلاک ہونا پڑے گا۔ میں تمہیں آزاد کر کے کوئی رسک لینے کے لئے تیار نہیں ہوں''۔ گیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھ بیٹھا ہوا آدمی جسے جوزف کہا گیا تھا وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''جوزف۔ میں واپس جا رہا ہوں۔ تم نے ان تینوں پر ہرگز رحم نہیں کرنا بلکہ ان کی اصلیت معلوم کرنی ہے اور پھر مجھے فون کر کے رپورٹ دے دینا''...... گیری نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم کیوں جا رہے ہو۔ ہم سے زیادہ تمہیں اور کون سا ضروری کام ہو سکتا ہے۔ کرسی پر بیٹھو۔ میں تمہیں اصلیت بتاتا ہوں''۔

اچانک تنویر نے انتہائی درشت لہجے میں کہا تو نہ صرف گیری بلکہ اس کے باقی ساتھی بھی اس طرح حیرت بھری نظروں سے تنویر کو دیکھنے لگے جیسے تنویر کی جگہ کوئی بھوت بیٹھا بول رہا ہو۔

''تم۔ تمہاری یہ جرأت''...... گیری نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اسی لمحے جوزف نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل گیری کے ہاتھ میں دینے کے لئے بڑھایا تو یکلخت کڑاک کڑاک کی آوازوں کے ساتھ ہی تنویر اس طرح اچھلا جیسے شہباز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے اور وہ مشین پسٹل جو جوزف گیری کو دے رہا تھا جھپٹ لیا اس نے ایک ہاتھ سے مشین پسٹل جھپٹا جبکہ دوسرا ہاتھ اس نے گیری کے سینے پر اس قوت سے مارا کہ گیری چیختا ہوا اچھل کر اپنے عقب میں موجود ان دو گنجوں سے جا ٹکرایا جو اپنے کاندھوں سے مشین گنیں اتار رہے تھے۔ گیری کا ٹکراؤ اس قدر زور دار اور اچانک تھا کہ وہ قوی ہیکل گنجے اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے اور پشت کے بل فرش پر جا گرے جبکہ گیری نے ان گنجوں پر گرتے ہی الٹی قلابازی کھائی اور ان کے سروں کے عقب میں جا کھڑا ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جوزف کے جسم میں گولیاں اترتی چلی گئیں۔ یہ فائرنگ تنویر نے اس مشین پسٹل سے کی تھی جو جوزف کے پاس تھا اور وہ پسٹل تنویر کے درشت انداز میں بولنے پر گیری کو دے رہا تھا تاکہ گیری اپنے ہاتھ سے تنویر اور اس کے ساتھیوں

کا خاتمہ کر سکے اس لئے قلابازی کھا کر سیدھا ہوتے ہی گیری نے جیب میں موجود ہاتھ کو تیزی سے باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا لیکن دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گیری کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل اڑتا ہوا دور جا گرا اس کے ساتھ ہی تنویر کا ہاتھ گھوما اور دونوں گنجے جو اب تیزی سے اٹھ رہے تھے سینوں پر گولیاں کھا کر چیختے ہوئے واپس نیچے جا گرے۔ اسی لمحے ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گیری کی دونوں ٹانگوں پر گولیاں پڑیں اور ایک ہاتھ کو جھٹک جھٹک کر اٹھنے کی کوشش کرنے والا گیری ٹانگوں پر گولیاں کھا کر چیختا ہوا واپس زمین پر جا گرا اور کچھ دیر تڑپنے کے بعد ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا جبکہ جوزف اور دونوں گنجے بھی ہلاک ہو چکے تھے۔ تنویر نے واقعی چوکھی لڑائی لڑی تھی۔

''گڈ شو تنویر''...... جولیا نے کہا اور پھر کیپٹن شکیل نے بھی اس کی تیزی، پھرتی اور مہارت کو خراج تحسین پیش کیا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''تم نے کیسے راڈز ہٹائے''...... جولیا نے کہا۔

''میری آخری کرسی تھی میں نے ٹانگ گھما کر چیک کیا تو عقبی طرف راڈز کو کھولنے یا بند کرنے کا بٹن موجود تھا۔ جب میں گیری کے خلاف درشت لہجے میں بولا تو میرا پیر اسی بٹن پر تھا۔ یہ فقرہ

میں نے اس لیئے کہا تھا کہ سب لوگ ذہنی طور پر افراتفری کا شکا
ہو جائیں اور مجھے ان سے نمٹنے کا موقع مل جائے اور ویسے ہ
ہوا"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جولیا اور کیپٹن
شکیل کی کرسیوں کے عقب میں جا کر بٹن پریس کئے تو وہ دونوں
راڈز سے آزاد ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں باہر دیکھتا ہوں۔ تم اس گیری کو چیک کرو"...... تنویر نے
کیپٹن شکیل سے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چل رہی ہوں"...... جولیا نے ایک
گنجے کی مشین گن اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کمرے سے
باہر چلے گئے جبکہ کیپٹن شکیل نے فرش پر بے ہوش پڑے گیری کے
سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو گیری نہ صرف بے ہوش تھا بلکہ زخموں
سے مسلسل خون بہنے کی وجہ سے کمزور ہوتا جا رہا تھا۔

"یہ لو میڈکل باکس"...... اسی لمحے جولیا نے واپس آتے ہوئے
کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا میڈیکل باکس تھا۔

"اوہ۔ اب یہ بچ جائے گا ورنہ اس کا ہوش میں آنا مشکل
تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا میڈیکل باکس کیپٹن شکیل کے
قریب رکھ کر واپس کمرے سے باہر چلی گئی جبکہ کیپٹن شکیل نے
میڈیکل باکس کھولا اور اس میں موجود پانی کی بوتل نکال کر اس
نے گیری کی دونوں ٹانگوں پر موجود زخموں کو پانی سے دھو کر ان
بینڈیج کی اور پھر اس نے گیری کو دو انجکشنز لگائے۔ پھر اس نے

ایک بار پھر گیری کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کی حالت چیک کی تو
اس نے اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ ہٹا لیا۔
گیری کی حالت اب خطرے سے باہر تھی۔ گیری کا ہاتھ بھی خاصا
زخمی تھا جس میں اس نے مشین پسٹل پکڑا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل نے
اس کی بھی بینڈیج کر دی اور پھر اسے اٹھا کر راڈز والی کرسی پر ڈال
کر اس نے کرسی کے عقب میں جا کر بٹن پریس کیا تو گیری کا جسم
راڈز میں جکڑ گیا۔ کیپٹن شکیل نے اب فرش پر الٹی سیدھی گری ہوئی
کرسیاں اٹھا کر واپس ان کی جگہوں پر رکھیں ہی تھیں کہ جولیا اور
تنویر اندر داخل ہوئے۔

"یہ زرعی فارم ہاؤس ہے۔ یہاں دور دور حد تک کوئی آبادی
نہیں اور تم نے تو باقاعدہ اس کی ڈریسنگ کر دی ہے۔ کیا پوچھنا
ہے اس سے"...... تنویر نے کہا۔

"اس گروپ کے دو تین اور بڑوں کے بارے میں تاکہ اس
گروپ کو منتشر کیا جا سکے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"او کے۔ میں باہر رکتا ہوں۔ کسی بھی وقت کوئی آ سکتا ہے"۔
تنویر نے کہا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ جولیا ایک
کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر کرسی پر پڑے
گیری کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد
گیری کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو کیپٹن شکیل

نے اپنے دونوں ہاتھ گیری کے چہرے سے ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر جولیا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد گیری نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف جھٹکا کھا کر رہ گیا لیکن اس کی آنکھوں میں ایک جھٹکے سے شعور کی چمک ابھر آئی تھی اور اس کی نظریں سامنے بیٹھے کیپٹن شکیل اور جولیا پر جمی ہوئی تھیں۔

''وہ۔ وہ آدمی خود بخود راڈز سے کیسے باہر آ گیا۔ یہ کیسے ہو گیا۔ کیا وہ انسان نہیں تھا''...... گیری نے اس انداز میں بات کرتے ہوئے کہا جیسے خود کلامی کر رہا ہو۔

''یہ راڈز کا سب سے پرانا ڈیزائن ہے اور جو بھی دونوں سائیڈوں کی آخری کرسیوں پر بیٹھا ہو وہ ٹانگیں موڑ کر آسانی سے بٹن پریس کر کے اپنے آپ کو راڈز سے رہائی دلا سکتا ہے۔ تم چونکہ کافی عرصہ پہلے فیلڈ ایجنٹ تھے اس لئے تمہیں معلوم ہی نہیں کہ اب تو یہ راڈز ریموٹ کنٹرول سے آپریٹ کئے جاتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو گیری نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تم نے یہاں پڑی ہوئی اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ لی ہوں گی۔ جوزف اور دونوں گنجے جس طرح لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں تم بھی اسی طرح اب تک لاش میں تبدیل ہو چکے ہوتے لیکن میرے ساتھی نے تمہیں زندہ رکھنے کے لئے تمہارے سینے پر

فائرنگ کرنے کی بجائے تمہاری ٹانگوں پر فائر کئے ہیں اور پھر تمہاری باقاعدہ ڈریسنگ کی گئی ہے تاکہ زیادہ خون بہنے کی وجہ سے تم ہلاک نہ ہو جاؤ''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اب تو تم بتا دو کہ تم دراصل کون ہو اور کیا چاہتے ہو''۔ گیری نے کہا۔

''تم کیسے فیلڈ ایجنٹ ہو۔ تمہیں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ تم سے لڑنے والے کس انداز میں لڑے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہو لیکن تمہارا میک اپ کیوں واش نہیں ہوا''...... گیری نے کہا۔

''میک اپ کا فن بہت آگے جا چکا ہے اس لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں ہمارے خلاف کس نے ہائر کیا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''سوری۔ میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ مجھ سے غلطی ہو گئی کہ میں تمہیں ہوش میں لے آیا اور میں اس غلطی کا خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار ہوں''...... گیری نے کہا۔

''او کے۔ پھر ہم جا رہے ہیں۔ یہاں موجود تمام افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ اگر اپنے آپ کو ان راڈز سے آزاد کرا سکتے ہو تو کرا لو ورنہ تمہاری موت تمہارے اپنے لئے انتہائی عبرت ناک ہو گی''۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا بھی

خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''ہمیشہ کے لئے گڈ بائی''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

''اسے گولی مار دو۔ اس کے حق میں بہتر رہے گا ورنہ بغیر پانی اور کھانے کے اس کی موت کا تصور بھی لرزہ خیز ہے''...... جولیا نے کہا۔

''گولی مارنی ہوتی تو اس کی بینڈیج کیوں کرتے اگر یہ ایسی موت مرنا چاہتا ہے تو اس کا ذمہ دار یہ خود ہے''...... کیپٹن شکیل نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سنو سنو۔ واپس آ جاؤ۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں لیکن میرے ساتھ ایک وعدہ کرو کہ جاتے ہوئے مجھے گولی مار دینا۔ میں نے مرنا تو ہے لیکن میں واقعی ایسی عبرت ناک موت نہیں مرنا چاہتا''...... گیری نے کہا۔

''تمہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہیں سپیشل سروسز کے سپر سیکشن کے ایجنٹ وکٹر نے ہمارے خلاف ہائر کیا ہے۔ وہ خود تو چھپ کر بیٹھ گیا ہے اور تمہیں دولت کا لالچ دے کر اس نے آگ میں جھونک دیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو گیری کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تم یہ سب کچھ جانتے ہو۔ پھر تم میرے پاس کیوں آئے تھے''...... گیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم تمہیں منع کرنا چاہتے تھے کہ تم درمیان سے ہٹ جاؤ۔ تمہارا ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے ورنہ ہم تمہیں ہلاک کر کے تمہارے گروپ کا چارج تمہارے گروپ کے کسی اور آدمی کو دے دیں گے۔ تمہارا کوئی نائب تو ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ تم مجھے ایک موقع دو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اور میرا گروپ تمہارے راستے میں نہیں آئے گا''...... گیری نے کہا۔

''تمہارے گروپ میں تمہارے اسسٹنٹ کتنے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''دو ہیں۔ ایک انتھونی اور دوسرا جیگر''...... گیری نے جواب دیا۔

''میں فون تمہارے کان سے لگاتا ہوں۔ تم ان دونوں کو میرے سامنے کہہ دو کہ اب انہیں ہمارے خلاف کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہارا ہمارا معاہدہ ہو گیا ہے پھر ہم تمہیں آزاد کر کے یہاں سے چلیں جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اگر تم کہو تو میں ان دونوں کو یہاں کال کر سکتا ہوں''۔ گیری نے کہا تو کیپٹن شکیل اس کی آنکھوں میں ابھر آنے والی چمک دیکھ کر دل ہی دل میں ہنس پڑا کیونکہ وہ اس چمک کا مطلب سمجھتا تھا۔ گیری نے یہی سوچا تھا کہ ان دونوں کے آنے سے پاکیشائی ایجنٹوں پر دباؤ پڑے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ ان دونوں کے ساتھ مل کر ان کا خاتمہ بھی کر سکے۔

''انہیں یہاں پہنچنے میں بہت وقت لگے گا اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ ہم تمہیں ہلاک کرنا چاہیں تو ہمیں کون روک سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ میں تمہیں حلف دوں''...... کیپٹن شکیل نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے کراؤ میری بات انتھونی سے''...... گیری نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نمبر بتاؤ''...... کیپٹن شکیل نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا تو گیری نے نمبر بتا دیا۔ کیپٹن شکیل نے نمبر پریس کئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے اس نے رسیور گیری کے کان سے لگا دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ پوائنٹ ون''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''گیری بول رہا ہوں۔ انتھونی کہاں ہے۔ اس سے بات کراؤ''...... گیری نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''چیف۔ باس انتھونی، جیگر کے ساتھ پوائنٹ فور پر گئے ہیں۔ انہیں جوزف سے کوئی اہم بات کرنی تھی لیکن جوزف کال کا جواب نہیں دے رہا تھا اس لئے وہ خود وہاں گئے ہیں۔ اب تک تو وہاں پہنچنے والے ہوں گے۔ آپ وہاں جوزف صاحب کے فون پر ان سے بات کر سکتے ہیں''...... فون اٹینڈ کرنے والے نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

''اچھا۔ ٹھیک ہے''...... گیری نے کہا تو کیپٹن شکیل نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''پوائنٹ فور یہی ہے''...... کیپٹن شکیل نے گیری سے پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہے''...... گیری نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم سے بات کرنے والے نے جوزف کا نام لیا ہے اوز جوزف کی لاش یہاں موجود ہے۔ وہ اپنے آفس میں آنے والی کال کیسے سن سکتا تھا''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

''تم واقعی ہم سے بہت آگے ہو۔ میں مان گیا ہوں تمہیں اور وکٹر جو اپنے آپ کو سپر ایجنٹ سمجھتا ہے وہ تمہارے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا''...... گیری نے کہا۔

''اب اسے ختم کرو۔ بہت طویل ہو گیا ہے یہ ڈرامہ''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ فیصلہ تنویر کرے گا۔ آؤ باہر''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور وہ دونوں ہی کمرے سے باہر آ گئے۔ تنویر پھاٹک کے قریب موجود تھا۔ جولیا نے اسے ہاتھ کے اشارے سے بلایا تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جولیا اور کیپٹن شکیل کی طرف آ گیا۔

''کیا ہوا ہے''...... تنویر نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''گیری کے دو مین اسسٹنٹ انتھونی اور جیگر یہاں آ رہے ہیں۔ ہم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے آخر میں اس گیری کو ہلاک کر

کے ہم نکل جائیں گے۔ اس طرح ہمارا ٹارگٹ مکمل ہو جائے گا“۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں ازخود یہاں آئیں۔ کیوں آ رہے ہیں۔ کیا انہیں گیری نے کال کیا ہے“...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس پوائنٹ فور کا انچارج جوزف تھا۔ جوزف سے انتھونی نے فون پر بات کرنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے جوزف تو ہلاک ہو چکا تھا اس لئے انتھونی اور جیگر اس سے ملنے کے لئے خود یہاں پہنچ رہے ہیں“...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ۔ یہ تو قدرت کی طرف سے ہماری امداد ہے“۔ تنویر نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو جولیا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اوکے۔ آنے والوں کو میں سنبھال لوں گا۔ تم اس گیری کا خاتمہ کر دو“...... تنویر نے کہا۔

”پہلے ان کا خاتمہ ہو جائے۔ آخر میں اس گیری کو بھی ختم کرنا ہی پڑے گا“...... جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز

ماسٹر لیبارٹری

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران، سائیڈ سیٹ پر صالحہ اور عقبی سیٹ پر صفدر موجود تھے۔ تینوں نے مقامی میک اپ کر رکھے تھے۔

''عمران صاحب۔ کیا کارڈ آئی لینڈ کے قریب عام آدمی کو جانے دیا جاتا ہے یا نہیں''...... صفدر نے کہا۔

''یہ تو گھاٹ پر پہنچ کر ہی معلوم ہو گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو آپ نے پہلے چکر نہیں لگایا''...... صفدر نے کہا۔

''باہر سے چکر لگا کر گیا تھا۔ وہاں چاروں طرف اونچی مچانیں بنی ہوئی ہیں جہاں سے سمندر میں دور دور تک مسلسل چیکنگ کی جاتی ہے۔ پورے جزیرے پر ایک بڑی عمارت کرانس ائیر فورس کی ہے جبکہ ساتھ ہی زیر زمین لیبارٹری ہے جس کے گرد بھی چار دیواری ہے۔ لیبارٹری میں آنے جانے کا راستہ کرانس ائیر سپاٹ

سے جاتا ہے۔ عقبی طرف کسی کو جانے نہیں دیا جاتا۔ اگر کوئی بھول کر بھی وہاں پہنچ جائے تو مچانوں سے فائرنگ کر کے اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ کسی بحری جہاز، موٹر بوٹ یا کشتی کو اس جزیرے کے قریب نہیں آنے دیا جاتا۔ اسے میزائلوں سے اڑا دیا جاتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''آپ نے یہ سب کچھ کیسے معلوم کر لیا ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ بات تمہارے چیف کے یہاں نمائندے رالف نے بتائی ہے اور ساتھ ہی یہ ٹپ بھی دی ہے کہ گھاٹ پر رہنے والا ایک بوڑھا آدمی جس کا نام ڈیوڈ ہے اور اسے عام طور پر اولڈ ماسٹر کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی پوری زندگی سمندر میں کسی نہ کسی انداز سے وابستہ رہ کر گزری ہے اور اولڈ ماسٹر آخری عمر میں اس جزیرے پر موجود کرانس افراد کے لئے شراب اور خوراک کی سپلائی لے کر جانے والی موٹر بوٹ کا انچارج تھا۔ وہاں کرانسیوں سے اس کے اچھے تعلقات بن گئے تھے اور وہ شراب اور خوراک کے ساتھ ساتھ وہاں رہنے والے کی دوست لڑکیوں کو بھی خاموشی سے ساتھ لے جا کر پہنچا دیا کرتا تھا اور چونکہ لڑکیوں کا وہاں رہنا کرانس فورس میں سنگین جرم تھا اس لئے وہ ایک دو روز تک وہاں رہتیں اور پھر واپس چلی جاتی تھیں اور انہیں واپس لے جانے کے لئے اولڈ ماسٹر کو بھی وہاں رہنا پڑتا تھا۔ اس طرح وہ اس جزیرے کو طویل عرصے سے

اچھی طرح سمجھتا ہے۔ اب اولڈ ماسٹر یہ دھندہ چھوڑ کر گھاٹ پر ایک ہوٹل راڈش کا مالک اور جنرل مینجر بن گیا ہے۔ گو ہوٹل چھوٹا ہے لیکن اولڈ ماسٹر نے کرانسیوں سے خصوصی تعلقات کی بنا پر جزیرے کی سپلائی خود لے لی ہے اور اس سپلائی کی آڑ میں وہ بہت کچھ کر رہا تھا''۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ایسا آدمی آپ کو کیا بتائے گا۔ اسے دولت کا لالچ تو نہیں دیا جا سکتا''...... صفدر نے کہا۔

''دولت کے علاوہ بھی ایسے بہت سے ذرائع ہیں جن کی مدد سے اس کی زبان کھلوائی جا سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اصل ذریعہ تو دولت ہی ہے''...... اس بار سائیڈ سیٹ پر بیٹھی صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن سماجی رتبہ، پسندیدہ عورت وغیرہ وغیرہ''...... عمران نے کہا تو صالحہ مسکرا کر خاموش ہو گئی۔

''تو اب ہم راڈش ہوٹل جا رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''نہ صرف جا رہے ہیں بلکہ پہنچ بھی گئے ہیں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار موڑ دی اور پھر ہوٹل کی دو منزلہ عمارت کے سامنے سے گزر کر اس نے سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں کار لے جا کر روک دی۔ وہاں کاروں کی تعداد خاصی کم تھی۔

''یہاں تو کاریں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس کا مطلب ہے

کہ ہوٹل کا بزنس اچھا نہیں ہے''...... صالحہ نے کار سے اتر کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ وقت نہیں ہے ہوٹل بزنس کا۔ اس وقت تو تمام لوگ اپنے اپنے دھندے میں مصروف ہوں گے۔ شام کو یہاں رش ہوتا ہے''۔ عمران نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کی ملاقات تو اولڈ ماسٹر سے طے ہو چکی ہو گی''...... صفدر نے کہا۔

''میں نے فون کیا تھا لیکن اولڈ ماسٹر باہر تھا اس لئے اس سے کوئی بات نہیں ہو سکی''...... عمران نے جواب دیا۔

''صفدر صاحب۔ آپ ہم سب میں سینئر ہیں لیکن آپ سوال بہت زیادہ کرتے ہیں۔ معمولی باتیں تو آدمی کو خود سوچ لینی چاہئیں''...... صالحہ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں سوال اس لئے کرتا ہوں تاکہ عمران صاحب سے سیکھا جا سکے۔ موجودہ دور میں جو ریسرچ ہوئی ہے کہ دوسروں سے سیکھنے کا درست طریقہ کیا ہے تو یہی نتیجہ نکالا گیا ہے کہ طالب علم کو اپنے ٹیچر سے مسلسل سوالات کرنے چاہئیں۔ جو طالب علم جتنے سوالات زیادہ کرے گا وہ اتنا ہی اپنے باقی ساتھیوں سے آگے بڑھ جائے گا''...... صفدر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب آپ عمران صاحب سے پوچھیں گے کہ وہ میری بات سن کر ہنسے کیوں تھے''...... صالحہ نے کہا۔

''جبکہ رونا چاہئے تھا''...... عمران نے فوراً ہی لقمہ دیا تو اس بار صالحہ بھی ہنس پڑی۔

''عمران صاحب اس لئے ہنسے تھے کہ چلو صالحہ بولی تو سہی''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ تینوں باتیں کرتے ہوئے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ مین گیٹ پر کوئی دربان موجود نہ تھا اور اندر ہال کمرے میں بھی چند افراد ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک سائیڈ پر کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے تین مقامی لڑکیاں موجود تھیں۔ عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ کاؤنٹر کی طرف بڑھتا گیا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... ایک لڑکی نے عمران کے قریب پہنچنے پر کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''اولڈ ماسٹر اپنے آفس میں پہنچ گیا ہے یا نہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف اپنے آفس میں ہی ہیں''...... لڑکی نے جواب دیا۔

''تو فون کا رسیور اٹھاؤ اور آفس کا نمبر پریس کر کے اولڈ ماسٹر سے کہو کہ ایک لاکھ ڈالرز خود چل کر تمہارے پاس پہنچ رہے ہیں''...... عمران نے کہا تو نہ صرف وہ لڑکی جو انہیں ڈیل کر رہی تھی بے اختیار چونک پڑی بلکہ کاؤنٹر کے پیچھے موجود باقی دو لڑکیاں بھی چونک پڑی تھیں۔ شاید ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران اس طرح کی بات کرے گا۔

''ایک لاکھ ڈالرز۔ کس سلسلے میں جناب''...... لڑکی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''ہمارا تعلق ایکریمیا کے رسالے سے ہے۔ اولڈ ماسٹر کی پوری زندگی جدوجہد میں گزری ہے۔ ہم اس جدو جہد کی کہانی اپنے رسالے میں شائع کرنا چاہتے ہیں اور رائلٹی کے طور پر ایک لاکھ ڈالرز بھی پیش کریں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کون سا رسالہ ہے جناب''...... لڑکی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بزنس آئی کون''...... عمران نے جواب دیا تو لڑکی کے چہرے پر مزید مسرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بزنس کی دنیا میں یہ رسالہ بے حد اہمیت رکھتا ہے۔ لڑکی نے رسیور اٹھا کر دو نمبر پریس کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا کیونکہ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز عمران اور اس کے ساتھیوں کو بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

''یس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ آواز میں لرزش بتا رہی تھی کہ بولنے والے کی عمر کافی ہے۔

''کاؤنٹر سے ریگی بول رہی ہوں چیف باس''...... لڑکی نے کہا اور پھر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد سے لے کر فون کرنے تک ہونے والی بات چیت دوہراتے ہوئے اس نے ملاقات کے لئے وقت دینے کی بات کر دی۔

''یہ تو بڑا معروف رسالہ ہے۔ اس کی نظریں مجھ پر کیسے پڑ گئیں۔ بہرحال بھیج دو انہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو لڑکی نے رسیور رکھ دیا اور سائیڈ پر موجود ایک نوجوان کو بلا لیا۔

''مارٹر۔ انہیں چیف باس کے آفس تک پہنچا آؤ''...... لڑکی نے اس نوجوان سے کہا۔

''آیئے جناب''...... نوجوان مارٹر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جناب۔ کیا پورے ہوٹل کی تصاویر بھی رسالے میں شائع ہوں گی''...... لڑکی نے مسرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اور کچھ شائع ہو یا نہ ہو آپ تینوں کی تصاویر ضرور شائع ہوں گی''...... عمران نے کہا اور مارٹر نامی لڑکے کی طرف مڑ گیا۔ مڑتے ہوئے اس نے تینوں لڑکیوں کے چہروں پر ابھر آنے والی مسرت کے تاثرات بخوبی دیکھ لئے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ ایک آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک دبلا پتلا بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے آنے پر ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے عمران اور صفدر کے ساتھ مصافحہ کیا لیکن صالحہ ایک سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ چکی تھی اس لئے اولڈ ماسٹر اس کی طرف مڑا ضرور لیکن پھر گھوم کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میرا نام مائیکل ہے۔ یہ میرے ساتھی ہیں مسٹر مارشل اور یہ ہیں مس ماریہ۔ ہمارا تعلق بزنس آئی کون سے ہے''...... عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام تو ڈیوڈ ہے لیکن طویل عرصے سے مجھے اولڈ ماسٹر کہا جاتا ہے۔ آپ فرمایئے آپ کیا چاہتے ہیں''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی انتہائی زبردست جدو جہد میں گزاری ہے اور اس جدوجہد کے نتیجے میں آپ اب ایک ہوٹل کے مالک اور جنرل مینجر ہیں اس لئے بزنس آئی کون رسالے کے سرورق پر آپ کی تصویر شائع کرنا چاہتا ہے اور آپ کا انٹرویو اس رسالے میں شائع کرنا چاہتا ہے۔ آپ کو اگر معلوم نہ ہو تو میں بتا دوں کہ بزنس آئی کون رسالہ پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے اور آپ کا نام اور آپ کی جدوجہد سے پوری دنیا واقف ہو جائے گی اور یقیناً جو کام اور جو محنت آپ نے کی ہے اس کے تحت آپ قومی ہیرو بن جائیں گے اور صرف شہرت ہی نہیں ہم آپ کو رائلٹی کے طور پر ایک لاکھ ڈالرز بھی پیش کر رہے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کو میرے بارے میں کیسے اطلاع ملی''...... اولڈ ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ ہمارا کام ہے کہ ہم بزنس آئی کونز کو تلاش کرتے رہیں۔

اسی لئے تو بزنس آئی کون پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ تو مجھے شہرت دینے کے لئے آئے ہیں۔ میں نہ صرف آپ کا مشکور ہوں بلکہ آپ کا احسان مند بھی رہوں گا۔ آپ بتائیں کہ کب آپ نے انٹرویو لینا ہے اور کہاں لینا ہے''...... اولڈ ماسٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دو تین حصوں میں یہ انٹرویو ہو گا اور آپ کے ہوٹل کے کسی ایسے کمرے میں بیٹھ کر یہ کام ہو گا جہاں مداخلت نہ ہو''...... عمران نے کہا تو اولڈ ماسٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کانفرنس روم کی صفائی کر دی گئی ہے یا نہیں''...... اولڈ ماسٹر نے پوچھا۔

''وہ تو دو روز پہلے ہی کر دی گئی تھی البتہ اس کی روزانہ جھاڑ پونچھ بھی کی جاتی ہے۔ حکم فرمائیں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''میں نے کانفرنس روم میں اپنے مہمانوں سے طویل گفتگو کرنی ہے۔ وہاں زیادہ پھول رکھوا دیں تاکہ اندر کا ماحول خوشگوار رہے اور پھر مجھے اطلاع دو''...... اولڈ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے رسیور رکھ دیا۔ عمران کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''مجھے خوشی ہے کہ آپ فطرت سے اس قدر قریب ہیں۔ پھول رکھوانے کا کہہ کر آپ نے میرا دل جیت لیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مسٹر مائیکل۔ میں نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ بہت مشکل حالات میں گزارا ہے لیکن تب بھی مجھے پھولوں سے محبت تھی اور میں ایک پھول کم سے کم اپنے پاس ضرور رکھتا تھا اور اس پھول کی موجودگی، اس کے رنگ اور خوشبو مجھے جذباتی طور پر گرنے سے بچا لیتی تھی''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''آپ واقعی اچھے ذوق کے مالک ہیں۔ یہاں آفس میں بھی آپ نے یہ خوبصورت پھولوں کا گلدستہ رکھا ہوا ہے''...... عمران نے میز کے ایک کونے میں رکھے ہوئے خوبصورت پھولوں کے گلدستے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اولڈ ماسٹر نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے چیف''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ شکریہ''...... اولڈ ماسٹر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''آیئے جناب۔ کانفرنس روم میں اطمینان سے بات چیت ہو گی اور وہاں کوئی مداخلت بھی نہ ہو گی''...... اولڈ ماسٹر نے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی صفدر اور صالحہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ سب ایک درمیانے سائز کے کمرے میں موجود تھے۔ یہ واقعی اپنے ڈیزائن کے لحاظ سے کانفرنس روم لگتا تھا۔

''آپ کیا پینا پسند کریں گے''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''جب آپ کی اور ہماری بات چیت طے ہو جائے گی پھر پینے پلانے کی بات ہو گی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ جیسے آپ کہیں''...... اولڈ ماسٹر نے کہا اور پھر اس نے دروازے کو اندر سے بند کر کے اسے لاک کر دیا اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہاں۔ اب بتایئے کہ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''ہمیں بتایا گیا ہے کہ پہلے آپ کسی اور ہوٹل کی سپلائی کے ساتھ بطور ہیلپر کارڈ آئی لینڈ پر جاتے تھے۔ پھر آپ نے وہاں اپنے اخلاق اور اپنی خوبصورت گفتگو سے کرانس ایئر فورس کے وہاں موجود اعلیٰ حکام سے دوستی کر لی۔ کیا واقعی ایسا ہوا ہے۔ کیا آپ نے اس قدر محنت کی''...... عمران نے کہا تو اولڈ ماسٹر کے چہرے پر مسرت کی لہریں دوڑنے لگیں۔

''میں نے پوری زندگی محنت کی ہے۔ میں ابھی بچہ تھا کہ میرے والد فوت ہو گئے۔ بعد میں میری ماں نے دوسری شادی کر لی اور مجھے انہوں نے سرکاری بچہ گھر میں جمع کرا دیا۔ میں وہاں پرورش پاتا رہا۔ پھر جب میں نے سکول کی حد تک تعلیم مکمل کر لی تو مجھے وہاں سے باہر کی فضا میں بھیج دیا گیا کہ اب سب کچھ خود کرو چنانچہ میں ایک ہوٹل میں ویٹر بن گیا اور پھر میں ترقی کر کے سپروائزر بن گیا۔ یہ ہوٹل کارڈ آئی لینڈ پر موجود کرانس ایئر سپاٹ اور سائنسی لیبارٹریز میں شراب اور خوراک اور ضروریات زندگی کا سامان سپلائی کرتا تھا۔ میں بطور سپروائزر وہاں سپلائی کے ساتھ جاتا تھا۔ آہستہ آہستہ وہاں میرے دوست بنتے چلے گئے کیونکہ ہوٹل تو عام شراب سپلائی کرتا تھا لیکن میں نے انہیں ان کی پسند کی خصوصی شراب اور ایسا ہی دوسرا سامان از خود سپلائی کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح سے میری دوستی اور بڑھتی چلی گئی۔ کرانس ایئر سپاٹ کا انچارج کمانڈر نیلسن میرا دوست بن گیا۔ اسی طرح لیبارٹری انچارج ڈاکٹر کلارک بھی میرا دوست بن گیا کیونکہ وہ بھی ایک خصوصی طور پر تیار کردہ کاک ٹیل شراب پسند کرتا تھا اور یہ شراب میں اسے سپلائی کرتا تھا۔ اس طرح دس سال میں نے اس ہوٹل کی سپلائی وہاں بطور ملازم پہنچائی لیکن پھر کرنل نیلسن نے مجھے فائدہ پہنچانے کے لئے اس ہوٹل کے ساتھ یہ معاہدہ ختم کر کے میری ایک فرضی کمپنی ظاہر کر کے میرے ذریعے سپلائی منگوانا شروع کر دی۔ اس

طرح دیکھتے ہی دیکھتے میں امیر ہوتا چلا گیا۔ پھر سات سالوں بعد میں اس قابل ہو گیا کہ میں اپنا ہوٹل بنا سکوں اور پھر میں نے یہ ہوٹل خرید لیا اور اب اس کا جنرل مینجر اور مالک ہوں''...... اولڈ ماسٹر نے بڑے فخریہ طور پر اپنی جدوجہد بتائی۔

''بہت خوب۔ آپ نے واقعی محنت کی ہے۔ آپ بزنس آئی کون کے ٹائٹل پر چھپنے کے لائق ہیں اور آپ کی رائلٹی بھی ایک لاکھ ڈالرز سے بڑھ کر اب دس لاکھ ڈالرز ہو گی البتہ آپ کو میرے سوالوں کے جواب دینے ہوں گے تاکہ میں یہ معلوم کر سکوں کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ درست ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ ضرور سوال کریں''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''اولڈ ماسٹر۔ یہ بتائیں کہ یہ لیبارٹری کب کارڈ آئی لینڈ پر بنائی گئی تھی''...... عمران نے کہا۔

''دس بارہ سال تو ہو گئے ہیں اسے بنے ہوئے''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''سنا ہے کہ یہ لیبارٹری اس قدر محفوظ ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے سیکورٹی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کافی عرصہ پہلے مجھے بھی یہ خیال آیا تھا تو میں نے ڈاکٹر کلارک جو اس لیبارٹری کے انچارج ہیں، سے یہی سوال

کر دیا تو انہوں نے مجھے تفصیل بتائی جو میں آپ کو بتا دیتا ہوں''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''ہاں۔ ذرا تفصیل سے بتائیں''...... عمران نے کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ لیبارٹری آدھی زمین کے اندر ہے اور آدھی زمین سے اوپر۔ نہ مکمل زمین کے اوپر ہے اور نہ مکمل زمین کے اندر۔ ڈاکٹر کلارک نے بتایا کہ پہلے صرف اتنی عمارت تھی جتنی زمین کے اندر ہے لیکن یہ چھوٹی تھی اور اس کے ورکنگ ہال کم تھے پھر ناش ریز کی بنا پر دوسرا بلاک پہلی لیبارٹری کے اوپر بنایا گیا جو اب زمین سے باہر ہے۔ اب لیبارٹری خاصی وسیع اور بڑی ہوگئی ہے اور چونکہ یہ خصوصی طور پر ناش ریز کی وجہ سے محفوظ ہے اس لئے یہاں کسی سیکورٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اس پر ایٹم بم بھی مار دیں یا ہائیڈروجن بم۔ اس کا بال تک بیکا نہیں ہوگا''۔ اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''وہ کیوں اور یہ ناش ریز کیا ہیں جن کا ذکر آپ بار بار کر رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے پہلے معلوم نہ تھا۔ میں نے ڈاکٹر کلارک سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ کوئی غیر ارضی شہاب ثاقب ایک یورپی ملک میں گرا تھا۔ وہاں کے ایک ریز اتھارٹی سائنسدان ڈاکٹر نیلسن ناش نے اس شہاب ثاقب پر ریسرچ کی تو ایسی ریز سامنے آئیں جنہیں مانیٹر کر کے ایڈجسٹ تو کیا جاسکتا ہے لیکن اسے کسی صورت توڑا یا کاٹا نہیں

جا سکتا۔ پھر ڈاکٹر ناش نے ان غیر ارضی ریز کو لیبارٹری میں تیار کر لیا۔ یہ ایسا کام تھا جس پر ڈاکٹر ناش کو ملک کا سب سے بڑا ایوارڈ دیا گیا اور پھر سب سے پہلے ان ریز کو اس لیبارٹری میں استعمال کیا گیا۔ اب تو ڈاکٹر کلارک کہہ رہے تھے کہ چار لیبارٹریاں یورپی ممالک نے مشترکہ بنائی ہیں۔ یہ ماسٹر لیبارٹری ون ہے اور سب سے پرانی ہے۔ اس کے بعد تین اور بنائی گئی ہیں اور یہ سب کی سب کامیاب جا رہی ہیں۔ کوئی اجنبی کسی بھی طرح ان ریز کو کراس کر کے، توڑ یا کاٹ کر لیبارٹری کے اندر نہیں جا سکتا''...... اولڈ ماسٹر نے اس فخریہ انداز میں تفصیل بتائی کہ جیسے ان ریز کا موجد وہ خود ہو۔

''پھر آپ لیبارٹری کے اندر کیسے چلے گئے''...... عمران نے کہا تو اولڈ ماسٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں نے بتایا ہے کہ انہیں مانیٹر کر کے کنٹرول کیا جا سکتا ہے اس لئے انہیں مخصوص انداز میں ہٹا کر گیپ پیدا کیا جاسکتا ہے لیکن اس وقت جب اس کا سسٹم بند کیا جا رہا ہو۔ ایک بار آن ہو جانے کے بعد پھر اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ جب اوپر والا حصہ بنایا گیا تو اس کے گرد ناش ریز کا سرکٹ بنایا گیا۔ تب اس پر بڑا دروازہ اور دو چھوٹے دروازے تیار کر لئے گئے جنہیں اب اندر سے ڈاکٹر کلارک آپریٹ کر سکتا ہے''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''فون کال وغیرہ تو اسے کراس کر جاتی ہوں گی''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ فون کے ذریعے رابطے تو رہتے ہیں۔ صرف کوئی ٹھوس چیز اسے کراس نہیں کر سکتی اور نہ ہی اسے کسی طرح توڑا یا کاٹا جاسکتا ہے البتہ جو ٹھوس چیز ان نظر نہ آنے والی ریز سے ٹکرائے گی وہ ذروں میں تبدیل ہو جائے گی''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''لیبارٹری میں آنے جانے کے لئے کتنے راستے ہیں۔ عام راستے اور ایمرجنسی راستے۔ ذرا تفصیل سے بتائیں تاکہ ہم اپنے ایڈیٹر کو منوا سکیں کہ آپ کو سب علم ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیبارٹری میں جانے یا لیبارٹری سے باہر آنے کا ایک ہی راستہ ہے اور اس کا دہانہ کرانس ایئر سپاٹ میں ہے۔ وہاں سے داخل ہو کر آپ لیبارٹری میں پہنچ سکتے ہیں ورنہ آپ ناش ریز سے ٹکرا کر پرزوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ یہ راستہ کرانس ایئر سپاٹ کا کوئی آدمی نہیں کھول سکتا۔ یہ راستہ اندر سے ڈاکٹر کلارک کھول سکتا ہے۔ پہلے اس کے دو ایمرجنسی راستے بھی تھے لیکن اب انہیں بند کر کے ان پر ناش ریز پھیلا دی گئی ہیں اس لئے اب ایک ہی راستہ ایسا ہے جو کرانس ایئر سپاٹ سے ہے جہاں سے دہانہ نمودار ہوتا ہے۔ وہاں ایک کمپیوٹرائز گیٹ بنا ہوا ہے اور جانے والا اس گیٹ سے گزر کر اس راستے میں داخل ہو سکتا ہے اور اس میں موجود خفیہ مشینری سے وہ خود بخود چیک ہو جاتا ہے کہ یہ آنے والا واقعی وہی

آدمی ہے یا نہیں''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''ویسے عام حالات میں راستہ کھلا رہتا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''جو جاتا ہے وہ پہلے کرنل نیلسن کو رپورٹ کرتا ہے۔ کرنل نیلسن کا عملہ اس کے کہنے پر ڈاکٹر کلارک کو کال کرتا ہے اور اندر جانے کے خواہش مند کے بارے میں بتاتا ہے تو ڈاکٹر کلارک اسے اگر لیبارٹری کے اندر بلانا چاہتا ہو تو راستہ کھلے گا ورنہ ڈاکٹر کلارک فون پر معذرت کر لے گا''...... اولڈ ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''واقعی مکمل سیفٹی حاصل ہے اس لیبارٹری کو لیکن فالتو اور استعمال شدہ پانی کے لئے بھی تو کوئی راستہ بنایا گیا ہو گا۔ پھر تازہ ہوا لینے اور آلودہ ہوا کو لیبارٹری سے خارج کرنے کے لئے بھی کوئی راستہ ہو گا۔ اسے بھی تو استعمال کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر اور صالحہ کے چہروں پر عمران کی ذہانت کے تاثرات تحسین کی صورت میں ابھر آئے لیکن وہ شروع سے اب تک مکمل طور پر خاموش رہے تھے۔

''آپ نے واقعی اچھا سوال کیا ہے لیکن اس کا حل اس طرح نکالا گیا ہے کہ آلودہ پانی کی نکاسی اور آلودہ ہوا کی نکاسی، تازہ ہوا کی اندر ترسیل اور تازہ پانی کے حصول کے لئے باقاعدہ زمین دوز راستے ہیں جو جزیرے سے گزر کر ان راستوں سے مل جاتے ہیں۔ جو کرانس ایئر فورس کے لئے جزیرے پر بنائے گئے ہیں اس لئے

وہ مسلسل ائیر فورس کے کنٹرول میں رہتے ہیں۔ پھر انہیں بھی ناش ریز سے کور کر دیا گیا ہے''...... اولڈ ماسٹر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کو یہ سب کچھ اس طرح تفصیل سے کیسے معلوم ہوا ہے حالانکہ آپ کا سائنس سبجیکٹ بھی نہیں ہے۔ آپ کا سبجیکٹ تو محنت اور کامیابی ہے''...... عمران نے کہا تو اولڈ ماسٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ سب ڈاکٹر کلارک کی وجہ سے ہی مجھے معلوم ہوا ہے۔ میں اس کی ذہانت کی تعریف کر دیتا تو وہ خوش ہو کر مجھے سپلائی کا آرڈر زیادہ دیتا تھا اور اس تعریف کے نتیجے میں مجھے طویل وقت تک اس کی ذہانت بھری سیکورٹی کے متعلق سننا پڑتا تھا''...... اولڈ ماسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آپ اب سے کتنے روز پہلے اس سپلائی کے لئے گئے تھے''۔ عمران نے پوچھا۔

''ارے ہاں۔ یہ بات تو مجھے یاد ہی نہیں رہی تھی کہ ڈاکٹر کلارک اور کرنل نیلسن نے مجھے فون کر کے فوری چار گنا سپلائی لے آنے کا حکم دیا ہے۔ میں اس پر حیران ہوا تو انہوں نے بتایا کہ جزیرے اور لیبارٹری کو پاکیشیائی ایجنٹوں سے خطرہ ہے اس لئے دو ماہ تک جزیرہ اور لیبارٹری مکمل آف رہے گی۔ کوئی بحری جہاز، موٹر بوٹ یا کشتی اگر جزیرے سے دو بحری میل پر بھی ہو گی تو اسے میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا اس لئے میں فوری چار گنا سپلائی لے

آؤں چنانچہ میں نے فوراً بھاگ دوڑ کر کے سپلائی کر دی۔ اسے پندرہ بیس روز ہو گئے ہیں۔ تب سے لیبارٹری آف ہے اور رابطہ بھی نہیں ہے''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''اور کوئی بات جو آپ بتانا چاہتے ہوں''...... عمران نے کہا تو اولڈ ماسٹر ایک بار پھر چونک پڑا۔

''ارے ہاں۔ مجھے یاد آ گیا۔ سپیشل سروسز کے وکٹر اور اس کی بیوی مارگریٹ دونوں بھی وہیں جزیرے پر ہیں۔ انہیں ان دشمن ایجنٹوں کے خلاف کام کرنے کے لئے وہاں بھیجا گیا۔ یہ چونکہ میرے کلب کے مستقل ممبرز ہیں اس لئے ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ انہیں ائیر فورس کی ایک بلڈنگ میں ٹھہرایا گیا ہے۔ ان کے ساتھ تربیت یافتہ افراد بھی ہیں''...... اولڈ ماسٹر نے کہا۔

''او کے۔ اب یہ پہلا حصہ تو بڑا شاندار رہا۔ پھر آ کر دوسرے حصے پر بات ہو گی۔ فی الحال اتنا ہی کافی ہے اور ہاں۔ یہ رائلٹی کی رقم لے لیں۔ آپ نے ہم سے تعاون کیا ہے تو ہم بھی آپ سے مکمل تعاون کریں گے''...... عمران نے کوٹ کی اندرونی جیبوں میں سے بڑی مالیت کے کرنسی نوٹوں کی پانچ گڈیاں نکال کر اولڈ ماسٹر کی طرف بڑھا دیں۔

''یہ دس لاکھ ڈالرز ہیں''...... اولڈ ماسٹر نے انہیں سمیٹتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''نہیں یہ پانچ لاکھ ڈالرز ہیں۔ آدھا انٹرویو ہوا ہے۔ باقی آدھا

آئندہ ہفتے ہو گا تو دوسری قسط بھی اسی طرح نقد دے دیں گے“۔ عمران نے کہا تو اولڈ ماسٹر نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ تینوں اس سے اجازت لے کر وہاں سے نکل آئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے واپس ان کی رہائش گاہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”اس قدر احمق بھی ہوتے ہیں لوگ“...... صفدر نے جو کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھا تھا، بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا۔ کیا کہہ رہے ہو“...... ڈرائیونگ سیٹ پر موجود عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں کہہ رہا تھا کہ اس قدر بھی احمق لوگ ہوتے ہیں۔ اس نے ذرا بھی خیال نہیں کیا کہ وہ کیا بتا رہا ہے جبکہ یہ بھی اس نے از خود بتا دیا کہ کرنل نیلسن نے اسے بتایا کہ جزیرے اور لیبارٹری کو پاکیشیائی ایجنٹوں سے خطرہ ہے“...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہ بوڑھا انتہائی تجربہ کار اور ہوشیار آدمی ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ اس کے لاشعور میں جو کچھ ہے وہ آئی ٹی کے عمل سے حاصل کر لوں لیکن پھر میں نے ارادہ اس لئے بدل دیا کہ وہ خاصا بوڑھا آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس مشق کی تاب نہ لا کر ختم ہو جائے۔ جہاں تک تمہاری بات کا تعلق ہے تو تمہیں اس بات کا خیال نہیں آیا کہ اس جیسے آدمی جسے اس گھاٹ کے علاوہ دنیا بھر

میں کوئی نہیں جانتا، جب اسے یہ باور کرا دیا جائے کہ رسالے کے ٹائٹل پر اس کی تصویر شائع ہو گی اور اندر انٹرویو تو اس کا ذہن اسی لائن پر ہی دوڑتا رہے گا۔ وہ اپنی محنت کے ساتھ ساتھ بڑے لوگوں کمانڈر نیلسن اور ڈاکٹر کلارک سے دوستی ظاہر کرنے کے لئے یہ سب کچھ بتانا خلاف توقع نہیں ہے“...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ جو کچھ اولڈ ماسٹر نے بتایا ہے یہ اگر درست ہے تو پھر مشن کیسے مکمل کیا جائے گا“...... صالحہ نے کہا۔

”ہاں واقعی عمران صاحب۔ یہ ناش ریز کیا ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”میں نے تو یہ نام ہی پہلی بار سنا ہے اس بارے میں معلوم کرنا پڑے گا“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیسے معلوم کریں گے“...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

”ٹائیگر کو فون کروں گا“...... عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا لیکن ٹائیگر کا نام سن کر صفدر اور صالحہ دونوں اچھل پڑے جیسے عمران نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

”ٹائیگر اور ناش ریز۔ اس کا کیا مطلب ہوا عمران صاحب۔ وہ تو انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹائیگر بھی سائنسدان ہے۔ گو اس نے ڈی ایس سی نہیں کیا

لیکن اس کے پاس سائنس کی ماسٹر ڈگری ہے اور اس کا سبجیکٹ ریز ہے اور چونکہ وہ میرا شاگرد ہے اس لئے میری طرح ریز کے سلسلے میں وہ باخبر رہتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ۔ ہم تو آج تک اسے بس لڑنے والا ہی سمجھتے رہے ہیں''...... صالحہ نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پھر اس طرح باتیں کرتے ہوئے وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ جولیا اور اس کے ساتھی جو ماسٹر گیری کو کور کرنے گئے تھے ابھی تک واپس نہیں آئے تھے۔ عمران نے کمرے میں پہنچ کر کرسی پر بیٹھتے ہی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز بخوبی سنائی دینے لگی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ پریمیئر کلب''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ میں نے ٹائیگر نے بات کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ اپنا نمبر مجھے دے دیں۔ میں معلوم کر کے پھر آپ سے بات کراتی ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں اطالیہ کے ساحلی شہر نارون سے بول رہا ہوں۔ یہاں کا لوکل نمبر بتا دیتا ہوں''...... عمران نے کہا اور فون سیٹ پر موجود نمبر کی چٹ کو پڑھتے ہوئے اس نے نمبر بتا دیا۔

''یس سر۔ میں بات کراتی ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا

تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ ٹائیگر کے مستقل بیٹھنے کی جگہ ہو گی''...... صفدر نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

''نہیں۔ البتہ یہاں کا مالک اور جنرل منیجر بشارت اس کا قریبی دوست اور کلاس فیلو رہا ہے اس لئے ٹائیگر کو تلاش کرنا ہو تو یہاں اطلاع دے دی جاتی ہے اور ان کے پاس تقریباً تمام وہ ایڈریس موجود ہوتے ہیں جہاں ممکنہ طور پر ٹائیگر موجود ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ٹائیگر خود بھی وہاں اکثر رابطہ کرتا رہتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا ٹائیگر کے پاس سیل فون نہیں ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''ہے لیکن اس کا تعلق ایک سیٹلائٹ سے ہے اس لئے میں اس کے ذریعے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ وہ چیک ہو سکتی ہے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صالحہ اور صفدر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کچھ دیر بعد ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر۔ یہاں ناش نام کی ریز ہمارے آڑے آ رہی ہے۔

میں نے پہلے یہ نام نہیں سنا۔ تم چونکہ ان سے بچ رہتے ہو اس لئے تم سے بات کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''لیس باس۔ میں نے اس بارے میں تفصیل پڑھی ہوئی ہے۔ ایک یورپی سائنسدان ڈاکٹر ناش کو یہ ریز غیر ارضی شہاب ثاقب سے ملی تھیں جسے اس نے اپنی محنت اور ہمت سے لیبارٹری میں تیار کر لیا۔ ان ریز کی خصوصیات دوسری ریزز سے ہٹ کر ہیں۔ ان کی سپلائی سے پہلے منیجمنٹ کی جاتی ہے لیکن انہیں نہ توڑا جا سکتا ہے اور نہ ہی کاٹا جا سکتا ہے۔ جہاں یہ ریز موجود ہوں۔ وہاں سے دو فٹ کا فاصلہ ضرور رکھنا چاہئے ورنہ وہ شکار کو اپنی طرف کھینچ لیں گی اور جو ان سے ٹکرائے گا وہ ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گا''۔ ٹائیگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ان ریز کو یہاں ایک لیبارٹری کے گرد پھیلایا گیا ہے اور شاید ان ریز کی وجہ سے ہی اسے ناقابل تسخیر سمجھا جا رہا ہے اور جس طرح تم نے بتایا ہے اس طرح تو ان کی بات درست ہے لیکن ہم نے اس لیبارٹری سے اپنا فارمولا واپس حاصل کرنا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''باس۔ مجھے ایک گھنٹے کی مہلت دیں۔ میں آپ کو کال کر کے اس مسئلے کا حل پیش کر دوں گا''...... ٹائیگر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا کرو گے ایک گھنٹہ۔ کیا مراقبہ کرو گے''...... عمران نے کہا۔

تو صفدر اور صالحہ دونوں مسکرانے لگے۔

''کل ہی میرے پاس ایک کتاب پہنچی ہے۔ اس میں جدید ترین ریز کے بارے میں مضامین موجود ہیں لیکن یہ مضامین خاص طور پر ان ریز کی ڈی نگیٹوٹی پر ہیں اور ناش ریز بھی ان میں شامل ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں انتظار کر لیتا ہوں''...... عمران نے چونک کر کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد انہیں ہارن کی مخصوص آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ مخصوص ہارن کا مطلب ہے کہ جولیا اور اس کے ساتھی واپس آ چکے ہیں اور پھر تھوڑی دیر بعد جولیا، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں اندر داخل ہوئے۔ رسمی سلام دعا کے بعد جب عمران نے ماسٹر گیری کے بارے میں پوچھا تو جولیا نے شروع سے آخر تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم کامیاب لوٹے ہو۔ گڈ شو۔ کم سے کم فوری طور پر یہ لوگ دوبارہ منظم نہ ہو سکیں گے۔ ویسے بھی وکٹر اور مارگریٹ کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ لیبارٹری کی حد تک محدود ہو گئے ہیں''...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر جولیا کے پوچھنے پر کہ انہوں نے کیا کارروائی کی ہے تو صفدر نے اسے اس بارے میں بریف کر دیا اور ساتھ ہی ٹائیگر سے ہونے والی چیت بھی دوہرا دی۔

"یہ ناش ریز والی بات تو واقعی پریشان کن ہے اور شاید ان ریز کی وجہ سے ہی اسے ماسٹر لیبارٹری کا نام دیا گیا ہے۔ جب عمران اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھ سکا تو کیا ٹائیگر اس کے بارے میں کچھ کر سکے گا"...... جولیا نے کہا تو سب نے اس کی توثیق کر دی۔

"ابھی ٹائیگر کا فون آئے گا تو معاملات کے حل کی کوئی صورت سامنے آئے گی"...... عمران نے کہا اور واقعی ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر اشتیاق اس طرح جھلکنے لگا جیسے شعبدہ باز کی کارروائی دیکھنے کے بعد بچوں کے چہروں پر جھلک آتی ہے۔

"باس۔ کتاب کے مطابق ناش ریز کی دو ڈی نیکٹوٹیز ہیں۔ ایک تو یہ کہ اسے آسانی سے اور بار بار مینج کیا جا سکتا ہے اور دوسری یہ کہ اس کے ایریئے کو محدود کیا جا سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"دونوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"پہلی ڈی نیکٹوٹی کے مطابق آپ ناش ریز کو مینج کر سکتے ہیں

جتنی بار چاہیں۔ اگر آپ ناش ریز کے سپلائی مرکز کو کور کر لیں"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"جو ناش ریز کو استعمال کر رہا ہے سپلائی مرکز تو اس کے پاس ہو گا"...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو آپ باہر سے اسے مینج کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے آپ کو فرانز ریز کو استعمال کرنا پڑے گا۔ فرانز ریز صرف چند منٹوں تک سپلائی مرکز کو ناش ریز کی سپلائی روک سکتی ہیں لیکن فرانز ریز کو اگر ٹریل پلس فارمولے سے ناش ریز پر فائر کیا جائے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا یہ کنفرم ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ سو فیصد کنفرم۔ ناش ریز کی اس کمزوری یا سائنسی زبان میں ڈی نیکٹوٹی کو ڈاکٹر ناش نے ہی دریافت کیا تھا اور پھر اس پر تمام تجربات بھی ڈاکٹر ناش نے از خود کر کے اسے کنفرم کیا تھا۔ اس کے نقطہ نظر سے چونکہ فرانز ریز کو ٹریل پلس فارمولے کے ذریعے استعمال میں لے آنا ہر آدمی کے بس میں نہیں ہوتا۔ معمولی سی غلطی سے فرانز ریز پھٹ جاتی ہیں اور اس کے پھٹنے سے ہر طرف تباہی پھیل جاتی ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب دوسری ڈی نیکٹوٹی کی تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

''اس کے ذریعے ناش ریز کے ایریئے کو محدود کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً دو کمروں کے گرد ناش ریز پھیلی ہوئی ہے تو اسے ایک کمرے تک محدود کر کے دوسرے کمرے کو اوپن کیا جا سکتا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''وہ تو میں سمجھ گیا۔ لیکن یہ ہوگا کیسے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ بڑا آسان اور سادہ نسخہ ہے لیکن اس پر عمل بے حد خطرناک ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہید میں وقت ضائع نہ کیا کرو۔ اصل بات بتاؤ''...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری باس۔ دوسری ڈی نیکوٹی کے مطابق ٹارچ کی روشنی ناش ریز کو دس بارہ منٹ کے لئے محدود کر دیتی ہے لیکن ٹارچ میں سی ڈی سپیشل سیل موجود ہوں''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ بھی کنفرم ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ سو فیصد کنفرم ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تھینک یو''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ یہ ڈی نیکوٹیز سے ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اس پر سوچنا پڑے گا لیکن پہلی بات خاصی مشکل ہے کیونکہ

فرانز ریز کو تین گنا فارمولے سے ناش ریز پر فائر کرنا ہوگا جس کے لئے خاصی بڑی مشینری کی ضرورت ہے جو یقیناً وہاں جزیرے کے اندر جا کر ایڈجسٹ نہیں ہو سکتی البتہ دوسری بات قابل عمل ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ سی ڈی سپیشل سیل کیا ہوتے ہیں۔ ٹارچ میں سیل تو ڈالے جاتے ہیں اور ان کا کرنٹ اے سی کی بجائے ڈی سی کرنٹ کہلاتا ہے لیکن ٹائیگر ڈی سی کرنٹ کی بجائے سی ڈی کرنٹ سپیشل کہہ رہا تھا اور آپ نے بھی اسے تسلیم کر لیا۔ یہ کس قسم کے سیل ہوتے ہیں''...... صالحہ نے کہا تو عمران کے چہرے پر اس کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

''گڈ شو صالحہ۔ تم نے ذہانت بھرا سوال کیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ عمران صاحب''...... صالحہ نے بھی عمران کی طرف سے خراج تحسین پر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جن سیلوں کی تم بات کر رہی ہو اور جو ٹارچ وغیرہ میں استعمال ہوتے ہیں ان کا کوئی تعلق ان سیلوں سے نہیں ہے جن کی بات ٹائیگر کر رہا تھا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر یہ کون سے سیل ہوتے ہیں جبکہ ٹائیگر نے ٹارچ کی بات بھی کی تھی''...... صالحہ نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

''جن سیلوں کا نام ٹائیگر لے رہا تھا یہ سیل ایٹمی بیٹریوں پر

مشتمل ہوتے ہیں۔ ان سیلوں سے جب روشنی نکلتی ہے تو وہ لیزر ریز سے بھی ہزاروں گنا زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ یقیناً ان سیلوں کے استعمال سے ناش ریز بھی دباؤ کا شکار ہو کر اپنے ایریا میں محدود ہوتی چلی جائیں گی لیکن ٹارچ کی یہ روشنی جسے عام طور پر ایٹمی روشنی بھی کہا جاتا ہے مسلسل زیادہ دیر تک نہیں نکالی جاسکتی کیونکہ جس ٹارچ میں ان سیلوں کو استعمال کیا جاتا ہے اور سیلوں کی حرارت کے باعث پگھلنا شروع ہو جاتی ہیں اس لئے اسے زیادہ سے زیادہ دس یا پندرہ منٹ تک استعمال کیا جاسکتا ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر ناش ریز کی دو کمزوریاں ٹائیگر کو معلوم ہوسکتی ہیں تو لیبارٹری کے سائنسدانوں کو جو ناش ریز استعمال کر رہے ہیں انہیں ان کمزوریوں کے بارے میں معلوم نہ ہو گا اور کیا انہوں نے اس کا کوئی نہ کوئی بندوبست نہیں کر رکھا ہو گا''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''میرے خیال میں صفدر اور صالحہ دونوں نے سوالات پوچھنے کا مقابلہ شروع کر دیا ہے۔ بہرحال بات واقعی سوچنے کی ہے کہ ناش ریز کی دونوں کمزوریوں کا یقیناً یہاں کے سائنسدانوں کو بھی علم ہو گا اور ان سے بچنے کے لئے انہوں نے لازماً کوئی نہ کوئی بندوبست بھی کر رکھا ہو گا اس لئے صرف ان پر تکیہ کر کے ہمیں نقصان بھی اٹھانا پڑ سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر تم نے کیا سوچا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ سوچنے کا سارا کام تم لوگوں نے مجھ پر کیوں ڈال رکھا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ڈی ایس سی کی ڈگری سنا سنا کر تم نے ہمارے کان کھا لئے ہیں اور جب کام کرنا پڑتا ہے تو روتے کیوں ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران سمیت سب ساتھی جولیا کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ بات تو مس جولیا کی درست ہے۔ سائنسدان تو آپ بھی ہیں''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ایک ڈگری لینے سے آدمی سائنسدان نہیں بن جاتا۔ لیبارٹریوں میں کام کرنا پڑتا ہے''...... خاموش بیٹھے تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران سمیت سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''میں صرف ڈگری کی حد تک سائنسدان ہوں اس لئے ہمیں کسی اصل سائنسدان کی خدمات حاصل کرنا پڑیں گی''...... عمران نے کہا۔

''کس کی مدد لیں گے آپ اس سلسلے میں''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''ہمارے پاس ریز کا ایک ہی سائنسدان ہے ٹائیگر''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع

کر دیئے اور پھر کچھ دیر بعد دوسری طرف سے ٹائیگر لائن پر آ گیا۔

"یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر۔ ناش کی دونوں کمزوریوں سے ہٹ کر ناش ریز کو ختم کرنے کا کوئی پلان تمہارے ذہن میں نہیں آتا"۔ عمران نے کہا۔

"سوری باس۔ میں نے خود بھی اس آئیڈیئے پر سوچا تھا کیونکہ مجھے اندازہ ہے کہ جس لیبارٹری کی حفاظت ناش ریز سے کی جا رہی ہو۔ اس کی کمزوریوں کو وہاں کے سائنسدان بھی جانتے ہوں گے اس لئے لامحالہ انہوں نے اس کا بھی کوئی نہ کوئی انتظام کر رکھا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر کیا نتیجہ نکلا تمہاری اس آگاہی کا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ کارمن میں ڈاکٹر کلارنٹ اس وقت ریز پر پوری دنیا میں اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں۔ ان سے بھی میری بات ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کمزوریوں کو دور کرنے پر کام ہو رہا ہے اور زیادہ نہیں چھ ماہ کے اندر ان پر مکمل قابو پا لیا جائے گا اور پھر ناش ریز اکلوتی ریز ہوں گی جن میں کوئی کمزوری نہ ہو گی۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ ان ریز کو پریسڈ کرنے کے لئے کوئی طریقہ بتائیں تو انہوں نے کہا کہ ابھی تک تو کوئی ایسا طریقہ سامنے نہیں آیا جس پر میں خاموش ہو گیا"...... ٹائیگر نے بولتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر کلارنٹ کا نمبر ہے تمہارے پاس"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے نمبر بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود بات کرتا ہوں۔ میرے ذہن میں ڈاکٹر کلارنٹ کا نام نہیں آیا تھا حالانکہ وہ عمر کے اس حصے میں ہیں کہ جہاں لوگ آدم بے زار ہو جاتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ ڈاکٹر کلارنٹ سے کوئی اہم بات سامنے آتی ہے تو پلیز آپ مجھے ضرور بتائیں"...... ٹائیگر نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور کریڈل پریس کر دیا اور پھر دوبارہ ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے کارمن کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو آپریٹر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دونوں نمبر بتا دیئے۔ عمران نے کریڈل دبا کر دوبارہ ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو گھنٹی بجنے کی آواز پورے کمرے میں سنائی دینے لگی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔کون بات کر رہا ہے''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر کلارنٹ میرے انکل ہیں اور میں ان کی تمام سائنسی ایجادات کا اکلوتا وارث ہوں''...... عمران کی زبان رواں ہوگئی۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا لیکن بولنے والی کی آواز میں حیرت کا تاثر نمایاں تھا۔

''یس کلارنٹ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک لرزتی ہوئی آواز سنائی دی اور آواز کی لرزش سے صاف محسوس ہوتا تھا کہ بولنے والا خاصا بوڑھا آدمی ہے۔

''انکل کلارنٹ۔ میں آپ کا نانسنس بھتیجا پاکیشیا سے بول رہا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے خود کو نانسنس کہنے پر عمران کے ساتھی بھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو یہ تم ہو نانسنس۔ اتنا عرصہ کہاں رہے ہو۔ تمہارا نمبر بھی میرے پاس نہ تھا۔ ویری بیڈ۔ تم نانسنس اب کیسے ہو''۔ ڈاکٹر کلارنٹ نے بڑے محبت بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''نانسنس میں اضافہ کرتا رہا تاکہ آپ کی تمام ایجادات کا وارث بن سکوں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ڈاکٹر کلارنٹ بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران

نے ان ڈائرکٹ اس کی ایجادات کو نانسنس قرار دے دیا تھا۔

''تم ویسے کے ویسے ہی ہو نانسنس۔ بہرحال بولو۔ کیوں فون کیا ہے''...... ڈاکٹر کلارنٹ نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''انکل۔آپ اس وقت ریز پر اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں اور صرف اتھارٹی ہی نہیں بلکہ ریڈ اتھارٹی۔ کیونکہ اتھارٹی تو آپ کے شاگرد اب تک بن چکے ہوں گے''......عمران نے کہا۔

''بس بس۔ زیادہ تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے جس کا بھتیجا اتنے عرصے بعد نانسنس سے باہر نہیں آ سکا اس کے شاگرد کہاں سے اتھارٹی بن سکتے ہیں۔ اصل بات بتاؤ''...... ڈاکٹر کلارنٹ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''انکل۔ ناش ریز کو ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم نے اپنی لیبارٹری کی فول پروف حفاظت کے لئے استعمال کیا ہے۔ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ ناش ریز کی دو سائنسی کمزوریاں ہیں جنہیں لازماً انہوں نے کور کیا ہوگا۔ آپ کوئی ایسا حربہ بتا سکتے ہیں جس کی مدد سے اس لیبارٹری کو ناش ریز کی موجودگی کے باوجود اوپن کیا جا سکے''......عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ لیبارٹریاں واقعی مجرم تنظیم کے تحت ہیں''...... ڈاکٹر کلارنٹ نے کہا۔

''یس انکل۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ ہم بین الاقوامی مجرموں کے خلاف کام کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے پاکیشیا کی ایک

لیبارٹری سے ہمارا فارمولا چوری کیا اور پاکیشیا کے ایک بڑے سائنسدان اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور فارمولا اس لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا۔ پھر کرش نوٹس حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اس سائنسدان کی بیوی، بیٹی اور دو معصوم بچوں کو انتہائی سفاکی سے ہلاک کر دیا۔ اس زعم پر کہ ناش ریز کی وجہ سے کوئی اس لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکے گا''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔ ایسے لوگ جو دوسروں کے فارمولے چوری کرتے ہیں۔ یہ سائنسدانوں کو بے قصور ہلاک کر دیتے ہیں اور پھر اس قدر سفاکی کہ عورتوں اور معصوم بچوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ یہ بات درست ہے کہ ناش ریز میں دو سائنسی کمزوریاں سامنے آئی تھیں۔ ان پر کام بھی ہوا تھا اور انہیں کور کرنے کے بارے میں بھی سوچ بچار کی گئی اور سائنسدان اس انتہائی طاقتور ریز کی ان کمزوریوں کو مکمل طور پر کور کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن تقریباً ایک ماہ قبل میرے ایک شاگرد سائنسدان ڈاکٹر ریالٹو نے مجھے فون پر بتایا کہ ناش ریز کی ایک اور کمزوری ایسی سامنے آئی ہے جس کے بعد اس انتہائی طاقتور ناش ریز کے سرکل کو انتہائی آسان طریقے سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ مجھے یہ سن کر بے حد حیرت ہوئی چنانچہ میں اس کی لیبارٹری گیا اور وہاں میں نے اس کا مشاہدہ ذاتی طور پر کیا۔ اس میں ابھی کچھ رکاوٹیں

موجود تھیں جو ہم دونوں نے مل کر طویل بحث مباحثہ اور تجربات کر کے ان رکاوٹوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ڈاکٹر ریالٹو چونکہ ایک یورپی ملک کی سرکاری لیبارٹری سے منسلک تھا اس لئے اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس وقت تک اسے کسی دوسرے پر اوپن نہ کروں جب تک کہ وہ اس پر مزید تجربات کر کے اس کو ہر لحاظ سے مکمل نہ کر لے۔ میں نے اس سے وعدہ کر لیا لیکن تمہارے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ تم غلط کام نہیں کرتے اس لئے تمہیں بتا دیتا ہوں''...... ڈاکٹر کلارنٹ مسلسل بولنے کی وجہ سے اب ہانپنے لگ گئے تھے اس لئے عمران بھی خاموش رہا۔

''تم لائن پر ہو''...... ڈاکٹر کلارنٹ نے کچھ دیر لمبے لمبے سانس لینے کے بعد کہا۔

''یس انکل''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو سنو۔ ناش ریز کا سرکل انسانی خون سے ٹوٹ جاتا ہے۔ تازہ انسانی خون کے چند قطرے دو فٹ کی دوری سے ناش ریز سرکل پر پھینک دیئے جائیں تو وہ سرکل ٹوٹ جاتا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس سرکل کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے نئے سرے سے ناش ریز سپلائی چین تیار کرنی پڑتی ہے''...... ڈاکٹر کلارنٹ نے کہا۔

''کیا آپ نے اس کا تجربہ کر لیا تھا''...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ ڈاکٹر کلارنٹ جو کچھ کہہ رہا

ہے وہ درست ہے۔

''ہاں ظاہر ہے اور جس طرح تمہیں حیرت ہو رہی ہے اسی طرح جب ڈاکٹر ریالٹو نے مجھے بتایا تھا تو مجھے بھی یقین نہ آ رہا تھا لیکن میں نے خود جا کر اس کا تجربہ کیا''...... ڈاکٹر کلارنٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''انکل۔ اب یہ بھی بتا دیں کہ ناش ریز جو عام انسانی نظروں سے اوجھل ہے اس کی موجودگی کو کیسے چیک کیا جا سکتا ہے''۔ عمران نے کہا تو ڈاکٹر کلارنٹ بے اختیار ہنس پڑے۔

''یہ تو بے حد آسان ہے۔ جن عینکوں کو لوہے کو ویلڈنگ کرنے والے ویلڈنگ کے دوران پہنتے ہیں ان کے شیشوں پر جو کلر کوٹ کیا ہوتا ہے اس سے تیز اور چمکدار روشنی سے آنکھیں محفوظ رہتی ہیں۔ یہ عینک پہن کر تم آسانی سے ناش ریز کے پورے سرکل کو دیکھ سکتے ہو''...... ڈاکٹر کلارنٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ بے حد شکریہ انکل۔ مجھے آپ کا بھتیجا ہونے پر فخر ہے''...... عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کمرے میں مکمل سکوت طاری تھا۔ سب لوگ دم سادھے خاموش بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ جو کچھ ڈاکٹر کلارنٹ بتا رہے تھے وہ واقعی حیرت انگیز تھا۔

''کمال ہے عمران صاحب۔ اس قدر آسان حل''...... صفدر نے کہا تو سب نے اس کی تائید کر دی۔

''تم اسے آسان کہہ رہے ہو۔ یہ تو انتہائی مشکل کام ہے''۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب چونک پڑے۔

''کیا مطلب عمران صاحب۔ اس میں کیا مشکل ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''انسانی خون کہاں سے آئے گا۔ یہاں کے ہسپتال یا بلڈ بینک نہ اسے فروخت کرتے ہیں اور نہ کسی کو دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ تم جا کر دو بوتلیں خون کی خرید کر کے لے آؤ گے''...... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تم ہر بات کو مسئلہ میں بدل دیتے ہو۔ وہیں لیبارٹری سے باہر کسی کو پکڑ کر اس کا گلا کاٹ دیں گے اور گلے سے نکلنے والے خون کو ناش ریز کے سرکل پر پھینک دیں گے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ تو انتہائی سفاکی ہے۔ سنو تنویر۔ آئندہ تم نے ایسی بات کی تو میں تمہاری شکایت چیف سے کر دوں گی۔ انسان ہو تو انسانوں کی صف میں رہو''...... جولیا نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری۔ مجھے واقعی تمہارے سامنے یہ بات نہیں کرنی چاہئے تھی لیکن یہ عمران جس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں کو اس طرح بنا کر پیش کرتا ہے کہ طلسم ہوشربا سے بھی بڑا طلسم نظر آنے لگ جاتا ہے''۔ تنویر نے فوری معذرت کرتے ہوئے کہا تو اس بار سب بے اختیار ہنس پڑے۔

کرنل جیکسن اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیکسن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ڈیوڈ بات کرنے چاہتا ہے چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''ڈیوڈ۔ کیوں۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... کرنل جیکسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اس کا کہنا ہے چیف کہ کوئی اہم معاملہ ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے۔ کراؤ بات''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''ہیلو چیف۔ میں ڈیوڈ بول رہا ہوں اسسٹنٹ باس وکٹر''۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ

تھا۔

''مجھے معلوم ہے اس لئے تم سے بات ہو رہی ہے۔ بولو کیا بات ہے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''ماسٹر گیری اپنے بہت سے ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے''...... ڈیوڈ نے کہا تو کرنل جیکسن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کس نے ایسا کیا ہے''...... کرنل جیکسن نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

''دو مرد اور ایک عورت اس سے کلب میں ملنے آئے۔ پھر اطلاع ملی کہ وہ ان تینوں کو بے ہوش کر کے اپنے فارم ہاؤس پر لے گئے ہیں اور اب اطلاع ملی ہے کہ وہاں فارم ہاؤس میں ماسٹر گیری، اس کے دونوں اسسٹنٹس اور فارم ہاؤس میں موجود کئی افراد کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''کیا تم نے خود وہاں جا کر اس اطلاع کو کنفرم کیا ہے''۔ کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس چیف۔ میں خود وہاں گیا تھا اور ابھی وہاں سے واپس آیا ہوں''...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون لوگ تھے وہ جنہیں ماسٹر گیری بے ہوش کر کے فارم ہاؤس لے گیا تھا''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''دو مرد اور ایک عورت جو ایکریمین تھے۔ فارم ہاؤس میں راڈز والی کرسیاں بھی تھیں اور میک اپ واشر بھی موجود تھا۔ ماسٹر گیری کی لاش بھی ایک راڈز والی کرسی پر جکڑی ہوئی صورت میں سامنے آئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان دو مردوں اور ایک عورت کو راڈز میں جکڑ کر ہوش میں لایا گیا۔ ان کا میک اپ بھی چیک کیا گیا۔ نتیجہ کیا نکلا یہ تو معلوم نہیں ہو سکتا لیکن پھر کسی طرح ان تینوں نے راڈز سے چھٹکارہ پایا اور پھر ماسٹر گیری کے ساتھی مارے گئے پھر انہوں نے ماسٹر گیری کو راڈز میں جکڑ دیا۔ ماسٹر گیری کی لاش سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے اس کی ٹانگوں پر گولیاں ماری گئیں۔ پھر ان کی بینڈیج کی گئی اور پھر انہیں راڈز میں جکڑ کر ان سے پوچھ گچھ کی گئی۔ اس کے بعد انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا''...... ڈیوڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... کرنل جیکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''ماسٹر گیری کا یہ انجام ہو سکتا ہے۔ کبھی سوچا بھی نہ تھا''۔ کرنل جیکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''وکٹر سے بات کراؤ''...... کرنل جیکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد جب فون کی گھنٹی بجی تو کرنل جیکسن نے رسیور اٹھا

لیا۔

''یس''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''وکٹر بول رہا ہوں باس ماسٹر لیبارٹری ون سے''...... وکٹر کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہو رہا ہے وہاں۔ تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''کوئی قابلِ رپورٹ بات ہوتی تو میں رپورٹ بھی کرتا باس۔ بس انتظار کر رہے ہیں کہ کب وہ یہاں پہنچتے ہیں یا ماسٹر گیری سے ان کی ہلاکت کی اطلاع ملتی ہے''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ماسٹر گیری کا تم سے رابطہ ہے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''اس کے پاس میرے سیل فون کا نمبر موجود ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''تو پھر سن لو کہ ماسٹر گیری اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہو چکا ہے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''یہ۔ یہ آپ۔ میرا مطلب ہے کہ یہ خبر آپ تک کیسے پہنچی''۔ وکٹر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ڈیوڈ نے مجھے اطلاع دی ہے۔ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے ایک گروپ کو بے ہوش کیا اور پھر انہیں اپنے فارم ہاؤس پوائنٹ پر لے گیا۔ وہاں راڈز والی کرسیاں موجود تھیں۔ پھر ڈیوڈ کو

اطلاع ملی کہ ماسٹر گیری اور اس کے ساتھیوں کو فارم ہاؤس میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور وہ گروپ جو دو مردوں اور ایک عورت پر مشتمل تھا وہاں موجود نہیں ہے۔ ڈیوڈ خود وہاں گیا اور اس نے خود اپنی آنکھوں سے ماسٹر گیری اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دیکھیں اور پھر مجھے رپورٹ دی۔ ماسٹر گیری کی ٹانگوں پر گولیاں ماری گئیں۔ پھر ان زخموں کی بینڈیج کی گئی اور اسے راڈز میں جکڑ دیا گیا۔ اس کے بعد گولیوں سے اس کا سینہ چھلنی کر دیا گیا“...... کرنل جیکسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ سر۔ ماسٹر گیری جیسا آدمی اس انداز میں مارا جائے گا، میں تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا“...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ایسا ہو چکا ہے۔ اس سے ان پاکیشائی ایجنٹوں کی کارکردگی کا بھی اندازہ ہوتا ہے“...... کرنل جیکسن نے جواب دیا۔

”آپ اجازت دیں تو ہم لیبارٹری سے واپس آ جائیں۔ لیبارٹری کی سیکورٹی کی واقعی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ ناش ریز کے کور کی وجہ سے مکمل طور پر ناقابل تسخیر ہے۔ میں خود اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر کے ان کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں“۔ وکٹر نے کہا۔

تم یہاں واپس آ گئے اور وہ پاکیشائی ایجنٹ وہاں پہنچ گئے تو کیا کدانس ایئر سپاٹ والے انہیں روک سکیں گے“...... کرنل جیکسن

نے کہا۔

”یہاں رہ کر میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کے مطابق تو یہ پاکیشائی ایجنٹ کسی صورت بھی یہاں داخل نہیں ہو سکتے۔ اگر داخل بھی ہو جائیں تو یقیناً وہ ہلاک کر دیئے جائیں گے کیونکہ یہاں رہ کر میں نے ہر معاملے کو چیک کیا ہے“...... وکٹر نے کہا۔

”کیا تفصیل ہے جس کی وجہ سے تم اس قدر پر یقین ہو“۔ کرنل جیکسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کارڈ آئی لینڈ کے چاروں طرف کافی بلندی پر چیک پوسٹیں بنی ہوئی ہیں جہاں دو بحری میل تک میزائل فائر کرنے کی جدید ترین گنیں موجود ہیں۔ دو بحری میلوں تک سمندر میں ڈینجر لائن جو کاسکو سے بنائی جاتی ہے موجود ہے تاکہ بحری جہاز، کشتی یا موٹر بوٹ اگر دو بحری میل کے اندر آ جائے تو یہاں ڈینجر لائن کے ذریعے معلوم ہو جائے کہ وہ ڈینجر لائن کراس کر رہی ہے یا نہیں اور اگر وہ کراس کرے گی تو میزائل گنیں فائر ہو جائیں گی اور اس بحری جہاز، کشتی یا موٹر بوٹ کو تباہ کر دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی تارپیڈو بھی وہاں موجود ہیں جو کسی آبدوز تک کو کور کر سکتی ہیں اس لئے دو بحری میل کے اندر آ کر جزیرے تک ان کا صحیح سلامت پہنچنا ممکن ہی نہیں اور اگر فرض کریں کہ پاکیشائی ایجنٹ کسی طرح جزیرے پر پہنچ جائیں تو وہاں لیبارٹری کی عمارت کے گرد ناش ریز کا کور ہے۔ ناش ریز سے دو فٹ دور رہا جائے تو

ناش ریز نقصان نہیں پہنچاتی اور اگر فاصلہ دو فٹ سے کم ہو جائے تو ناش ریز اسے کھینچ لیتی ہیں اور جیسے ہی کوئی آدمی یا چیز ناش ریز سے ٹکراتی ہے وہ ٹکڑوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جہاں تک لیبارٹری میں داخل ہونے کی بات ہے تو اس کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ کرانس ایئر بیس کے اندر سے ہے جہاں کمپیوٹر چیکنگ کے بعد کسی کو اندر جانے دیا جاتا ہے اور داخلے کا یہ راستہ بھی اندر سے لیبارٹری انچارج ڈاکٹر کلارک ہی کھول سکتا ہے۔ باہر سے یہ راستہ کسی صورت نہیں کھل سکتا اس لئے ادھر سے داخلہ ہو ہی نہیں سکتا اور کوئی راستہ ہے ہی نہیں۔ ایمرجنسی راستہ بھی ناش ریز کی کورنگ کی وجہ سے بند ہے۔ پھر ایئر بیس پر کرانس ایئر فورس موجود ہے"۔ وکٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر تو واقعی تمہارا وہاں رہنا بے کار ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ کسی طرح بھی لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے"...... کرنل جیکسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے میں بھی شک میں تھا کہ کوئی نہ کوئی راستہ ہو سکتا ہے جہاں پر توجہ کم ہو اور پاکیشیائی ایجنٹ اس کا فائدہ اٹھا جائیں لیکن اب یہاں رہ کر جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے مطابق ان کے لئے یہاں صحیح سلامت داخل ہونا اور پھر ناش ریز کے کور کے باوجود لیبارٹری میں داخل ہونا قطعی ناممکن ہے اور پہلے مجھے بھروسہ تھا کہ ماسٹر گیری ان ایجنٹوں کا خاتمہ کر دے گا لیکن اس کی موت

کی خبر کے بعد اب ان کا خاتمہ میں ہی کر سکتا ہوں"...... وکٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مارگریٹ اور اپنے گروپ سمیت واپس آ جاؤ لیکن تم نے تمام چیکنگ شہر میں نہیں کرنی کیونکہ اب تو طے شدہ بات ہے کہ ان لوگوں نے بہرحال کارڈ آئی لینڈ ہی جانا ہے۔ اس لئے تمام گھاٹ پر چیکنگ کر دو اور ان کا وہیں خاتمہ کر دو"...... کرنل جیکسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ میں انہیں ٹریس بھی کر لوں گا اور ہلاک بھی کر دوں گا"...... وکٹر نے کہا۔

"اوکے۔ واپس پہنچ کر مجھے رپورٹ دینا"...... کرنل جیکسن نے کہا۔

"یس باس"...... وکٹر نے کہا تو کرنل جیکسن نے رسیور رکھ دیا لیکن اس کی پیشانی پر ایسے تاثرات موجود تھے جیسے وہ کسی معاملے میں الجھن کا شکار ہو۔ وہ کافی دیر تک خاموش رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"وائس ایئر مارشل سے میری بات کراؤ"...... کرنل جیکسن نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیکسن نے

رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیکسن نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''وائس ائیر مارشل کرافورڈ صاحب سے بات کریں۔ وہ لائن پر موجود ہیں''...... فون اپریٹر نے کہا۔

''ہیلو۔ کرنل جیکسن بول رہا ہوں۔ چیف آف سپیشل سروسز''۔ کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس۔ وائس ائیر مارشل کرافورڈ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''اطالیہ کے سمندر میں موجود ایک جزیرہ کارڈ آئی لینڈ ہے لیکن اس پر قبضہ کرانس حکومت کا ہے اور یورپی ملکوں کی طرف سے بنائی گئی چار اہم ترین سائنسی لیبارٹریوں میں سے ایک اہم لیبارٹری کارڈ آئی لینڈ پر واقع ہے۔ گو مخصوص ریز کی بنا پر اس لیبارٹری کو ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے لیکن غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹ اسے نقصان پہنچانے کے لئے کسی بھی وقت وہاں پہنچ سکتے ہیں جبکہ وہاں کرانس ائیر بیس کی وجہ سے اطالیہ کا کوئی فرد وہاں نہیں جا سکتا۔ ان دنوں اس لیبارٹری کے خلاف کام کرنے کے لئے پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ یہاں کام کر رہے ہیں۔ گو ہم ان کو ٹریس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن وہ کسی بھی وقت کارڈ آئی لینڈ پر دھاوا بول سکتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ کرانس ائیر بیس کے انچارج سے ہمارا ایسا رابطہ ہو کہ

ہمیں وہاں کے حالات کا ساتھ ساتھ علم ہوتا رہے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''کارڈ آئی لینڈ پر کرانس کا قبضہ ہے اور اس قبضے کو ہماری حکومت بھی تسلیم کرتی ہے لیکن ہمارا وہاں موجود کرانس ائیر بیس کے افسران کے ساتھ رابطہ رہتا ہے اور وہاں لیبارٹری بھی کرانس حکومت کی اجازت سے بنائی گئی ہے۔ وہاں کے انچارج ائیر کمانڈر نیلسن ہیں۔ میں ان سے بات کر کے آپ کو فیڈ بیک کرتا ہوں۔ پھر آپ ان سے براہ راست رابطہ کر لیں گے''...... وائس ائیر مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیکسن نے بھی رسیور رکھ دیا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے گھاٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے پیچھے بھی ایک کار مسلسل چلی آ رہی تھی۔ پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر وکٹر اور سائیڈ سیٹ پر مارگریٹ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی کار میں ان کے سیکشن کے چار افراد موجود تھے۔ وکٹر اور مارگریٹ کے ساتھ ان کے سیکشن کے آٹھ افراد جزیرے پر گئے تھے اور جب انہیں کرنل جیکسن نے ماسٹر گیری اور اس کے خاص آدمیوں کی ہلاکت کے بارے میں بتایا تو وہ لیبارٹری چھوڑ کر واپس ساحلی شہر آ گئے۔ کرنل جیکسن نے انہیں گھاٹ پر چیکنگ کے لئے کہا تھا اور بات بھی ٹھیک تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا اب شہر میں کوئی کام باقی نہیں رہا تھا۔ انہوں نے ماسٹر گیری اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے اپنی عقب محفوظ کر لی تھی اور اب یقیناً ان کا براہِ راست ہدف ماسٹر لیبارٹری تھا لیکن وکٹر اور مارگریٹ نے کار آئی لینڈ جا کر جو کچھ دیکھا تھا اس سے انہیں سو فیصد یقین ہو گیا

تھا کہ لیبارٹری واقعی ناقابل تسخیر ہے اور وہاں کے انتظامات دیکھ کر انہیں یہ بھی یقین ہو گیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس جزیرے میں کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی لیبارٹری میں داخل ہو سکتے ہیں اس لئے انہوں نے کرنل جیکسن سے واپس آنے کی اجازت لے لی تھی اور اس وقت وکٹر اور مارگریٹ اپنے چار ساتھیوں سمیت گھاٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

''وہ انتہائی تجربہ کار ایجنٹ ہیں۔ وہ لازماً میک اپ میں ہوں گے۔ ہم انہیں چیک کیسے کریں گے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''میں نے اس پر جس انداز میں سوچا ہے اور میرے ذہن میں جو کچھ آیا ہے وہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں''...... وکٹر نے کہا۔

''ہاں بتاؤ''...... مارگریٹ نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''گھاٹ سے کارڈ آئی لینڈ جانے والے راستے پر ایک چھوٹا ٹاپو آتا ہے جہاں کوئی نہیں رہتا اور وہاں اونچی گھاس اور گھنے درخت ہیں لیکن چونکہ وہاں پینے کا پانی دستیاب نہیں ہے اس لئے وہاں کوئی نہیں رہتا۔ چونکہ کارڈ آئی لینڈ سے وہ ٹاپو قریب ہے۔ تقریباً پانچ بحری میل کے فاصلے پر ہے اس لئے ہم وہاں جنگل میں چھپ کر چاروں طرف نگرانی کریں گے۔ پاکیشیائی ایجنٹ لازماً کسی موٹر بوٹ میں آئیں گے''...... وکٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''وہ ہیلی کاپٹر پر بھی تو آ سکتے ہیں''...... مارگریٹ نے کہا تو وکٹر بے اختیار مسکرا دیا۔

''ہیلی کاپٹر سمندر میں تو کہیں نہیں اتر سکتا اور جزیرے پر اترنے سے پہلے اسے فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے گا''...... وکٹر نے کہا۔

''تم مسکرا رہے ہو جیسے میں نے احمقانہ بات کی ہو جبکہ ایسا نہیں ہے۔ وہاں کرانس ایئر بیس ہے اطالیہ کا ایئر بیس نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ ہیلی کاپٹر پر وہاں جائیں گے تو اس ہیلی کاپٹر کو فضا میں تباہ کرنے کی بجائے انہیں گرفتار کرنے اور ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنے کو ترجیح دیں گے''...... مارگریٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''انہیں اطالیہ حکومت کی طرف سے باقاعدہ بتا دیا گیا ہے کہ دشمن ایجنٹوں کا کارڈ آئی لینڈ پر حملے کا خدشہ ہے اس لئے وہ وہاں پر کسی اجنبی ہیلی کاپٹر کو اترنے تو ایک طرف وہاں سے گزرنے بھی نہ دیں اس لئے اب وہ بھی اجنبی ہیلی کاپٹر کو تباہ کرنے کے پابند ہیں''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو اب اس ٹاپو پر جا کر ہم کب تک ان لوگوں کا انتظار کریں گے۔ کیا ان کا کوئی شیڈولڈ ٹائم ہے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''شیڈول کا تو معلوم نہیں ہے لیکن ہمارے پاس اور کوئی طریقہ بھی نہیں ہے۔ گھاٹ بے حد وسیع و عریض ہے۔ ہم کہاں کہاں نگرانی کریں گے۔ پھر انہیں پہچاننے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کی تعداد ہمیں معلوم ہے کہ وہ چار مرد اور دو عورتوں پر مشتمل گروپ ہے اور بس''...... وکٹر نے کہا۔

''وہ آئندہ دس روز تک نہیں آئے تو پھر کیا ہو گا''...... مارگریٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پھر تم بتاؤ کہ کیا کریں''...... وکٹر نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو مارگریٹ بے اختیار ہنس پڑی۔

''یہ تمہاری جھنجھلاہٹ بتا رہی ہے کہ وہ تمہارے اعصاب پر سوار ہو چکے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ ایزی رہو''...... مارگریٹ نے کہا تو وکٹر نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

''میرے ذہن میں تو مزید کوئی بات نہیں آ رہی''...... چند لمحوں بعد وکٹر نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''میں دو ساتھیوں سمیت گھاٹ کو چیک کرتی ہوں۔ تم دو ساتھیوں سمیت ٹاپو پر جا کر رک جاؤ۔ ہمارے درمیان رابطہ ٹرانسمیٹر پر رہے گا۔ ہمیں وہ نظر آ گئے تو ہم ان کے بارے میں تمہیں اطلاع دے کر ان کے پیچھے آئیں گے اور اگر وہ تمہاری طرف پہنچ جائیں تو تم ہمیں اطلاع دو گے تو ہم ان کے عقب میں پہنچ جائیں گے''۔ مارگریٹ نے کہا۔

''ایک اور بات میرے ذہن میں آ رہی ہے۔ اس بارے میں بات ہو جائے تو بہتر ہے''...... وکٹر نے کہا تو مارگریٹ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''کون سی بات''...... مارگریٹ نے کہا۔

''ہم بجائے احمقوں کی طرح ادھر ادھر دوڑنے کے کیوں نہ

اوپن واٹر چیکنگ شروع کرا دیں۔ سمندر پر چلنے والی ہر کشتی اور موٹر بوٹس کو سکرین پر چیک کریں۔ پھر جس پر شک ہو اس کی سپیشل چیکنگ کریں''...... وکٹر نے کہا تو مارگریٹ کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوہ۔ ویری گڈ آئیڈیا۔ نہ صرف گڈ آئیڈیا بلکہ محفوظ آئیڈیا بھی ہے۔ اس پر عمل کر دو وکٹر''...... مارگریٹ نے کہا تو وکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ مارگریٹ نے اس پر مسرت کا اظہار کیا تھا اور پھر جب ان کی کاریں گھاٹ پر پہنچ گئیں تو وکٹر نے کار کو ایک بلڈنگ کے سامنے روک دیا۔ عقبی کار بھی ان کے عقب میں رک گئی۔ وکٹر اور مارگریٹ دونوں نیچے اترے تو عقبی کار میں سے بھی ان کے عقب میں چاروں ساتھی نیچے اتر آئے۔

''مائٹی''...... وکٹر نے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... اس آدمی نے چونک کر کہا۔

''ایک موٹر بوٹ ہائر کرو اور کار میں سے اسلحہ نکال کر اس موٹر بوٹ میں رکھ لو۔ تم اور تمہارے ساتھی اس موٹر بوٹ پر کارڈ آئی لینڈ تک گھومتے رہیں گے جبکہ میں اور مارگریٹ اوپن واٹر چیکنگ کے مین آفس میں بیٹھیں گے اور سیٹلائٹ کے ذریعے ہم گھاٹ سے لے کر کارڈ آئی لینڈ کا چاروں طرف سے جائزہ لیتے رہیں

گے پھر جیسے ہی ہمیں وہ لوگ نظر آئے۔ تمہاری رہنمائی ٹرانسمیٹر پر کر کے ان لوگوں تک لے جائیں گے۔ پھر ان لوگوں کا خاتمہ تمہاری ذمہ داری ہو گی''...... وکٹر نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ ایک بار آپ ان کی نشاندہی کریں۔ پھر ہم ان سے خود ہی نمٹ لیں گے''...... مائٹی نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

''وکٹر انہیں دو دو کے گروپ میں تقسیم کر کے دو موٹر بوٹس کو حرکت میں لے آؤ کیونکہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی آمد کا کوئی وقت یا دن مقرر نہیں اور موٹر بوٹس کو مسلسل حرکت میں رہنا ہو گا اور جب اس کا فیول ختم ہو جائے تو اسے فیول کے لئے گھاٹ پر جانا پڑے گا اور اس وقفے میں اگر پاکیشیائی ایجنٹ نکل جائیں تو ہم صرف منہ ہی دیکھتے رہ جائیں گے''...... مارگریٹ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن دو آدمی کیسے ان لوگوں کا مقابلہ کر سکیں گے''...... وکٹر نے کہا۔

''جب وہ نظر آ جائیں تو دونوں گروپس کو اکٹھے کر کے ان کے مقابلے میں لے آنا۔ انہیں بہرحال طویل سفر کر کے کارڈ آئی لینڈ پہنچنا ہو گا''...... مارگریٹ نے جواب دیا تو وکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔

دو کاریں تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی گھاٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ آگے والی کار میں عمران، صفدر اور جولیا موجود تھے جبکہ عقبی کار میں تنویر، صالحہ اور کیپٹن شکیل بیٹھے ہوئے تھے۔ اگلی کار میں ڈرائیونگ سیٹ پر عمران موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر صفدر تھا اور عقبی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر، سائیڈ سیٹ پر صالحہ اور عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔

''خدا خدا کر کے عمران حرکت میں تو آیا''...... اچانک کار میں چھائی ہوئی خاموشی کو تنویر نے توڑتے ہوئے کہا۔

''عمران تو ہمیشہ حرکت میں ہی رہتا ہے تنویر۔ البتہ وہ ہمیں معاملات کے آخری منظر میں حرکت میں لاتا ہے''...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ بھی وہ چیف کی وجہ سے کرتا ہے ورنہ اس کا بس چلے تو وہ اکیلا ہی کام کرتا رہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صالحہ

بے اختیار ہنس پڑی۔

''عمران صاحب کے کام کرنے کا اپنا ایک خاص اسٹائل ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''مس صالحہ۔ آپ کا خیال درست ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ اور تنویر دونوں چونک پڑے۔

''تم نے تو عمران کی حمایت کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے کیپٹن شکیل''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''صرف میں نے نہیں۔ تم بھی یہی کام کرتے ہو''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر اور صالحہ دونوں چونک پڑے۔

''میں۔ میری بات کر رہے ہو۔ میں تو اس پر تنقید کرتا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''تم بہرحال اس کا نام لیتے ہو اور اس طرح بحث شروع ہو جاتی ہے اور اس بحث کا مرکز عمران ہی ہوتا ہے۔ تم نے کبھی دیکھا ہے کہ عمران تمہارا یا کسی اور ساتھی کا نام سنجیدگی سے لے اور اس پر بحث شروع ہو جائے۔ ہمیشہ زیر بحث وہی ہوتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا کروں۔ کیا اس کی تعریف کروں''...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم اس کی کارکردگی پر مثبت انداز میں سوچا کرو۔ پھر تمہاری کارکردگی کی تعریف عمران کو کرنا پڑے گی اور اس طرح تم خود زیر

بحث آ جاؤ گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''وہ کوئی قابل تعریف کام کرے تو میں بھی اس کی تعریف کروں''...... تنویر نے کہا۔

''مس صالحہ نے کہا ہے کہ عمران صاحب ایک خاص اسٹائل میں کام کرتے ہیں۔ یہ بات درست ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ کیسے''...... تنویر نے مزید جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

''میں بتاتا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں بتاؤ''...... تنویر نے کہا۔

''عمران صاحب تک جو کیس بھی پہنچتا ہے چاہے اس کی ابتدا اس سے ہو یا کسی اور کا دریافت کردہ کیس اس تک پہنچے۔ وہ پہلے یہ چیک کرتے ہیں کہ کیا یہ اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لایا جائے۔ وہ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کی اہمیت دوسروں کی نظروں میں بڑھ جاتی ہے۔ پھر عمران صاحب اگر فیصلہ کریں کہ اس کیس پر انہوں نے کام کرنا ہے تو پھر وہ اپنا ٹارگٹ فکسڈ کرتے ہیں مثلاً اس کیس میں ان کا ٹارگٹ ماسٹر لیبارٹری ون ہے۔ اب یہ کہاں ہے، کس انداز کی ہے، اس کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں یہ سب معلومات عمران صاحب حرکت میں آنے سے پہلے کنفرم کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد جیسے شاہین اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ اس طرح

عمران صاحب آخری لمحے اپنے شکار پر جھپٹتے ہیں اور شکار چت ہو جاتا ہے۔ چونکہ وہ کوئی کام فرض کرنے پر نہیں چھوڑتے بلکہ کنفرم کئے بغیر آگے نہیں بڑھتے۔ اس لئے انہیں ناکامی سے دو چار نہیں ہونا پڑتا''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''بس یا کچھ اور''...... تنویر نے کہا۔

''کیا یہ کافی نہیں ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم کہتے ہو تو اتنا ہی کافی ہے۔ میرا اور اس کا اختلاف اس آخری بات پر ہے۔ عمران پہلے ہر چیز کنفرم کرتا ہے۔ پھر آگے بڑھتا ہے جبکہ میں اس بات کا قائل ہوں کہ تم آگے بڑھو بند راستے خود بخود کھل جائیں گے اور پھر خود بخود کنفرم یا ریجیکٹ ہوتا جائے گا۔ جو کچھ عمران اپنے اسٹائل کے آخر میں کرتا ہے۔ میں اس سے آغاز کرنا چاہتا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''تنویر بھی ٹھیک کہتا ہے کیپٹن شکیل۔ عمران صاحب واقعی شروع میں بہت وقت لیتے ہیں جبکہ تنویر صرف حرکت کا قائل ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''اچھا بتاؤ کہ اب عمران صاحب کیا کرنے جا رہے ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ تو واضح ہے کہ عمران صاحب اب کارڈ آئی لینڈ جا رہے ہیں جہاں لیبارٹری ہے۔ وہاں پہنچ کر ناش ریز کا سرکل ختم کر کے وہ اس لیبارٹری میں سے پاکیشیائی فارمولا حاصل کریں گے اور پھر

اس ناقابل تسخیر سمجھی جانے والی لیبارٹری کو تباہ کر دیں گے اور اس کے بعد پاکیشیا واپس''...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کام تو واقعی اتنا ہی ہے لیکن کیا اس میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی۔ وہ سرکاری ایجنسی سپیشل سروسز جس کے ایجنٹ وکٹر اور مارگریٹ پاکیشیا سے فارمولا لے آئے ہیں وہ لوگ مقابلے پر نہیں آئیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''وہ کیا رکاوٹ پیدا کر سکتے ہیں۔ کیا وہ لیبارٹری میں پہلے سے موجود ہوں گے''...... صالحہ نے کہا۔

''کچھ نہ کچھ تو بہرحال ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے اس بار مختصر جواب دیتے ہوئے کہا کیونکہ آگے جانے والی کار جسے عمران ڈرائیو کر رہا تھا سائیڈ پر مڑنے کا کاشن دے رہی تھی۔ پھر اس کے موڑ مڑتے ہی وہ گھاٹ پر پہنچ گئے۔ عمران نے اپنی کار ایک پبلک پارکنگ میں روکی تو تنویر نے بھی کار اس پارکنگ میں لے جا کر روک دی۔ پارکنگ انتظامیہ سے پارکنگ کارڈ لے کر وہ سب پارکنگ سے باہر آ گئے۔

''تم سب یہیں رکو۔ میں موٹر بوٹ کا بندوبست کر کے ابھی آتا ہوں''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''اب بندوبست۔ کیا مطلب عمران صاحب۔ کیا آپ نے پہلے اس کا بندوبست نہیں کیا تھا''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن عمران کوئی جواب دیئے بغیر گھاٹ کی طرف بڑھ گیا جہاں

موٹر بوٹس موجود تھیں اور لوگوں کا بھی خاصا رش تھا۔

''ہمیں وہاں اس انداز میں نہیں جانا چاہئے۔ موٹر بوٹس تو ان کی نظروں میں رہتی ہوں گی''...... صفدر نے کہا۔

''اور کرو عمران کی حمایت۔ وہ تو ایسے ہی کسی روز ہم سب کو ہلاک کرا دے گا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ اپنی جان تو دے سکتا ہے ہماری جانوں کی حفاظت کی خاطر۔ ایسی باتیں مت کیا کرو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد عمران واپس آ گیا۔

''آؤ میرے ساتھ''...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا تو اس کے ساتھی اس کے پیچھے چل پڑے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک نئے ماڈل کی موٹر بوٹ میں موجود تھے۔ موٹر بوٹ پر سفید رنگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا جس پر چار مختلف رنگوں کے دائرے بنے ہوئے تھے۔ عمران موٹر بوٹ کا کیپٹن بنا ہوا تھا اور موٹر بوٹ کنٹرول کر رہا تھا جبکہ اس کے ساتھی عرشے پر اس کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ اس موٹر بوٹ سے سیدھے کارڈ آئی لینڈ جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''وہاں براہِ راست جا ہی نہیں سکتے۔ کارڈ آئی لینڈ سے دو بحری میل پہلے ریڈ لائن سمندر میں موجود ہے جس کا مطلب ہوتا ہے کہ

اس سے آگے جانا ممنوع ہے اور اگر کوئی نہ رکے تو اسے میزائلوں سے تباہ کر دیا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ نے کیا پلاننگ کی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس موٹر بوٹ میں دو بڑے تھیلے نیچے کمرے میں موجود ہیں جن میں ایسے لباس موجود ہیں جن کی مدد سے ہم زیر آب سفر کرتے ہوئے کارڈ آئی لینڈ تک آسانی سے پہنچ جائیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''تو یہ بوٹ پہلے سے تیار تھی''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں ظاہر ہے۔ اتنا تو تم خود بھی سوچ لیا کرو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم سوچ لیا کریں تو آپ کیا کریں گے''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''بحث ختم کرو۔ ہم اس وقت بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہیں۔ ہمیں بتاؤ عمران کہ آئندہ کیا ہونا ہے اور ہمارے لئے کیا رسک ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''رسک یہی ہے کہ جو ہم نے اس کاشن لائن کو کراس کرنا ہے۔ اس کے بعد آگے ہم نے ناش ریز کا سرکل ختم کر کے لیبارٹری میں داخل ہونا ہے اور پھر وہاں سے اپنا فارمولا لے کر اسی طرح واپس آنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''واپسی پر بوٹ کہاں ہو گی''...... صفدر نے کہا۔

''بوٹ آٹو سٹیرو کنٹرولڈ ہے اس لئے یہ خود بخود گھاٹ پر واپس پہنچ جائے گی اور پھر ہمارے کاشن پر اسے واپس لایا بھی جا سکے گا''...... عمران نے کہا اور اس سے پہلے کہ اس پر مزید سوالات ہوتے یا مزید کوئی بات ہوتی، اچانک ایک طرف سے نمودار ہونے والی بوٹ تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگی۔ اس پر موجود ہارن بجنے لگا تھا تو سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو اس موٹر بوٹ پر سرخ پٹیوں والا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ نیوی کی بوٹ ہے لیکن اس میں موجود دو آدمی سول ڈریس میں تھے۔ موٹر بوٹ ہارن بجاتی ہوئی تیزی سے ان کی بوٹ کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ عمران نے بوٹ کو روک لیا تھا۔ سرکاری بوٹ قریب آ کر ان کی بوٹ کے ساتھ مل گئی تو ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک آدمی تیزی سے ان کی بوٹ پر آ گیا۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔

''آپ سیاح ہیں''...... اس آدمی نے نرم لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ آپ کون ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میرا تعلق اوپن واٹر چیکنگ سٹاف سے ہے۔ ہم اپنے ملک کی سمندری حدود کے اندر سیاحوں کی مدد کرتے ہیں۔ آپ کو کوئی بھی پریشانی ہو تو آپ زیرو، زیرو، تھری، ون فریکونسی پر ہمیں کال کر سکتے ہیں۔ ہم خود آپ کی مدد کے لئے پہنچ جائیں گے''۔ آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ گڈ بائی"...... اس آدمی نے کہا اور مڑ کر واپس اپنی بوٹ پر جانے کے لئے آگے بڑھا لیکن اسی لمحے اس نے اپنے ایک ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا تو اس کے ہاتھ سے ایک بڑا سا نیلے رنگ کا کیپسول نکل کر بوٹ کے فرش سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ذہن کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومنے لگا۔ عمران نے اپنے ذہن کو کنٹرول کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن ایسا نہ ہوا اور اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور شاید اس بار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

ایک آفس نما بڑے کمرے میں وکٹر اور مارگریٹ دونوں کرسیوں پر بیٹھے ایک بڑی سکرین پر نظر آنے والے سمندر کو دیکھنے میں مصروف تھے۔ اس آفس نما کمرے کی تین دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی سکرینیں موجود تھیں جن کے سامنے آپریٹر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ اوپن واٹر چیکنگ سیکشن کا ہیڈ آفس تھا۔ یہ ان سیاحوں کی مدد کے لئے بنایا گیا تھا جو کرائے پر بوٹس لے کر سمندر میں گھومتے پھرتے اور انجوائے کرتے ہیں۔ جس سکرین کے سامنے وکٹر اور مارگریٹ موجود تھے یہ مین کنٹرولنگ مشین تھی۔ سکرین چار حصوں میں تقسیم تھی اور سیٹلائٹ کے ذریعے سمندر کے چاروں طرف کا وہ حصہ سکرین پر نظر آ رہا تھا جو اطالیہ کی سمندری حدود کے اندر تھا۔ چاروں حصوں میں بے شمار بوٹس پانی پر دوڑتی پھرتی نظر آ رہی تھیں۔ وکٹر اور مارگریٹ دونوں کے ساتھ وہاں اس سکرین کا آپریٹر بھی موجود تھا جو اس مشین کو آپریٹ کر رہا تھا۔ اس آپریٹر کا

نام ڈریڈ تھا۔ اسے بتا دیا گیا تھا کہ وکٹر اور مارگریٹ سپیشل سروسز کے ایجنٹ ہیں۔ اس لئے اس کا انداز اور لہجہ دونوں بے حد مؤدبانہ تھے۔ وکٹر نے اسے بریف کر دیا تھا کہ وہ کیوں یہاں بیٹھے ہیں اور کیا وہ چاہتے ہیں اس لئے ڈریڈ ان کے ساتھ ہر طرح سے مکمل تعاون کر رہا تھا۔ اس نے وکٹر کے سیکشن کی دو بوٹس کو سرخ دائروں کے اندر شو کر دیا تھا تاکہ انہیں اپنی بوٹس کو بھی تلاش نہ کرنا پڑے۔ وہ دونوں البتہ سکرین پر نظر آنے والی سیاحوں کی بوٹس کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ بوٹ۔ اسے مارک کرو ڈریڈ''...... یکلخت وکٹر نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے سکرین پر دکھائی دینے والی بوٹ کی طرف انگلی سے اشارہ کیا تو ڈریڈ نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی اس بوٹ کے گرد دو دائرے سرخ رنگ کے نظر آنے لگے۔

''اسے بڑا کرو''...... وکٹر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا تو ڈریڈ نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی اور وہ بوٹ اب سکرین پر انتہائی واضح انداز میں نظر آنے لگی۔

''صرف تعداد پر انحصار کر رہے ہو یا کوئی اور نشانی بھی ہے''۔ مارگریٹ نے کہا۔

''ان کی تعداد کے ساتھ ساتھ ان کے قدوقامت بھی بتا رہے ہیں کہ یہی ہمارے مطلوبہ لوگ ہیں۔ ڈریڈ۔ ہماری بوٹ کو سکرین

پر بڑا کر کے اس کے انچارج مائٹی سے میری بات کراؤ''...... وکٹر نے پہلے مارگریٹ کو جواب دیا اور پھر وہ ڈریڈ سے مخاطب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ایک بوٹ واضح طور پر سکرین پر پہلے سے بڑی نظر آنے لگ گئی۔

''بات کریں جناب''...... ڈریڈ نے کہا۔

''ہیلو۔ ہیلو مائٹی۔ میں وکٹر بول رہا ہوں''...... وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ مائٹی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''سنو۔ تمہارے دائیں ہاتھ کی طرف تم سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک بوٹ موجود ہے اس میں دو عورتیں اور کیپٹن سمیت چار مرد ہیں۔ یہ سب ایکریمین ہیں لیکن دراصل یہ ہمارے مطلوبہ لوگ ہیں۔ تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا بڑا کیپسول موجود ہے یا نہیں''...... وکٹر نے بات کرتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔

''میری جیب میں موجود ہے چیف''...... مائٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو سنو۔ تم سیاحوں کی اس بوٹ جس کا نمبر اور کلر میں تمہیں بتا رہا ہوں، کے قریب جا کر ہارن بجاؤ۔ اس سے پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس کا کیپسول نکال کر مٹھی میں رکھ لینا۔ ان کے

سامنے جیب میں ہاتھ ڈالا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ انتہائی تیز اور تجربہ کار ہیں۔ ان کی بوٹ پر جاؤ اور ان سے انتہائی نرمی سے بات کرنی ہے تاکہ انہیں تم پر شک نہ ہو۔ انہیں بتا دینا کہ تمہارا تعلق اوپن واٹر چیکنگ ڈیپارٹمنٹ سے ہے اور اس ڈیپارٹمنٹ کا کام سمندر میں گھومنے والے سیاحوں کی امداد ہے۔ بے شک انہیں رابطہ نمبر بتا دینا تاکہ انہیں شک نہ ہو۔ پھر واپس آتے ہوئے ہاتھ میں موجود کیپسول کو بوٹ کے فرش پر مار دینا اور خود تم نے سانس روکنا ہے ورنہ یہ انتہائی زود اثر گیس کا کیپسول ہے تم بھی ساتھ ہی بے ہوش ہو جاؤ گے۔ سمجھ گئے ہو''...... وکٹر نے تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کی توقعات پر پورا اتروں گا''...... مائٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ اگر تم نے کامیابی سے یہ کام کرلیا تو تمہیں فوری ترقی بھی دی جائے گی اور انعام بھی''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف۔ لیکن ان کے بے ہوش ہونے کے بعد کیا کرنا ہے''...... مائٹی نے کہا۔

'' پھر انہیں بے ہوشی کی حالت میں لے کر سپیشل گھاٹ پر پہنچ جانا۔ وہاں ہماری سٹیشن ویگن موجود ہے۔ اس میں انہیں لاد کر پوائنٹ تھری پر لے جانا اور کراڈ کے حوالے کر دینا۔ ہم اپنی کار میں

وہاں پہنچ جائیں گے''...... وکٹر نے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف''...... مائٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ گڈ لک''...... وکٹر نے کہا تو مائٹی کی بوٹ تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

''رابطہ کاٹ دو مائٹی کے ساتھ۔ ورنہ وہاں ان کی موجودگی میں رابطہ ہو گیا تو سیٹی کی مخصوص آواز سے وہ لوگ چونک پڑیں گے''...... وکٹر نے ڈریڈ سے کہا۔

''یس سر''...... ڈریڈ نے جواب دیا اور سامنے موجود پینل پر یکے بعد دیگرے چند بٹن پریس کر دیئے۔ مارگریٹ خاموش بیٹھی مسلسل سکرین کو دیکھ رہی تھی۔ ڈبل سرخ دائرے والی موٹر بوٹ نظر آ رہی تھی۔

''کاش مائٹی کی بجائے تم خود بوٹ پر جاتے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''جو تم سوچ رہی ہو ایسی بات نہیں ہے۔ مائٹی میری ٹیم میں سب سے زیادہ سمجھدار آدمی ہے۔ تم دیکھنا وہ کس طرح کام کرتا ہے''...... وکٹر نے کہا تو مارگریٹ نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ ایک سرخ دائرے کے اندر مائٹی کی بوٹ تیزی سے دو سرخ دائرے کے اندر موجود موٹر بوٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر دو سرخ دائروں والی بوٹ جو پاکیشیائی ایجنٹوں کی تھی، آہستہ ہونا شروع ہو گئی۔

''آواز یہاں نہیں پہنچ سکتی''...... مارگریٹ نے پوچھا۔

''جی نہیں میڈم''...... ڈریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو مارگریٹ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے لیکن اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں پھر مائٹی کی بوٹ پاکیشیائی ایجنٹوں کی بوٹ کے ساتھ جا کر رک گئی اور مائٹی اچھل کر پاکیشیائی ایجنٹوں کی بوٹ میں پہنچ گیا۔ بوٹ میں موجود چار مرد اور دو عورتیں اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھیں۔ ان سب کی نظریں مائٹی اور اس کی بوٹ کے ساتھ ساتھ اس میں موجود مائٹی کے ساتھی کو دیکھ رہی تھیں۔ پھر مائٹی اور ایک پاکیشیائی ایجنٹ کے منہ ہلتے نظر آنے لگے۔ مائٹی کے دونوں ہاتھ جیبوں سے باہر تھے۔ وکٹر اور مارگریٹ دونوں کے دل اس طرح دھڑک رہے تھے کہ جیسے ابھی پھٹ جائیں گے لیکن وہاں کا ماحول درست ہی نظر آ رہا تھا۔ پھر مائٹی اپنی بوٹ میں واپس جانے کے لئے مڑنے لگا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی پاکیشیائی ایجنٹ اس طرح بوٹ میں گرنے لگے جیسے آٹے کے بھرے ہوئے تھیلے خالی ہوتے ہیں جبکہ مائٹی نے ہاتھ جھٹکتے ہی بڑے ماہرانہ انداز میں چھلانگ لگائی اور اپنی بوٹ میں پہنچ گیا۔ پھر مائٹی کے ساتھی نے آگے بڑھ کر دونوں بوٹس کو باندھا اور پھر مائٹی اور وہ دونوں پاکیشیائی ایجنٹوں کو بوٹ میں پہنچ گئے۔ مائٹی وہیں عرشے پر رہا جہاں دو عورتیں اور چار مرد بے ہوش پڑے ہوئے تھے جبکہ اس کے ساتھی نے ایک ایک کر کے ان بے ہوش افراد کو

اٹھا کر بوٹ کے نیچے موجود کمرے میں ڈال لیا تھا تاکہ ساتھ سے گزرنے والوں کو بے ہوش افراد نظر نہ آئیں۔ پھر مائٹی پاکیشیائی ایجنٹوں کی موٹر بوٹ میں بیٹھ گیا جبکہ مائٹی کا ساتھی اپنی بوٹ میں آ کر کیپٹن سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر تیزی سے دونوں بوٹس سپیشل گھاٹ کی طرف بڑھنے لگیں۔

''بہت ہی خطرناک مرحلہ تھا لیکن مائٹی نے یہ مرحلہ بے حد خوبی سے طے کیا ہے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم تھا کہ ایسا ہی ہو گا۔ آؤ اب چلیں''...... وکٹر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی مارگریٹ اور ڈریڈ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ وکٹر نے ڈریڈ کا شکریہ ادا کیا اور پھر مارگریٹ اور وکٹر دونوں نیچے کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھنے لگے۔

''اب آخری مرحلہ رہ گیا ہے''...... مارگریٹ نے کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''کون سا''...... وکٹر نے چونک کر کہا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

''کہ کیا یہ واقعی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں''...... مارگریٹ نے کہا۔

''بالکل ہیں۔ میں ایجنٹوں کے انداز کو بہت اچھی طرح سمجھتا ہوں لیکن اگر یہ وہ ایجنٹ نہ ہوئے تب بھی انہیں مرنا تو بہرحال ہے''...... وکٹر نے کار سٹارٹ کر کے اسے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

''دراصل جس آسانی سے یہ لوگ سرنڈر کیے گئے ہیں اس پر مجھے شک ہے کہ یہ لوگ ایجنٹ نہیں ہیں''...... مارگریٹ نے کہا۔

''اصل میں انہیں مائٹی پر شک نہیں ہوا۔ اگر شک پڑ جاتا تو معاملات یکسر بدل جاتے''...... وکٹر نے جواب دیا اور پھر کار تیزی سے دوڑتی ہوئی اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں ایک کوٹھی میں پوائنٹ تھری بنایا گیا تھا اور پھر ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ اس کالونی میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک کوٹھی کے جہازی سائز کے پھاٹک کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ وکٹر نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک آدمی باہر آ گیا۔

''پھاٹک کھولو وکی''...... وکٹر نے کہا۔

''یس چیف''...... وکی نے سلام کرتے ہوئے کہا اور مڑ کر واپس اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور وکٹر نے کار اندر کی طرف بڑھا دی۔ سائیڈ میں پارکنگ تھی جہاں ایک کار پہلے سے موجود تھی۔ وکٹر نے کار سائیڈ پر لے جا کر روکی اور پھر وہ اور مارگریٹ دونوں کار سے نیچے اترے اور اسی لمحے عمارت کے برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر ایک آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وکٹر کی طرف آنے لگا۔

''کہاں ہیں وہ لوگ کراڈ''...... وکٹر نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بلیک روم میں راڈز میں جکڑے ہوئے موجود ہیں''...... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مائٹی جو انہیں لے آیا تھا وہ کہاں ہے''...... وکٹر نے پوچھا۔

''وہ انہیں میرے سپرد کر کے اور آپ کی آمد کا بتا کر واپس چلا گیا تھا''...... کراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... وکٹر نے کہا۔ وہ سب عمارت کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہوئے۔ یہاں سامنے دیوار کے ساتھ دس راڈز والی کرسیاں رکھی گئی تھیں جن میں سے چھ کرسیوں پر افراد موجود تھے۔ چار مرد ایک طرف اور دونوں عورتیں ایک طرف تھیں۔ وہ سب ابھی تک بے ہوش تھے۔ سامنے چھ کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ یہ ہال کمرہ اپنی ساخت سے ساؤنڈ پروف دکھائی دے رہا تھا۔

''آؤ بیٹھو''...... وکٹر نے مارگریٹ سے کہا اور خود بھی سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ مارگریٹ بھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''ان کی تلاشی لی ہے''...... مارگریٹ نے پوچھا۔

''یس میڈم۔ لیکن سوائے پرس اور سیاحتی کاغذات کے علاوہ اور کچھ نہیں ملا''...... کراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کوئی اسلحہ کسی کے پاس تو ہوگا''...... وکٹر نے مارگریٹ کی معنی خیز نظروں کو دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔

''نہیں چیف۔ ان کے پاس کسی قسم کا کوئی اسلحہ نہیں تھا''۔ کراڈ

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سپیشل میک اپ واشر لا کر ان کے میک اپ واش کرو''۔ وکٹر نے مزید کوئی بات پوچھنے کی بجائے کراڈ کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... کراڈ نے کہا اور مڑ کر ایک کونے میں موجود لوہے کی بڑی سی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے سپیشل میک اپ واشر نکالا اور الماری بند کر کے وہ مڑا اور پھر اس نے ایک خالی کرسی پر اسے رکھ کر اس کا مخصوص کنٹوپ ایک عورت کے سر اور گردن پر چڑھا کر بٹن بند کئے اور پھر اسے آن کر دیا۔ کنٹوپ میں گہری سفید رنگ کی دھند سی پھیلتی ہوئی نظر آنے لگی اور میک اپ واشر سے زوں زوں کی آواز نکلنے لگی۔ کچھ دیر بعد آواز نکلنا بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی دھند غائب ہونا شروع ہو گئی۔ کچھ دیر بعد کراڈ نے کنٹوپ کو ہٹایا تو وکٹر اور مارگریٹ دونوں بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ وہ عورت اب بھی ایکریمین ہی تھی۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''باقی افراد کو چیک کرو''...... وکٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... کراڈ نے کہا اور پھر اس نے باری باری سب کے میک اپ چیک کئے لیکن ان میں سے کسی کا بھی میک اپ واش نہ ہوا۔

''انہیں گولی مارو۔ تمہارے اندازے نے خواہ مخواہ ہمارا وقت ضائع کیا ہے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''میں اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں۔ یہ لوگ میک اپ میں ہیں۔ اب یہ اور بات ہے کہ میک اپ واش نہیں ہو رہے۔ اب انہیں ہوش میں لانا پڑے گا''...... وکٹر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ مارگریٹ کی بات سے اس کی انا مجروح ہوئی تھی۔

''کیا فائدہ وقت ضائع کرنے کا۔ انہیں گولی مارو اور چلو واپس ورنہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہم ان کے چکر میں یہاں وقت ضائع کرتے رہیں اور وہ لوگ اپنا کام کر گزریں''...... مارگریٹ نے کہا۔

''خاموش رہو۔ جو میں کر رہا ہوں ٹھیک ہے۔ اگر ان کے میک اپ واش ہو جاتے تو میں انہیں ہوش میں لائے بغیر گولیاں مار دیتا لیکن اب انہیں ہوش میں لانا ضروری ہے تا کہ اصل بات سامنے آ سکے''...... وکٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو پھر سب کو ہوش میں مت لے آؤ۔ کسی ایک کو ہوش میں لے آؤ اور پھر اس پر تحقیقات مکمل کر لو تا کہ وقت ضائع نہ ہو''۔ مارگریٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری یہ تجویز درست ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''اس لڑکی کو ہوش میں لے آؤ''...... وکٹر نے ایک سائیڈ پر موجود ایک لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کراڈ سے کہا۔

"یس چیف"...... کراڈ نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک لمبی گردن والی چھوٹی بوتل نکالی اور آگے بڑھ کر آخر میں موجود لڑکی کے قریب پہنچ کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ اس لڑکی کی ناک سے لگایا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر جیب میں ڈالی اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور وکٹر اور مارگریٹ کی کرسیوں کے پیچھے آ کر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"تم نے اصلیت معلوم کرنے کے لئے لڑکی کا انتخاب کیوں کیا"...... مارگریٹ نے قدرے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"عورتیں موت کو سامنے دیکھ کر جلد خوفزدہ ہو جاتی ہیں اس لئے"...... وکٹر نے جواب دیا۔ اسی لمحے اس لڑکی نے کراہتے ہوئے اپنا ڈھلکا ہوا سر اوپر اٹھایا تو وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

صالحہ کے تاریک ذہن میں روشنی کے نقطے تیزی سے جل بجھ رہے تھے اور ان کی تعداد میں خاصی تیز رفتاری سے اضافہ ہو رہا تھا لیکن وہ پوری طرح ہوش میں نہ آئی تھی لیکن جس تیزی سے روشنی پھیل رہی تھی اس سے اس کا ذہن ماحول کو قبول کرتا چلا جا رہا تھا۔ پھر اسی نیم بے ہوشی کے دوران اس کے کانوں میں ایک نسوانی آواز پڑی۔ پھر اس کا جواب کسی مرد نے دیا اور ان آوازوں کو جب ذہن نے قبول کیا تو اس کے ہوش میں آنے کی رفتار تیز ہو گئی۔

"اسے اب تک ہوش میں آ جانا چاہئے تھا"...... ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی اور اس بار صالحہ کے ذہن نے نہ صرف اس آواز کو قبول کیا بلکہ اس کے معنی بھ[illegible]ں کے ذہن میں پورے تناظر سے ابھرے تھے۔

"آ جائے گا ہوش۔ آخر گیس کے اثرات اتنی جلدی تو ختم نہیں

ہو سکتے''...... مردانہ آواز نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کا یہ جواب بھی صالحہ کے ذہن نے اپنے پورے سیاق و سباق کے ساتھ قبول کیا لیکن اس کا بیدار ہوتا ہوا شعور ابھی پوری طرح بیدار نہ ہوا تھا۔

''مجھے اس لئے جلدی ہے کہ میں رزلٹ دیکھنا چاہتی ہوں''۔ نسوانی آواز میں کہا گیا۔

''رزلٹ تو ابھی سامنے آ جائے گا جب یہ لڑکی ہوش میں آتے ہی ایشیائی زبان میں بات کرے گی کیونکہ نیم بے ہوشی کی حالت میں انسان کے منہ سے اس کی مادری زبان کے الفاظ ہی نکلتے ہیں''...... مردانہ آواز میں کہا گیا اور یہ بات جیسے ہی صالحہ کے ذہن نے قبول کی، اس کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس جھٹکے کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا لیکن ذہنی طور پر لگنے والے جھٹکے نے اسے بتا دیا کہ وہ ایکریمین میک اپ میں ہے۔ چنانچہ اس نے تیزی سے سر اٹھاتے ہوئے ایکریمین زبان اور لہجے میں حیرت کا اظہار کیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ کیا مطلب ہے۔ وہ۔ وہ موٹر بوٹ۔ یہ سب کیا ہے۔ تم کون ہو''...... صالحہ نے ایکریمین زبان اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو سامنے کرسی پر بیٹھی لڑکی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے مرد کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ انداز میں ہنس پڑی۔

''کون ہو تم۔ کیا نام ہے تمہارا''...... اس مرد نے صالحہ کی

طرف دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو۔ تمہیں اخلاقیات کا بھی علم نہیں ہے۔ میرا نام ڈیسی ہے اور میرا تعلق گاریو یونیورسٹی سے ہے''...... صالحہ نے بھی غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ واقعی ایکریمیز ہیں وکٹر۔ اب مزید وقت ضائع مت کرو۔ انہیں گولی مارو اور واپس کارڈ آئی لینڈ چلو''...... اس لڑکی نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہ سب ڈرامہ ہے مارگریٹ۔ یہ لڑکی ہرگز ایکریمین نہیں ہے۔ ایکریمین کبھی اس لہجے میں بات نہیں کرتے۔ میں ابھی تم پر ثابت کر دوں گا''...... وکٹر نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے اس طرح چیخ کر کہا جیسے اسے ہسٹریا کا دورہ پڑ گیا ہو۔ اس کے چہرے پر کچھ ایسے تاثرات تھے کہ صالحہ فوراً سمجھ گئی کہ یہ اس پر بے رحمانہ اور غیر انسانی تشدد بھی کر سکتا ہے۔ اس کے باقی ساتھیوں کے جسم کرسیوں پر ڈھلکے پڑے ہوئے تھے حتیٰ کہ عمران کی بھی یہی حالت تھی اس لئے اب صالحہ کو نہ صرف اپنے آپ کو بچانا تھا بلکہ عمران اور دوسرے ساتھیوں کو بھی بچانا تھا اور وکٹر اور مارگریٹ کے نام سنتے ہی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ دونوں وہی ہیں جو پاکیشیا سے فارمولا اڑا لائے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ دونوں انتہائی تجربہ کار اور ٹرینڈ لوگ ہیں۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... صالحہ کو وکٹر کی آواز سنائی دی۔

''میں نے بتایا تو ہے کہ میرا نام ڈیسی ہے اور ہمارا تعلق گاریو یونیورسٹی سے ہے۔ ہمارے پاس کاغذات موجود ہیں۔ ہم سیاح ہیں۔ تم کون ہو اور تم نے ہمیں یہاں کیوں جکڑ رکھا ہے''...... صالحہ نے چیختے ہوئے لہجے میں اس انداز میں کہا جیسے کہ ایکریمین عورتیں خطرے کو محسوس کرنے پر اس طرح کا سخت ردعمل ظاہر کرتی ہیں۔

''میں ٹھیک کہہ رہی ہوں وکٹر۔ تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو۔ اس کا نقصان ہمیں ہو گا''...... مارگریٹ نے ایک بار پھر کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ عورت جھوٹ بول رہی ہے۔ اسے گولی مار دینا چاہئے۔ پھر دوسرے کو ہوش میں لاکر ان سے پوچھ گچھ کر لیں گے۔ یہ تو جائے''...... وکٹر نے کہا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر وہ آگے بڑھا اور پھر اس نے مشین پسٹل کی نال صالحہ کی کنپٹی سے لگا دی۔ وہ صالحہ کی سائیڈ میں کھڑا تھا چونکہ بالکل سائیڈ میں کرسی تھی اس لئے وہ تھوڑا سا ہٹ کر کھڑا تھا۔

''میں صرف آٹھ تک گنوں گا۔ پھر گولی چلا دوں گا''...... وکٹر نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ صالحہ نے سر کو زور سے اس طرح گھمایا جیسے کسی پر ذہنی دورہ پڑھ جائے تو وہ زور زور سے سر کو گھماتا ہے۔ اچانک صالحہ کے سر گھمانے سے وکٹر کے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے پھسل کر نیچے فرش پر جا گرا اور وکٹر لاشعوری طور پر مشین

پسٹل اٹھانے کے لئے فرش کی طرف جھکا ہی تھا کہ صالحہ نے اپنے جسم کو اس انداز میں جھٹکے سے موڑا جیسے وہ اپنے آپ کٹر کے جسم سے بچانے کے لئے کرسی کے دوسرے کونے میں سمٹنا چاہتی ہو جبکہ اس طرح اس کا دایاں بازو ایک جھٹکے سے راڈ کی گرپ سے باہر آ گیا تھا۔ یہ سب کچھ صرف چند سیکنڈ میں ہی ہو گیا۔ وکٹر مشین پسٹل اٹھانے کے لئے جھکا ہوا تھا جبکہ سامنے کرسی پر بیٹھی مارگریٹ اور کرسیوں کے پیچھے کھڑا ہوا کراڈ، صالحہ کی بجائے وکٹر کی طرف متوجہ تھے اور انہیں معلوم ہی نہ ہو سکا کہ صالحہ کا ایک بازو راڈ سے باہر آ چکا ہے اور پھر جیسے ہی وکٹر مشین پسٹل اٹھا کر سیدھا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے مشین پسٹل کا رخ صالحہ کی طرف کیا ہی تھا کہ صالحہ کا راڈ سے باہر آیا ہوا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور وکٹر کے اس ہاتھ پر جا لگا جس میں مشین پسٹل پکڑا ہوا تھا اور اس بار مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر عقبی دیوار سے ٹکرا کر کرسیوں کے درمیان ایک رخنے میں جا گرا۔ اسی لمحے وکٹر کا دوسرا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور تڑاخ کی تیز آواز کے ساتھ ہال کمرہ گونج اٹھا۔ یہ صالحہ کے منہ پر پڑنے والے وکٹر کے ہاتھ کے تھپڑ کی آواز تھی۔ صالحہ کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی لیکن تھپڑ کی وجہ سے اس کا جسم خود بخود کرسی کی اس سائیڈ کی طرف مڑا جس کی مخالف سمت کا بازو ابھی راڈ میں جکڑا ہوا تھا۔ صالحہ کے جسم کو مخالف سمت میں لگنے والے جھٹکے سے اس کا بایاں بازو بھی

راڈ کی گرفت سے باہر آ گیا جبکہ وکٹر غصے کی وجہ سے صالحہ کو زور دار تھپڑ مار کر ایک بار پھر مشین پسٹل اٹھانے کے لئے آگے کی طرف بڑھ کر جھک گیا تھا جبکہ مارگریٹ غصے سے چیختی ہوئی کرسی سے اٹھ کر صالحہ کی طرف اس طرح دوڑی جیسے صالحہ کو کچا چبا جائے گی لیکن ابھی اس نے ایک قدم ہی اٹھایا تھا کہ صالحہ کے دونوں ہاتھ کرسی کے بازوؤں پر ایک لمحے کے لئے پڑے اور دوسرے لمحے اس کا نچلا جسم راڈز کی گرفت سے کھسک کر اوپر کو اٹھتا چلا گیا کیونکہ راڈز اس کے پیٹ سے لے کر نیچے تک تھے۔ اوپر والا جسم اور گردن کے گرد کوئی راڈ نہ تھا بلکہ دونوں ہاتھوں کو کرسی کے بازوؤں پر راڈز میں جکڑ دیا گیا تھا۔ صالحہ نے دونوں ہاتھ آزاد ہوتے ہی اپنے جسم کو راڈز سے باہر نکالنے کے لئے یہ ساری گیم کھیلی تھی اور پھر جیسے ہی صالحہ کے جسم نے قلابازی کھائی، اسی لمحے مارگریٹ غصے سے چیختی ہوئی اس کی طرف بڑھی لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے تکلیف سے بھری چیخ برآمد ہوئی کیونکہ صالحہ کے الٹی قلابازی کھانے کی وجہ سے اس کے دونوں پیر پوری قوت سے اپنی طرف بڑھتی ہوئی مارگریٹ کے دونوں کاندھوں پر پڑے اور مارگریٹ چیختی ہوئی عقب میں حیران و پریشان کھڑے کراؤ سے پوری قوت سے ٹکرائی اور وہ دونوں ہی ایک دھماکے سے فرش پر جا گرے جبکہ صالحہ مارگریٹ کو ضرب لگا کر بجلی کی سی تیزی سے سیدھی ہوئی اور اس کا ایک ہاتھ کرسی پر پڑا اور دوسرے لمحے کرسی

ہوا میں اڑتی ہوئی مڑ کر سیدھے ہوتے ہوئے وکٹر سے پوری قوت سے ٹکرائی اور وکٹر اس اچانک لگنے والی ضرب سے چیختا ہوا اچھل کر ایک راڈز والی کرسی سے ٹکرایا اور الٹ کر نیچے زمین پر گرا۔ اس بار اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل جسے وہ اٹھا کر سیدھا ہو رہا تھا اڑتا سیدھا اس جگہ جا گرا جہاں صالحہ موجود تھی۔ صالحہ نے اسے پکڑنے کے لئے جمپ لگایا لیکن اسی لمحے مارگریٹ نے اس پر جمپ لگایا اور وہ صالحہ کو دھکیلتی ہوئی ایک سائیڈ پر لے گئی لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی مارگریٹ کے حلق سے چیخیں نکلیں اور وہ پانی سے نکلنے والے مچھلی کی طرح فرش پر تڑپنے لگی۔ یہ فائرنگ کراؤ نے کی تھی۔ اس نے ظاہر ہے یہ فائرنگ صالحہ پر کی تھی لیکن عین موقع پر مارگریٹ نے اس پر جمپ لگایا اور اس جمپ سے وہ صالحہ کو دھکیلتی ہوئی آگے لے گئی جبکہ خود وہ فائرنگ کی زد میں آ گئی۔ مارگریٹ کے اس طرح تڑپنے اور چیخنے سے کراؤ حواس باختہ ہو گیا اور وہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل سے صالحہ کو نشانہ بنانے کی بجائے تیزی سے مڑا اور ہال کے اکلوتے دروازے کی طرف دوڑ پڑا لیکن ابھی اس نے ایک دو قدم ہی اٹھائے تھے کہ ایک کرسی اڑتی ہوئی اس کی پشت سے ٹکرائی اور وہ اچھل کر منہ کے بل فرش پر جا گرا۔ یہ کرسی صالحہ نے اس پر پھینکی تھی کیونکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ کراؤ باہر سے آدمی لینے جا رہا ہے۔ اگر اسے نہ روکا گیا تو پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو موت سے کوئی

نہ بچا سکے گا۔ کرسی پھینک کر صالحہ نے جمپ لگایا اور اس بار اس کا
ہاتھ اس مشین پسٹل پر پڑ گیا جو وکٹر کے ہاتھ سے نکل کر ادھر آ گرا
تھا جبکہ وکٹر جو کرسی سے ٹکرا کر اور پلٹ کر نیچے فرش پر گرا تھا، اٹھنے
کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ اس کی ایک ٹانگ ایک کرسی میں موجود
راڈز کے اندر اس طرح چلی گئی تھی کہ باوجود کوشش کے وہ اسے
باہر نہ نکال پا رہا تھا اس لئے صالحہ کو کراڈ پر کرسی پھینکنے اور مشین
پسٹل جھپٹ لینے میں کامیابی ہو گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی
کی سی تیزی سے گھومی اور نیچے گر کر اٹھنے والا کراڈ فائرنگ کی زد
میں آ گیا اور چیختا ہوا وہ واپس زمین پر گرا اور بالکل اس طرح
تڑپنے لگا جیسے مارگریٹ تڑپی تھی جو اب ساکت پڑی ہوئی تھی۔
کراڈ کے گرتے ہی صالحہ ایک بار پھر گھومی اور اس بار اٹھتا ہوا وکٹر
مشین پسٹل کی گولیوں کی زد میں آ گیا۔ شاید اس کا راڈز میں پھنسا
ہوا پیر باہر نکل آیا تھا لیکن اس کے پوری طرح سنبھلنے سے پہلے ہی
وہ فائرنگ کی زد میں آ گیا تھا۔ وکٹر کے ساکت ہوتے ہی صالحہ
نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ اسے اچانک
خیال آیا کہ نجانے یہ کون سی جگہ ہے اور کمرے سے باہر کتنے افراد
سے واسطہ پڑے گا۔ ویسے وہ یہ دیکھ چکی تھی کہ کمرہ اپنی ساخت
کے لحاظ سے ساؤنڈ پروف دکھائی دے رہا تھا اس لئے فائرنگ کی
آواز باہر نہ گئی تھی ورنہ اب تک کوئی نہ کوئی اندر آ جاتا۔ وہ تیزی
سے آگے بڑھی اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا پھر وہ

مڑ کر کراڈ کی طرف آئی۔ اس نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی تو
ایک جیب سے لمبی گردن والی چھوٹی سی بوتل برآمد ہو گئی۔ اس بوتل
کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ اینٹی گیس کی مخصوص بوتل ہے۔ چنانچہ
اس نے بوتل کا ڈھکن کھول کر سب سے پہلے عمران کی ناک سے
بوتل لگائی اور پھر جولیا اور آخر میں صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو اینٹی
گیس سونگھا کر اس نے بوتل کو بند کیا اور پیچھے ہٹ کر اس نے
سب سے پہلے وکٹر کو چیک کیا تو وکٹر زندہ تھا لیکن اس کی حالت
خستہ تھی۔ اس کی جیبوں کی تلاشی وہ لے چکی تھی۔ کراڈ ہلاک ہو چکا
تھا۔ اس طرح مارگریٹ بھی ہلاک ہو چکی تھی۔ چند لمحوں بعد جب
عمران کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو
صالحہ اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ وہ خوش تھی کہ اس نے اکیلے
خوفناک جنگ لڑ کر نہ صرف اپنے آپ کا تحفظ کیا ہے بلکہ وہ اپنے
ساتھیوں کا بھی تحفظ کرنے میں کامیاب رہی ہے۔

کرنل جیکسن اپنے آفس میں موجود ایک فائل پر جھکا ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیکسن نے چونک کر سر اٹھا کر فون کی طرف اس انداز میں دیکھا جیسے کنفرم کر رہا ہو کہ گھنٹی فون کی ہی بجی ہے۔ دوسری بار گھنٹی بجنے پر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیکسن نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''سیکشن انچارج وکٹر کا اسسٹنٹ مائٹی آپ سے بات کرنا چاہتا ہے چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو کرنل جیکسن اس کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ مائٹی کے بات کرنے کا مطلب ہے کہ کوئی سانحہ ہو گیا ہے۔ کراؤ بات''...... کرنل جیکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہیلو۔ مائٹی بول رہا ہوں چیف''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا ہے مائٹی۔ جلدی بتاؤ''...... کرنل جیکسن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''چیف باس۔ وکٹر اور مارگریٹ دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے مائٹی کی آواز سنائی دی تو کرنل جیکسن کا چہرہ یکلخت ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں کھولتا ہوا پانی ڈال دیا ہو۔ وکٹر اور مارگریٹ دونوں اس کی تنظیم کے سب سے فعال، تجربہ کار اور بہترین ایجنٹ تھے اور آج تک وہ کسی بھی مشن میں ناکام نہ رہے تھے جبکہ اب ان دونوں کی موت کی خبر سنائی جا رہی تھی۔

''یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیسے یہ سب ہوا۔ کیوں ہوا۔ کس نے کیا''...... کرنل جیکسن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اپنے آپ کو قدرے سنبھالتے ہوئے کہا تو مائٹی نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو بے ہوش کر کے پوائنٹ تھری پر وہاں کے انچارج کراڈ کے حوالے کرنے کی تفصیل بتا دی۔

''کیا وہ اصل چہروں میں تھے''...... کرنل جیکسن نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں جناب۔ وہ ایکریمین تھے لیکن جناب وکٹر انہیں پاکیشیائی قرار دے رہے تھے''...... مائٹی نے جواب دیا۔

''اچھا پھر آگے بتاؤ کیا ہوا''...... اس بار کرنل جیکسن نے پوری

طرح سنبھلتے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''میں ان لوگوں کو پوائنٹ تھری پر پہنچا کر خود بستار کلب چلا گیا۔ ابھی کچھ دیر پہلے مجھے چیف وکٹر سے ایک ضروری بات پوچھنی تھی تو میں نے وہاں فون کیا لیکن کسی نے فون اٹنڈ نہ کیا تو میں نے سیٹلائٹ فون پر کال کیا لیکن اس کا بھی کوئی جواب نہ ملا تو میں خود پوائنٹ تھری پر گیا تاکہ معلوم کرسکوں کہ فون کال کیوں اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ وہاں تو قتل عام کیا گیا تھا۔ پوائنٹ تھری میں کراڈ کے علاوہ چار مسلح افراد ہر وقت موجود رہتے تھے۔ ان کی لاشیں وہاں پڑی ہوئی تھیں جبکہ بلیک روم کے اندر جناب وکٹر، مادام مارگریٹ اور کراڈ کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا لیکن وہ تمام ایکریمین غائب تھے۔ ان میں سے ایک کی بھی لاش موجود نہ تھی''...... مائٹی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر تو وکٹر کا خیال درست تھا۔ یہ لوگ ایکریمین میک اپ میں پاکیشیائی ایجنٹ تھے۔ جو غلطی سب سے ہوتی ہے وہی وکٹر سے ہوئی کہ اس نے انہیں ہوش دلا دیا ہوگا۔ اگر وہ انہیں بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک کر دیتا تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''جناب۔ وہاں بلیک روم میں میک اپ واشر بھی موجود تھا اور اس کا ڈائل بتا رہا تھا کہ اسے ایک بار استعمال کیا گیا ہے''۔ مائٹی

نے کہا۔

''ایک بار۔ اوہ۔ پھر تو صورت حال تبدیل ہو گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ وکٹر نے بے ہوشی کے دوران انہیں چیک کیا اور پہلا آدمی جو چیک کیا گیا ہوگا اس کا میک اپ واش نہ ہوا ہوگا تو وکٹر کو شک پڑ گیا کہ شاید یہ وہ لوگ نہیں اس لئے وہ انہیں ہوش دلا کر ان سے پوچھ گچھ کرنے لگا لیکن وہ لوگ ہوش میں آ کر کسی طرح آزاد ہو گئے اور پھر جو نتیجہ نکل سکتا ہے وہ تم پہلے ہی بتا رہے ہو''۔ کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ درست فرما رہے ہیں لیکن اب کیا حکم ہے''...... مائٹی نے کہا۔

''تم ان کی لاشیں سیکشن ہیڈکوارٹر لے جاؤ اور پھر ان کو ان کے لواحقین کے حوالے کر دو اور وکٹر کی جگہ میں تمہیں دے رہا ہوں''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''تھینکس چیف۔ میں آپ کے اعتماد پر ہر طرح سے پورا اتروں گا۔ ان پاکیشیائیوں کا کیا کرنا ہے''...... مائٹی نے کہا۔

''اب انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ وہ خود ہی ٹکریں مار کر واپس چلے جائیں گے۔ انہوں نے وکٹر اور مارگریٹ سے انتقام لینا تھا وہ لے لیا۔ لیبارٹری تک پہنچنا ان کے بس کی بات نہیں ہے کیونکہ لیبارٹری ہر طرح سے محفوظ ہے۔ وہ ماسٹر لیبارٹری ہے۔ اسے کوئی تسخیر نہیں کر سکتا''...... کرنل جیکسن نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''آخر وکٹر اور مارگریٹ پاکیشیائیوں کے انتقام کی بھینٹ چڑھ ہی گئے''...... کرنل جیکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے آتے ہی اس نے رسیور اٹھایا اور فون سیٹ پر موجود بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... رسیور سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کارڈ آئی لینڈ پر ایئر کمانڈر نیلسن سے میری بات کراؤ''۔ کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیکسن نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیکسن نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''ایئر کمانڈر نیلسن صاحب لائن پر ہیں۔ بات کریں''...... فون سیکرٹری نے کہا۔

''ہیلو۔ میں کرنل جیکسن بول رہا ہوں چیف آف سپیشل سروسز''۔ کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس سر۔ میں ایئر کمانڈر نیلسن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''میرے سپر سیکشن کے سپر ایجنٹ وکٹر اور مارگریٹ وہاں

جزیرے پر رہے تھے تاکہ وہاں رہ کر لیبارٹری کی حفاظت کر سکیں۔ پھر انہوں نے مجھے رپورٹ دی کہ لیبارٹری کا حفاظتی نظام اس قدر فول پروف ہے کہ اسے کسی صورت بھی شکست نہیں دی جا سکتی۔ حتیٰ کہ کارڈ آئی لینڈ کے چاروں طرف دو بحری میلوں تک ڈینجر لائن رکھی گئی ہے اور دو بحری میل تک اسے نان ایرو زون قرار دے دیا گیا ہے۔ مطلب ہے کہ کارڈ آئی لینڈ کے چاروں طرف دو بحری میلوں تک جہاز، موٹر بوٹس اور کشتی صحیح سلامت نہ رہیں گی۔ اس کے بعد اگر انہوں نے ڈینجر لائن کراس کی تو ان پر میزائل فائر کئے جائیں گے اور اس طرح ایئر زون میں داخل ہونے والا ہر طیارہ یا ہیلی کاپٹر بھی فضا میں ہی اڑا دیا جائے گا''...... کرنل جیکسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے ایئر کمانڈر نیلسن نے کہا۔

''میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ وکٹر اور مارگریٹ کے واپس آنے کے بعد آپ دوبارہ وہاں کے انچارج بن گئے ہیں اور پاکیشیائی ایجنٹ پوری دنیا میں انتہائی خطرناک ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں اس لئے آپ نے ہر لمحہ الرٹ رہنا ہے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس سر۔ ہم الرٹ ہیں اور آپ کی بات درست ہے۔ ماسٹر لیبارٹری تک کوئی نہیں پہنچ سکتا جب تک لیبارٹری انچارج ڈاکٹر کلارک اندر سے ناش ریز ڈور کو اوپن نہ کر دیں''...... ایئر کمانڈر

نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کے پاس میرا فون نمبر تو ہو گا''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''جی ہاں ہے''...... ائیر کمانڈر نیلسن نے جواب دیا۔

''کوئی خاص بات ہو تو مجھے ضرور آگاہ کرنا''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے سر''...... ائیر کمانڈر نے کہا تو کرنل جیکسن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ وہ اب خاصا مطمئن نظر آ رہا تھا کیونکہ کسی طرح بھی لیبارٹری تک پہنچا نہ جا سکتا تھا۔ گو وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے بھی واقف تھا لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ناش ریز کا کوئی توڑ ہی نہ تھا۔ اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لیبارٹری تک کسی صورت پہنچ ہی نہ سکتی تھی اور پھر وہ فائل پر جھک گیا۔

گھاٹ پر واقع ایک چھوٹے سے ہوٹل کے ہال میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سب نئے میک اپ میں تھے اور اس بار وہ کارمن سیاح بنے ہوئے تھے۔ ان کے پاس اس سلسلے میں کاغذات کا مصدقہ سیٹ موجود تھا۔ عمران جب بھی کسی مشن پر روانہ ہوتا تھا تو مختلف میک اپ کے لئے مختلف کاغذات کے سیٹ تیار کرا لیتا تھا تاکہ کاغذات کی بنا پر انہیں مشکوک نہ سمجھا جائے۔ وہ وکٹر اور مارگریٹ کے اس پوائنٹ سے جہاں انہیں لے جایا گیا تھا فارغ ہو کر وہاں موجود دو کاروں کی مدد سے شہر کے ایک چوک پر پہنچے اور پھر دونوں کاریں ایک پبلک پارکنگ میں روک کر وہ بسوں کے ذریعے اس کالونی کے سامنے پہنچے جہاں انہوں نے رہائش رکھی ہوئی تھی اور جہاں سے تیار ہو کر وہ کارڈ آئی لینڈ جا رہے تھے کہ وکٹر کے آدمیوں نے انہیں بے ہوش کر کے اپنے پوائنٹ پر پہنچا دیا تھا جسے وہ پوائنٹ

تھری کہتے تھے۔ رہائش گاہ پر پہنچ کر انہوں نے کارمن میک اپ کئے اور کاغذات کے سیٹ لے کر وہ ایک بار پھر بسوں کے ذریعے گھاٹ پر پہنچ گئے۔ بسوں پر سفر وہ اس لئے کر رہے تھے کہ انہیں خطرہ تھا کہ ان کی نگرانی نئے میک اپ کے باوجود ہو رہی ہو گی۔ گھاٹ پر پہنچ کر وہ عمران کی قیادت میں گھاٹ کے شمال مشرق میں واقع ایک چھوٹے سے ہوٹل کے ہال میں پہنچے اور یہاں ایک کونے میں بیٹھنے کے بعد عمران نے ویٹر کو بلا کر ہاٹ کافی کا آرڈر دے دیا۔

''آپ یہاں کیوں آئے ہیں عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ آخری وار سے پہلے ہم چند نئے پہلوؤں پر مزید غور کر لیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم وقت ضائع کرنے کے چمپیئن ہو۔ اب مزید غور، پھر مزید غور اور آخر میں پھر مزید غور۔ کس مصیبت میں پھنسا دیا ہے تم نے''...... تنویر نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہم اب تک ناش ریز کو ہی واحد حفاظتی سسٹم سمجھتے رہے ہیں لیکن اب وکٹر نے لاشعوری طور پر جو کچھ بتایا ہے اس سے ہم کارڈ آئی لینڈ تک زندہ پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک ہو جائیں گے''۔ عمران نے تنویر کی جھلاہٹ کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''وکٹر نے کیا بتایا ہے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''وکٹر کے مطابق دو بحری میل تک جزیرے کے چاروں طرف ڈینجر لائن ہے اور اس پر چیک پوسٹوں سے میزائل فائر کئے جا سکتے ہیں اور ڈینجر لائن کراس کرنے والے کسی بھی بحری جہاز، موٹر بوٹس اور کشتی کو میزائلوں سے تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اس سسٹم سے بچنے کے لئے ہم نے تیراکی کے جدید لباس پر اکتفا کیا تھا جسے پہن کر اس ڈینجر لائن سے کافی پہلے سمندر میں اتر جاتے اور پانی کی تہہ میں تیرتے ہوئے جزیرے پر پہنچ جاتے لیکن اب وکٹر نے بتایا ہے کہ جزیرے سے صرف ایک سو میٹر کے فاصلے پر چاروں طرف سپیشل ڈینجر لائن موجود ہے جسے کسی بھی تیراکی کے لباس کے ذریعے بھی کراس نہیں کیا جا سکتا۔ یہ انتہائی جدید ترین حفاظتی سسٹم ہے اور اس میں سے نکلنے والی ریز سمندر کی انتہائی گہرائی تک اثر انداز رہتی ہیں اور جو ان ریز سے ٹکراتا ہے اس کے پرخچے اڑ جاتے ہیں اس لئے اب دو بحری میل تک طوفانی سمندر میں سفر کرنے کی محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جزیرے سے سو میٹر پہلے ہمیں روک دیا جائے گا''...... عمران نے خلاف توقع بڑے سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ سب فوراً ہی سمجھ گئے کہ عمران اس بار واقعی پریشان ہے۔

''عمران صاحب۔ لازماً ہمیں بتانے سے پہلے آپ اس پر کام کر کے اس کا کوئی نہ کوئی بہترین حل سوچ چکے ہوں گے''۔ صالحہ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''نہیں۔ باوجود سوچنے کے کوئی قابل عمل حل نظر نہیں آ سکا''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو یہاں بیٹھنے سے قابل عمل حل مل جائے گا۔ چلو وہاں جہاں مسئلہ موجود ہے۔ وہاں جب جان پر بنے گی تو سارے حل سامنے آ جائیں گے''...... تنویر نے کہا۔

''دیکھو تنویر۔ مجھے بھی یہ بہت آسان لگتا ہے کہ مشین پسٹل اور میزائل گنیں چلاتے ہوئے چیخ و پکار کرتے ہوئے آگے بڑھا جائے اور سب کچھ تباہ و برباد کر کے فتح کے جھنڈے لہراتے ہوئے واپس چلے جائیں لیکن میں اس راہ پر اس لئے نہیں چل سکتا کہ تمہارے چیف نے اپنے پانچ کارکنوں کا بوجھ مجھ ناتواں کے کاندھوں پر ڈالا ہوا ہے اور حکم دیا ہے کہ انہیں خراش بھی نہ آئے اور مشن کی کامیابی بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس رہے اس لئے مجبوری ہے۔ سوچنا تو پڑتا ہے''...... اس بار عمران نے بڑے سرد لہجے میں تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ وکٹر تربیت یافتہ ایجنٹ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس حالت میں بھی اس نے غلط بیانی کر دی ہو''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ لاشعوری حالت میں وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اگر وہ لاشعوری کیفیت میں نہ ہوتا تو کبھی نہ بتاتا کیونکہ اس طرح بھی وہ ہمارے خلاف سازش میں کامیاب ہو جاتا اور ہمارے ٹکڑے اڑ جاتے''...... عمران نے کہا۔

''تو اب تم اس بارے میں کیا کہتے ہو۔ کیا ہم سب یہاں بیٹھے کافی ہی پیتے رہ جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب۔ جو آپ سوچ رہے ہیں اس کو عمل میں لانا بے حد مشکل ہے اور اس سے ہماری جانیں سو فیصد رسک میں بھی پڑ سکتی ہیں لیکن میرا بھی یہی خیال ہے کہ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے''...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''عمران صاحب نے کیا سوچا ہے کیپٹن شکیل''...... صفدر نے کہا۔

''عمران صاحب سوچ رہے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو سو فیصد رسک میں ڈال کر آپ سب کے لئے مشن کو فتح کرنے کا راستہ بنا دیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم۔ کھل کر بات کرو''...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب کا خیال ہے کہ سپیشل ڈینجر لائن کے نیچے جو ریز سمندر کی اتھاہ گہرائیوں تک اور جزیرے کے چاروں طرف باہر کچھ بلندی تک جس کے اثرات موجود ہوتے ہیں اس سپیشل ڈینجر لائن کو اکیلے کراس کر جائیں۔ ننانوے فیصد نتیجہ ان کی موت کا نکلے گا لیکن جس جگہ عمران صاحب اس ریز سے ٹکرائیں گے وہاں موجود ریز ختم ہو جائیں گی اور وہاں ریز کو دوبارہ بحال کرنے کے

لئے خصوصی طور پر سائنسدانوں کو کام کرنا پڑے گا جس میں کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح عمران صاحب کے ساتھ جو ہو، سو ہو۔ باقی ساتھیوں کے لئے ایک راہداری بن جائے گی اور وہ سب کارڈ آئی لینڈ پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب حیرت سے چند لمحے اسے دیکھتے رہے۔ پھر سب کے چہرے عمران کی طرف مڑ گئے۔ عمران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

''کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے عمران صاحب''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ کہہ تو درست رہا ہے لیکن میں حیران ہوں کہ اسے اتنی تفصیلی بات کا علم کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا اس نے ایک ذہن سے دوسرے ذہن کے رابطے اور اس ذہن میں موجود تمام سوچ کو اپنے ذہن تک لے آنے کا کوئی خصوصی گر سیکھ لیا ہے جیسے آئی ٹو آئی ٹرانسفر کا ہوتا ہے لیکن اس میں ایک لاشعور سے دوسرے لاشعور تک باقاعدہ پہنچنا پڑتا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ گو ایسے علوم موجود ہیں جن میں سے چند علوم پر آپ خود بھی عمل کرتے ہیں لیکن جب کوئی آدمی گہری سوچ میں ہوتا ہے تو اس کے چہرے پر ابھر آنے والی مختلف کیفیات، اس آدمی کی بڑبڑاہٹ اور اس بڑبڑاہٹ میں سنائی دیئے جانے والے چند مبہم سے الفاظ۔ ان سب کو اگر ایک

دھاگے میں پرو دیا جائے تو دوسرے کا ذہن اوپن ہو جاتا ہے۔ آپ اس بات پر رہائشی کوٹھی میں موجودگی کے دوران بھی سوچتے رہے ہیں اور میں آپ کی کیفیات کو نوٹ کرتا رہا ہوں۔ پھر سفر کے دوران آپ میرے ساتھ والی سیٹ پر تھے۔ پھر آپ کی لمحہ بہ لمحہ بدلتی ہوئی کیفیات، پھر آپ کی بڑبڑاہٹ اور مبہم الفاظ سب کسی ایک طرف اشارہ کر رہے تھے لیکن کوئی ٹھوس بات سامنے نہ آ رہی تھی پھر آپ نے یہاں آ کر جب وکٹر کی بات دوہرائی، سپیشل ڈینجر لائن کے بارے میں بتایا تو یہ چین مکمل ہو گئی اور چونکہ جو ریز سمندر میں اس کام آتی ہیں ان کے بارے میں، میں نے نیوی سروس کے دوران بہت کچھ پڑھا ہوا ہے اور آپ نے جو سوچا ہے وہ سو فیصد درست ہے اور جو پہلا آدمی ان ریز سے جہاں بھی اور جس جگہ بھی ٹکرائے گا اس کے پرخچے اڑ جائیں گے لیکن وہاں ایک راہداری بہرحال اس وقت تک بن جائے گی جب تک انہیں دوبارہ باقاعدہ بحال نہ کر دیا جائے۔ یہ سب کچھ سامنے آنے پر میں نے اپنی نیوی کی سروس کے تجربے کو سامنے رکھتے ہوئے کڑی سے کڑی ملائی اور آپ کی سوچ کھل کر سامنے آ گئی''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے بات مکمل کی۔

''گڈ شو کیپٹن شکیل۔ تم اب واقعی ان معاملات میں بہت تجربہ کار ہو چکے ہو۔ اب ذرا صفدر کا ذہن پڑھ کر مجھے بتاؤ کہ یہ آخر خطبہ نکاح کیوں یاد نہیں کرتا۔ دانستہ یا تنویر کے کہنے پر''...... عمران

نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ آپ بات ٹال رہے ہیں۔ کیا واقعی آپ اپنی جان دے کر ہم سب کو بچانا چاہتے ہیں''...... صفدر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کیپٹن شکیل کا اندازہ درست ہے اور اس کا اور کوئی حل بھی نہیں ہے اور میں تم کو نہیں بچانا چاہتا پاکیشیا کو بچانا چاہتا ہوں''۔ عمران نے اور بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس فارمولے پر عمل کئے بغیر چونکہ اور کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے عمران کی جگہ اسے میں کراس کروں گا۔ عمران کے بغیر ٹیم کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور یہ وہ ٹیم ہے جس نے عمران کے ساتھ مل کر پوری دنیا کے ایجنٹوں پر دہشت ڈال دی ہے لیکن میری یہاں حیثیت چونکہ تالیاں بجانے والے کی سی ہے اس لئے میرے جانے سے نہ پاکیشیا کو کوئی فرق پڑے گا اور نہ ہی ٹیم پر۔ البتہ عمران پر فرق پڑے گا کہ اس کا راستہ صاف ہو جائے گا''...... تنویر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ کوئی حل نہیں ہے اس لئے اس پر کسی صورت بھی عمل نہیں ہو گا۔ نہ عمران اس حالت میں ڈینجر لائن کراس کرے گا اور نہ ہی کوئی اور۔ اس کے لئے کوئی اور طریقہ تلاش کرو۔ بحیثیت ڈپٹی چیف یہ میرا آرڈر ہے''...... جولیا نے سامنے پڑی ہوئی میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا کی بات درست ہے۔ ہماری ٹیم کا خمیر اس انداز میں ڈھل گیا ہے کہ ہم اپنی قربانی دے کر ملک تو ایک طرف اگر ٹیم کے ساتھی بھی بچتے ہیں تو کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے لیکن مجھے یقین ہے کہ عمران صاحب اس کا کوئی دوسرا قابل عمل حل تلاش کر چکے ہوں گے''...... صفدر نے کہا۔

''وہ کیا کہتے ہیں کہ مرغا گیا اپنی جان سے اور کھانے والے کو مزہ ہی نہیں آیا''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

اسی لمحے ایک ویٹر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔

''آپ میں سے مائیکل کون ہے''...... ویٹر نے قریب آ کر آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''سائیکل۔ لیکن یہاں تو کافی کی پیالیاں اور کھانے کے برتن ہی ہو سکتے ہیں۔ کیا اب سائیکل بھی کھانے کے کام آنے لگ گئے ہیں''...... عمران نے لہجے اور چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھارتے ہوئے کہا۔

''تو آپ ہیں۔ آپ کے لئے پیغام ہے ماسٹر فرینک کا کہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت ان کے کمرے میں آ جائیں''...... ویٹر نے جھک کر سرگوشی کے انداز میں کہا لیکن وہ سب چونکہ ایک دوسرے کے قریب بیٹھے ہوئے تھے اس لئے وہ اطلاع سب نے بخوبی سمجھ لی تھی۔

''او کے۔ کہاں ہے یہ کمرہ اور کیا نمبر ہے اس کمرے کا''۔

عمران نے کہا تو ویٹر نے تفصیل بتا دی۔

''صفدر۔ اسے پیمنٹ کر دو''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ٹیم کے معاشی معاملات مشن کے دوران صفدر ڈیل کرتا ہے۔ اس لئے صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے بھاری رقم نکال کر ویٹر کو دے دی۔

''شکریہ جناب۔ آپ کارمن نژاد لوگ واقعی بے حد سخی ہوتے ہیں''...... ویٹر نے تحسین بھرے لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔

''آؤ ہم بھی اب ماسٹر فرینک سے مل لیں''...... عمران نے کہا اور مڑ کر لابی کی طرف بڑھ گیا جہاں سے سیڑھیاں اوپر جاتی تھیں اور مختلف لوگ ادھر سے آ جا رہے تھے۔ گو اندر کاؤنٹر کے قریب سے بھی سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں لیکن لوگوں کی آمدورفت بیرونی سیڑھیوں سے زیادہ تھی۔

''تو آپ ماسٹر فرینک سے ملنے کے لئے یہاں آئے تھے۔ باقی تمام گپ شپ تھی''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ ماسٹر فرینک کون ہے اور تم کیوں اس سے ملنے جا رہے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''مس جولیا۔ آپ بھی عمران صاحب سے پوچھنے سے باز نہیں آتیں۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ عمران صاحب سمندر سے بھی گہرے آدمی ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''یہ ہمیں بچوں کی طرح ٹریٹ کرتا ہے''...... تنویر نے فوراً ہی

موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''اس آدمی سے ملنے کی کوئی وجہ ہو گی۔ کیپٹن شکیل سے پوچھنا چاہئے''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ عمران صاحب کو آپ نے غور سے نہیں دیکھا۔ ان کا چہرہ سپاٹ ہو گیا ہے تا کہ میں ان کے چہرے پر آنے والی کیفیات سے ان کا ذہن نہ پڑھ لوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیپٹن شکیل نے تو مجھے حقیقتاً حیران کر دیا ہے۔ اس انداز میں درست اور گہری بات کا سمجھ جانا حیرت انگیز ہے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ اب دوسری منزل کے کاریڈور سے گزر رہے تھے۔ جو نمبر انہیں کمرے کا بتایا گیا تھا وہ شاید اسی منزل کے آخری کمروں میں سے ایک تھا اور پھر واقعی سب سے آخری کمرہ ان کا مطلوبہ کمرہ تھا۔ بند دروازے کی سائیڈ پر نیم پلیٹ موجود تھی جس پر ماسٹر فرینک لکھا ہوا تھا۔ عمران نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔

''کون ہے''...... ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''مائیکل فرام کارمن''...... عمران نے کارمن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹاک کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ چند لمحوں بعد دروازے کے پٹ کھلے اور سامنے لمبے قد اور بھاری جسم کا ایک

آدمی عام گھریلو لباس میں ملبوس موجود تھا۔

''آیئے جناب۔ آ جایئے''...... ماسٹر فرینک نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کے اندر آ جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ انہیں سٹنگ روم میں لے آیا۔ جہاں ایک مستطیل میز اور اس کے گرد کرسیاں موجود تھیں۔

''آپ کیا پینا پسند کریں گے''...... ماسٹر فرینک نے ان سب کے کرسیوں پر بیٹھنے کے بعد کہا۔

''پینے پلانے کو چھوڑو۔ ہمارے پاس وقت کم ہے۔ پہلے ہی تم نے کافی دیر بعد بلایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے آنے سے چند لمحے پہلے ایک مہمان آ گیا تھا اس لئے دیر لگ گئی۔ اب وہ گیا ہے تو میں نے آپ کو کال کیا ہے۔ بہرحال بتائیں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... ماسٹر فرینک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''کارمن کے اولڈ گراہم نے آپ کو کیا کہا ہے''......عمران نے کہا۔

''انہوں نے کہا ہے کہ مائیکل اپنے ساتھیوں سمیت مجھ سے ملنے آئیں گے۔ میں نے ہرصورت ان کا کام کرنا ہے۔ میں نے کام کے بارے میں پوچھا بھی لیکن انہوں نے کہا کہ مسٹر مائیکل خود بتائیں گے۔ اولڈ گراہم میرے محسن ہیں اور میں ان کے حکم کی تعمیل اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہوں''...... ماسٹر فرینک نے کہا۔

''آپ نے کارڈ آئی لینڈ میں کتنا عرصہ گزارہ ہے''......عمران نے کہا تو ماسٹر فرینک بے اختیار چونک پڑا۔

''کارڈ آئی لینڈ پر تو کرانس ایئر فورس کا قبضہ ہے''...... ماسٹر فرینک نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن وہاں ایک لیبارٹری بھی بنائی گئی ہے جو اطالیہ سمیت کئی یورپی ممالک نے مل کر بنائی ہے۔ ہم نے اس لیبارٹری میں پہنچنا ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس کا تمام حفاظتی سائنسی نظام آپ نے قائم کرایا ہے کسی کمپنی کے ساتھ مل کر''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں اس دور میں ایک بہت بڑی سائنسی آلات فروخت کرنے والی کمپنی میں مینجنگ ڈائریکٹر تھا۔ یہ کمپنی کارمن میں رجسٹرڈ تھی اور میں پہلے اس جیسی ایک چھوٹی سی کمپنی میں چھوٹا سا ملازم تھا۔ اس کمپنی میں اولڈ گراہم مینجنگ ڈائریکٹر تھے۔ ان کی سفارش پر میں وہاں گیا تھا۔ گو اب میں ریٹائر ہو چکا ہوں لیکن بہرحال میری زندگی بنانے میں اولڈ گراہم کا بڑا ہاتھ ہے۔ اس لئے وہ میرے محسن ہیں''...... ماسٹر فرینک نے کہا۔

''آپ نے سائنس کی تعلیم حاصل کی ہوئی ہے''......عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں تو وہاں ایم ڈی تھا۔ ہم سائنسی نظام مختلف کمپنیوں سے خریدتے تھے اور پھر آگے نصب کر دیتے تھے۔ اس کام کے

لئے باقاعدہ انجینئر اور سائنسدان کمپنی نے ملازم رکھے ہوئے تھے“۔ ماسٹر فرینک نے کہا۔

”آپ کو یاد ہے کہ آپ نے وہاں کیا کیا نظام قائم کیا تھا“۔ عمران نے کہا۔

”مجھے اب زبانی تو یادنہیں۔ دو سسٹم سمندر کے اندر کام کرنے کے لئے لگائے گئے تھے اور دو سسٹم لیبارٹری کے گرد لگائے گئے تھے۔ ان کے باقاعدہ تجربات کئے گئے۔ یہ سسٹم انتہائی کامیاب رہے تھے لیکن آپ کو کس نے بتایا ہے کہ میں اس کمپنی میں رہا ہوں“...... ماسٹر فرینک نے کہا۔

”ایک سسٹم ایکریمیا کی ایک کمپنی راڈش لمیٹڈ نے نصب کیا تھا۔ میں نے وہاں فون کر کے معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ سسٹم اطالیہ کے ماسٹر فرینک کی نگرانی میں نصب کئے گئے تھے تو میں نے آپ کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس کمپنی میں آپ کو سامنے لانے والے کارمن کے اولڈ گراہم ہیں۔ وہ میرے بہت اچھے دوست ہیں۔ میں نے ان سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ میں آپ سے ملوں۔ میرا کام ہو جائے گا۔ اس لئے ہم یہاں آئے ہیں“...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ اس لیبارٹری کے خلاف کام کر رہے ہیں“...... ماسٹر فرینک نے کہا۔

”کارمن کا ایک اہم فارمولا وہاں سے چوری کر کے یہاں لایا گیا ہے اور یہ فارمولا اس لیبارٹری میں موجود ہے۔ ہم نے وہ کارمن فارمولا حاصل کرنا ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں اس سلسلے میں مزید کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ سسٹم سائنسی ہیں۔ ان کی تفصیل تو مجھے معلوم نہیں ہے“...... ماسٹر فرینک نے کہا۔

”جب یہ سسٹم نصب کئے گئے ہوں گے اس سے پہلے اس کالٹریچر آپ نے وہاں کے انچارج سائنسدان تک پہنچایا ہو گا اور جب یہ سسٹم نصب ہو گئے ہوں گے تو سسٹم قائم کرنے والی کمپنیوں نے اصول کے مطابق ان سسٹم کی تفصیلات کی فائل آپ کر دی ہو گی“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ مجھے اب یاد آیا ہے کہ ایک فائل مجھے دی گئی تھی جو میرے پاس آفس میں پڑی رہی۔ پھر جب ریٹائرمنٹ کے بعد یہاں شفٹ ہوا تو مجھے عرصے بعد وہ فائل اپنے ایک بیگ میں پڑی ہوئی نظر آئی لیکن آپ تو فارمولا لے جائیں گے۔ مجھے کیا ملے گا۔ مجھے جناب اولڈ گراہم نے کہا ہے کہ آپ مجھے معاوضہ دیں گے“...... ماسٹر فرینک نے کہا۔

”آپ اس فائل کا کتنا معاوضہ طلب کر رہے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”پندرہ بیس لاکھ ڈالرز تو ہونے چاہئیں“...... ماسٹر فرینک نے

کہا۔

''آپ وہ فائل لے آئیں۔ میں چیک کر لوں کہ وہ فائل واقعی ہمارے کام کی ہے تو میں آپ کو پندرہ بیس نہیں بلکہ پچیس لاکھ ڈالرز کا گارنٹیڈ چیک دوں گا''...... عمران نے کہا تو ماسٹر فرینک کا چہرہ کسی پھول کی طرح کھل اٹھا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور تقریباً دوڑتا ہوا اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے اپنے خاموش بیٹھے ہوئے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور ان کے چہروں پر ابھر آنے والی حیرت کو دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

''مل گئی۔ فائل مل گئی''...... اچانک اندرونی کمرے سے ماسٹر فرینک کی مسرت سے پُر آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد وہ واپس اس کمرے میں آ گیا جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بند فائل تھی جس کا کور خاصا پرانا نظر آ رہا تھا۔

''یہ لیں دیکھیں''...... ماسٹر فرینک نے کہا اور فائل عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے فائل لے کر اس کا لاک ہٹا کر اسے کھولا۔ اندر کافی تعداد میں کاغذات موجود تھے۔ عمران سرسری نظروں سے دیکھتا ہوا صفحے پلٹتا جا رہا تھا۔ پھر ایک صفحہ پر اس کی نظریں چند لمحوں کے لئے رک گئیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے فائل بند کر دی۔

''یہ واقعی ہمارے کام کی فائل ہے۔ آپ چیک کے حقدار بن گئے ہیں ماسٹر فرینک''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فائل بند کر کے میز پر رکھی اور کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چیک بک نکالی اور اسے کھول کر جیب سے بال پوائنٹ نکال کر اس نے ایک چیک پر لکھنا شروع کر دیا۔ آخر میں اس نے دستخط کئے اور چیک کو بک سے علیحدہ کر کے اس نے ماسٹر فرینک کی طرف بڑھا دیا۔ ماسٹر فرینک نے ایک لحاظ سے جھپٹ کر چیک لیا اور اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تھینک یو مسٹر مائیکل۔ مجھے ان دنوں واقعی اتنی رقم کی شدید ضرورت تھی''...... ماسٹر فرینک نے کہا۔

''اوکے۔ آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے اتنے سالوں تک اس فائل کو اپنے پاس محفوظ رکھا۔ حالانکہ بظاہر اس کا کوئی فائدہ نہ تھا''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''آپ یقین کریں کہ اسے محفوظ رکھنے میں میری کوئی دانستہ کوشش نہ تھی۔ بس یہ پڑی رہی اور سامان کے ساتھ یہاں آ گئی''...... ماسٹر فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے اس سے مصافحہ کیا اور کمرے سے باہر آ گیا جبکہ جولیا اور صالحہ پہلے ہی باہر آ گئی تھیں تاکہ ہاتھ ملانے سے بچ جائیں۔ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل اس لئے باہر آ گئے تھے کہ ماحول میں خاصی گھٹن موجود تھی۔ شاید نکاسی ہوا کا کوئی مناسب انتظام نہ تھا۔

"عمران صاحب۔ جب فائل ہمارے کام کی ہے ہی نہیں تو آپ نے اتنی بھاری رقم کیوں دے دی"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا کہہ رہے ہو کیپٹن شکیل۔ کیا تم عمران کو احمق سمجھتے ہو"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے۔ اس فائل میں ہمارے کام کی کوئی بات نہیں لیکن اب سچی بات ہے مجھے کیپٹن شکیل سے ڈر لگنے لگ گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیپٹن شکیل تو اب جادوگروں جیسی باتیں کرنے لگ گیا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کے چہرے کی کیفیت دیکھ کر کیپٹن شکیل نے اندازہ لگایا ہوگا"...... صالحہ نے کہا۔ وہ سب ہوٹل سے باہر آ چکے تھے اور عمران کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے مین گیٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"میں نے دانستہ چہرہ سپاٹ رکھا تھا کیونکہ میں نے دیکھ لیا تھا کہ کیپٹن شکیل کی نظریں میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں"...... عمران نے کہا۔

"فائل چیک کرتے ہوئے آپ کی لاشعوری حرکات نے مجھے اس نتیجے پر پہنچایا ہے۔ میں غلط بھی ہو سکتا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا لاشعوری حرکات کی ہیں عمران صاحب نے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب نے فائل پڑھتے ہوئے ایک ہاتھ کو میز پر رکھا ہوا تھا۔ فائل پڑھتے اور دیکھتے ہوئے ان کی انگلیاں میز پر مسلسل حرکت کر رہی تھیں اور انگلیوں کے اس لاشعوری کھیل کو نفسیات میں باقاعدہ زبان کا نام دیا گیا ہے یعنی انگلیوں کی زبان اور اتفاق سے ایک رسالے میں اس پر میں نے ایک ڈاکٹر صاحب کا تفصیلی مضمون پڑھا تھا اس لئے انگلیوں کی لاشعوری حرکات کو دیکھ کر ایسے محسوس ہوتا تھا کہ انگلیاں واقعی بول رہی ہیں اور ان کی زبان نے مجھے بتا دیا کہ فائل سے عمران صاحب کو کوئی خاص چیز نہیں مل سکی"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ آخر ہو کیا رہا ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ کیپٹن شکیل اب سیکرٹ ایجنٹ کی بجائے فلاسفر بنتا جا رہا ہے"...... جولیا نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اچھی بات یہ ہے کہ کیپٹن شکیل کے مطالعے کا شوق اور اس کے ساتھ ساتھ قدرت نے کیپٹن شکیل کو بہترین تجزیہ کرنے والا ذہن عطا کیا ہے۔ مطالعہ، مشاہدہ اور تجزیہ، یہ سب مل کر کیپٹن شکیل کو جادوگر بنا دیتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ تسلیم کر رہے ہیں کہ فائل میں ہمارے فائدے کی

کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ پھر بھی آپ نے اسے بھاری رقم دے دی''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسی بھی بات نہیں۔ گو اس میں ریز کے ذریعے حفاظتی انتظامات کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن اس میں لیبارٹری کے مین راستے کے ساتھ ساتھ خفیہ راستے بھی دکھائے گئے ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہم لیبارٹری تک پہنچ سکیں گے تو ایسا کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

''اسی لئے تو میں نے اتنی بھاری رقم دی ہے کہ ایک راستہ ایسا ہے جس کے ذریعے ہم کارڈ آئی لینڈ میں بحفاظت داخل ہو سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی وہ سب چونکہ مین گھاٹ پر پہنچ چکے تھے اس لئے عمران نے ہاتھ اٹھا کر انہیں وہیں رکنے کا کہا اور خود آگے بڑھ گیا۔ ایک طرف موٹر لانچ سیاحوں کو کرایہ پر دینے کے لئے باقاعدہ آفس بنا ہوا تھا۔ پہلے بھی عمران نے یہاں سے ہی لانچ حاصل کی تھی جہاں سے انہیں اغوا کر لیا گیا تھا۔ عمران کو معلوم نہ تھا کہ اس لانچ کا کیا ہوا ہو گا البتہ اسے ان تیراکی کے جدید لباسوں کا افسوس تھا جو اس لانچ کے نچلے کیبن میں رکھے گئے تھے۔ وہ اس آفس کے سامنے پہنچ گیا۔ وہاں وہی آدمی ہی اسے بیٹھا ہوا نظر آیا جس سے پہلے بات چیت کر کے اس نے لانچ کرایہ پر لی تھی لیکن اب چونکہ وہ میک

اپ بدل چکا تھا۔ پہلے وہ ایکریمین تھا اور اب کارمن نژاد بنا ہوا تھا اس لئے اس میک اپ میں وہ پہلے کی بات نہ کر سکتا تھا۔

''آپ موٹر لانچیں سیاحوں کو کرائے پر دیتے ہیں''...... عمران نے کارمن لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ہمارا تو کاروبار ہی یہی ہے۔ فرمائیں''...... کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔ یہاں چونکہ سیاحوں کی آمد سے انہیں بے شمار فائدے حاصل ہوتے تھے اس لئے یہاں سیاحوں کو بے حد عزیز رکھا جاتا تھا اور ان کی ہر طرح سے عزت کی جاتی تھی اور چونکہ عمران نے اپنا تعارف بطور سیاح کرایا تھا اس لئے اس آدمی کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''ہم چھ افراد ہیں۔ ہمیں ایک ہفتے کے لئے جدید ماڈل کی موٹر لانچ چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''موٹر لانچ کا کیپٹن بھی چاہئے''...... اس آدمی نے پوچھا۔

''نہیں۔ ہم خود کارمن میں موٹر لانچ چلانے کے مقابلے کے چیمپئن ہیں''...... عمران نے کہا۔

''گڈ شو۔ ویسے آپ دوسرے آدمی ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ وہ لانچ کے مقابلے کے چیمپئن ہیں۔ ٹھیک ہے۔ آپ ایک ہفتہ اسے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں البتہ آپ لانچ کو بین الاقوامی سمندر میں نہ لے جائیں۔ ویسے تو وہاں میری ٹیم کی لانچیں ہر وقت گھومتی رہتی ہیں۔ وہ آپ کو بین الاقوامی سمندر میں جانے پر جرمانہ لگا سکتے

ہیں اس لئے آپ نے اس بات کا خیال رکھنا ہے''...... اس آدمی نے کہا۔

''آپ مجھے مت سمجھائیں۔ آپ کا نام کیا ہے''...... عمران نے بات کرتے کرتے رک کر اس آدمی کا نام پوچھ لیا۔

''میرا نام فریڈ ہے جناب۔ آپ کا نام''...... فریڈ نے کہا۔

''میرا نام مائیکل ہے''...... عمران نے کہا تو فریڈ بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ اب اس طرح غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ عمران کے چہرے پر قدرے پریشانی کے تاثرات ابھرے لیکن پھر وہ نارمل ہو گیا۔

''آپ جیسے قدوقامت کے ایک شخص نے مجھ سے لانچ کرایہ پر لی تھی۔ اس کا نام بھی مائیکل تھا اور ان کے ساتھ بھی دو عورتیں اور تین مرد تھے۔ کیسا عجیب اتفاق ہے البتہ وہ ایکریمین تھے اور آپ کا تعلق کارمن سے ہے''...... فریڈ نے کہا۔

''بعض اوقات ایسے حیرت انگیز اتفاقات سامنے آ جاتے ہیں۔ یہ موٹر لانچ وہ واپس دے گئے یا ابھی تک سمندر میں ہی ہیں۔ یہ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ ایسے لوگوں سے ملاقات کرنی چاہئے''۔ عمران نے روٹین کے سے لہجے میں پوچھا۔

''لانچ مین گھاٹ پر موجود ہمیں مل گئی تھی اور چونکہ رقم ایڈوانس لی جاتی ہے اس لئے ہم نے زیادہ پرواہ نہیں کی''...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے باہر ایک ماہی گیر نے بتایا تھا۔ وہ تو کہہ رہا تھا کہ لانچ قیمتی سامان سے بھری ہوئی ملی ہے''...... عمران نے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

''ماہی گیر۔ وہ کون ہے''...... فریڈ نے چونک کر کہا۔

''نام تو مجھے معلوم نہیں ہے۔ مین نے لانچ کرایہ پر لینے کے لئے اس سے معلومات حاصل کی ہیں اس نے ازخود یہ بات بتائی۔ شاید وہ ہمیں سمجھا رہا تھا کہ ہم ہوشیار رہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سامان سے بھری ہوئی لانچ نہیں بلکہ سمندر کی گہرائی میں تیز رفتاری سے تیرتے ہوئے سفر کرنے والے تیراکی کے چھ خصوصی لباس تھے''...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تو کوئی قیمتی سامان نہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اس لئے ہم نے یہ لباس میری واچ ہیڈکوارٹر میں جمع کرا دیئے ہیں۔ بہرحال آپ فرمائیں۔ کون سی لانچ آپ کو چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک ہفتے کی خوراک کے لئے کیا چیزیں پیک کر کے دی جائیں''...... فریڈ نے کہا تو عمران نے اس سے پوری تفصیل طے کرنے کے بعد ایک ہفتہ کا کرایہ ایڈوانس دے کر موٹر لانچ حاصل کر لی اور پھر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹوں بعد وہ سب ایک بار پھر لانچ میں بیٹھے سمندر میں سفر کر رہے تھے۔ پہلے

کی طرح اس بار بھی کیپٹن عمران ہی تھا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے لانچ تو لے لی لیکن نہ اسلحہ اپنے ساتھ رکھا اور نہ ہی وہ تیراکی کے جدید لباس اور نہ ہی ناش ریز کا زور توڑنے کے لئے بلڈ بینک سے خون خریدا ہے۔ بس آپ نے لانچ لی اور روانہ ہو گئے۔ کیا فائل میں کوئی راستہ لکھا ہوا ہے جو کھلا ہو گا اور وہاں حفاظتی انتظامات بھی نہ ہوں گے۔ پھر بھی اسلحہ تو ہمیں چاہئے"...... صفدر نے کہا تو سوائے عمران اور کیپٹن شکیل کے باقی سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"فکر مت کرو۔ ابھی مل جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون دے گا"...... اس بار بھی صفدر نے بے اختیار ہو کر کہا لیکن اسی لمحے ایک موٹر لانچ جس پر سیاحوں کے لئے مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا ان کی لانچ کی طرف بڑھتی ہوئی قریب ہوتی چلی گئی۔ سب کی نظریں اس لانچ پر جمی ہوئی تھیں۔ عرشے پر تو صرف کیپٹن نظر آ رہا تھا اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ شاید نیچے کیبن میں ہوں گے۔ عمران نے اپنی موٹر لانچ کو آہستہ کرتے ہوئے سمندر میں ہی روک لیا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں لانچیں اکٹھی کر دی گئیں۔

"آپ کا کیا نام ہے"...... دوسری لانچ کے کیپٹن نے ان کی لانچ کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"مائیکل"...... عمران نے کہا۔

"او کے۔ یہ لیجئے"...... اس آدمی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پرچی عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے جیب سے پین نکال کر اس پر دستخط کئے اور اسے واپس دے دیا تو اس نے رسید کو جیب میں رکھ لیا۔

"میں آ رہا ہوں جناب"...... کیپٹن نے کہا اور پھر تیزی سے اپنی لانچ کی سیڑھیاں اتر کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"یہ آخر کیا ہو رہا ہے عمران صاحب۔ کچھ ہمیں بھی تو بتایا کریں۔ آپ شاید ہم سب کو احمق یا فضول سمجھتے ہیں"...... اس بار صفدر نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر بھی غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"مسٹر صفدر۔ آپ نے عمران صاحب کے ساتھ جس طرح تلخ لہجے میں بات کی ہے آئندہ ایسی زبان بولی تو نتائج کچھ بھی نکل سکتے ہیں"...... صالحہ نے اچانک غصیلے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، دوسری لانچ کا کیپٹن اپنی لانچ کے نچلے کمرے سے نکل کر اوپر عرشے پر نظر آیا تو سب خاموش ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس کے ہاتھوں میں دو بڑے بیگ تھے۔ وہ اب بیگ سمیت عمران کی لانچ میں آ گیا۔

"یہ لیجئے اپنے بیگ مسٹر مائیکل"...... اس آدمی نے بیگ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران نے ایک ہاتھ سے بیگ پکڑے اور دوسرے ہاتھ کی بند مٹھی اس نے اس آدمی کے ہاتھ پر

رکھ دی۔ یہ بھاری مالیت کے دو نوٹ تھے۔

''مم۔مگر''...... آنے والے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ڈونٹ وری۔ اوسلو کو اس کا علم نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا تو آنے والا اسے سلام کرتا ہوا اپنی لانچ پر سوار ہو گیا اور چند لمحوں بعد اس کی لانچ انتہائی تیز رفتاری سے پانی کی سطح پر پھسلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

''لیجئے جناب صفدر صاحب۔ یہ ہے اسلحہ''...... عمران نے بیگ صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یہ ساری کارروائی آپ نے کب کی جس کا نتیجہ اب اس صورت میں سامنے آیا ہے اور یہ اوسلو کون ہے''...... صفدر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''تم نے خود تو دیکھا ہے کہ لانچ کو سمندر میں جانے کا کاشن دینے کے بعد آپ کو ایک دروازے کے درمیان سے چل کر آگے بڑھنا پڑا ہے۔ اس دروازے پر انتہائی جدید ترین آلات اسلحہ کی چیکنگ کے لئے لگائے گئے ہیں۔ اسی طرح ہماری لانچ بھی ایک دروازے کے درمیان سے آگے بڑھی تھی۔ اسلحہ ساتھ ہوتا تو وہاں سیٹی بج اٹھتی اور ہمیں فوراً گرفتار کر کے کسی جیل میں شفٹ کر دیا جاتا۔ اس لئے یہ طریقہ اپنایا گیا ہے اور کام ہو گیا ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ یہ لوگ کیا ان سے ملے ہوئے ہیں

کیونکہ سمندر میں اسلحہ پہنچانے والے بھی تو اسی دروازے سے ہی گزرتے ہوں گے''...... اس بار کیپٹن شکیل نے بات کی۔

''گھاٹ پر بے شمار راستے ہوتے ہیں۔ ہم جیسے شریف لوگوں کو اس بارے میں معلوم نہیں ہوتا لیکن انڈر ورلڈ سے متعلق لوگوں کو ان معاملات کا بخوبی علم ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے اسلحہ تو منگوا لیا۔ گو یہ نہیں بتایا کہ یہ تمام انتظامات آپ نے کس وقت کئے لیکن کیا اسلحے کے زور پر ہم ناش ریز کا حفاظتی سسٹم آف کر لیں گے اور سمندر میں موجود تباہ کن سرکل۔ ان کے موجودگی میں ہم کارڈ آئی لینڈ پر کیسے پہنچیں گے''...... صفدر نے نرم لہجے میں کہا۔

''صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے عمران صاحب۔ اب تو مشن کا آخری مرحلہ ہے۔ آپ ہمیں تفصیل سے بتائیں کہ آپ کے ذہن میں کیا پلاننگ ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''جو فائل میں نے بھاری قیمت دے کر خریدی ہے۔ اس میں ایک راستہ ایسا دکھایا گیا ہے جو سمندر کے اندر سے شروع ہوتا ہے۔ یہاں ایک غار نما راستہ ہے جس میں پانی بھرا رہتا ہے۔ یہ راستہ کافی طویل ہے اور فائل کے مطابق یہ راستہ جزیرے کے تقریباً درمیان میں جا کر نکلتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ جب یہ راستہ لیبارٹری کے نیچے سے گزر کر آگے چلا جائے گا تو پھر یہ لیبارٹری کا راستہ تو نہ ہوا بلکہ آپ اسے

جزیرے کا راستہ کہہ سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن یہ راستہ انسانوں کے ہاتھوں نہیں بنایا گیا بلکہ قدرتی ہے۔ نقشے کے مطابق اس راستے کو لیبارٹری کے خفیہ راستے کے طور پر لکھا گیا ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ اس راستے کو لیبارٹری کے اندر سے کھول لیا گیا ہو۔ یہ تو اندر جانے کے بعد معلوم ہوگا''...... عمران جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ وہ جو جزیرے کے گرد ڈینجر لائن ہے اسے ہم کیسے عبور کریں گے اور یہ بوٹ کہاں ہمیں چھوڑنا پڑے گی جبکہ جزیرے کے بالکل قریب چاروں طرف سمندر میں موجود ڈینجر لائن کو ہم کیسے کراس کریں گے۔ لگتا ہے آپ نے اس بار تنویر ایکشن لینے کا پروگرام بنایا ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ ہم سے ایسی اہم اور ضروری باتیں کیوں چھپاتے ہیں بلکہ یہ بتائیں کہ کیا سمجھ کر چھپاتے ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''میں نے تو کچھ نہیں چھپایا۔ جو تم نے پوچھا وہ بتا دیا''۔ عمران نے کہا۔

''آپ نے اس راستے کا بتایا لیکن اس تک پہنچنے سے پہلے وہ جزیرے کے چاروں طرف ڈینجر لائن جو جزیرے سے دو بحری میل دور ہے۔ جزیرے پر چیک پوسٹ ہے جو لائن کراس کرنے والے

ہر جہاز، موٹر بوٹ اور کشتی کو میزائلوں سے اڑا دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ ان سے کیسے بچاؤ کریں گے''...... صفدر نے رک رک کر اور جما جما کر بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز قدرے طنزیہ تھا۔

''ان سب کا بڑا آسان سا حل ہے''...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''کیا حل ہے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''ہم واپس چلے جائیں''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''خبردار۔ اگر تم نے واپسی کی بات کی۔ ہم واپس جانے کے لئے یہاں نہیں آئے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب پلیز''...... صالحہ نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اوکے۔ اب چھوٹی بہن کی فرمائش تو رد نہیں کی جاسکتی''۔ عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

''شکریہ عمران صاحب''...... صالحہ نے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم براہ راست کارڈ آئی لینڈ نہیں جا رہے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''تو پھر کہاں جا رہے ہیں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

''کارڈ آئی لینڈ کے عقب میں تقریباً چار بحری میل کے فاصلے پر ایک اور ٹاپو ہے جہاں صرف کچھ دیر کے لئے ماہی گیر رکتے ہیں۔ وہاں رہتا کوئی نہیں کیونکہ وہاں پینے کا پانی نہیں ملتا۔ اس ٹاپو کا نام گافس ہے''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''ہم وہاں جا کر کیا کریں گے''...... صفدر نے پوچھا۔ باقی ساتھی تو یوں لگتا تھا جیسے ان پر سکتہ طاری ہو گیا ہو۔

''آرام کریں گے کیونکہ وہاں تک پہنچتے پہنچتے ہم سب تھک چکے ہوں گے''...... عمران نے ایک بار پھر شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ اچھی بھلی باتیں کرتے کرتے پٹڑی سے اتر کیوں جاتے ہیں''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تنویر مجھے جن غصیلی نظروں سے دیکھ رہا ہے اس کے بعد پٹڑی چھوڑ کر بھاگنا ہی پڑتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فضول اور احمقانہ باتیں نہ کیا کرو۔ نجانے چیف کو تمہارے اندر کیا نظر آتا ہے کہ ہر بار ہمارے سروں پر تمہیں مسلط کر دیتا ہے اور تم ہم سب کے ساتھ اس طرح سلوک کرتے ہو کہ دل جل اٹھتا ہے''...... تنویر نے باقاعدہ رونے والے لہجے میں کہا۔

''جب پوری طرح جل جائے تو مجھے ضرور بتانا۔ پھر امید ہے

کہ صفدر خطبہ نکاح یاد کر لے گا اور علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) سہرا باندھے برف کی شہزادی کے دروازے پر پہنچ جائے گا''...... عمران نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ بس سوچتے رہا کرو۔ جس وقت تم سیریس ہوئے، وہ تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا''...... اس بار تنویر نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو یہ کھیل مہنگا بھی پڑ سکتا ہے''۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب ساتھی چونک کر کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگے۔

''کیا مطلب۔ کیسا کھیل''...... عمران نے بھی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''آپ گافس ٹاپو پر لانچ چھوڑ دیں گے۔ اس کے بعد آپ واپس کارڈ آئی لینڈ پہنچنے کے لئے شاید تیرتے ہوئے آئیں گے تاکہ کوئی چیک پوسٹ چیک نہ کر سکے کیونکہ تیرتے ہوئے افراد کو وہ چیک نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ صرف بحری جہاز، موٹر لانچ یا کشتی وغیرہ کو ہی دوربین سے چیک کر سکتے ہوں گے لیکن چار بحری میل کوئی انسان تیر کر نہیں جا سکتا''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کیا ہو گیا ہے کیپٹن شکیل۔ عمران اس قدر احمقانہ کھیل نہیں کھیل سکتا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرا آئیڈیا ہے جو غلط بھی ہو سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نیوی میں رہے ہو کیپٹن شکیل''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں''...... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

''تم زیادہ اچھے انداز میں سوچ سکتے ہو کہ کیا کوئی انسان چار بحری میل سمندر میں تیر سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ آپ کو یہ کھیل مہنگا پڑ سکتا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

'' اور اگر کسی مشن کے لئے اتنا فاصلہ یا اس سے بھی زیادہ فاصلہ طے کرنا مجبوری ہو تو پھر''...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آخری حربہ تو بلوشہ ہیں جو ایکریمین نیوی کے پاس ہوتے ہیں مگر بہت کم تعداد میں اور وہ بھی زیادہ سے زیادہ دو یا ڈھائی بحری میل تک کام دے سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس وقت وہ نئے نئے ایجاد ہوئے تھے۔ اب مارکیٹ میں بھی مل جاتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ بلوشہ کیا ہوتا ہے۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ''...... جولیا نے کہا۔

''مس جولیا۔ یہ ایک کشتی نما کسی دھات کا بنا ہوا بیڈ ہوتا ہے جس پر انسان لیٹ جاتا ہے یا لیٹا دیا جاتا ہے۔ اس کے سرے پر ایک طاقتور انجن ہوتا ہے جو بیٹری سے چلتا ہے۔ انسان تیراکی کا

لباس پہن کر اس کشتی نما ڈھانچے پر لیٹ جاتا ہے۔ اسے چمڑے کی بیلٹوں سے باندھ دیا جاتا ہے اور پھر پانی میں اس کشتی کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس کے بیڈ کے نیچے موجود ایک بٹن دبا دیا جائے تو انجن کشتی کو کھینچنا شروع کر دیتا ہے۔ آدمی سمندر کی سطح پر ہوتا ہے۔ اس انجن کے پانی میں جاتے ہی بالکل وہیل مچھلی کے پَروں جیسا پَر باہر آ جاتا ہے اور دور سے اسے دیکھ کر سو فیصد یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہیل مچھلی سمندر کی سطح پر تیزی سے تیرتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی ہے۔ جب تک قریب سے اسے دیکھا نہ جائے اسے پہچانا نہیں جا سکتا اور وہ بغیر آواز کے انجن کی بے پناہ طاقت کی مدد سے دو ڈھائی بحری میل تک کام دے جاتی ہے''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''آج تک ہم نے ایسی وہیل مچھلی نہیں دیکھی جو مصنوعی ہو''۔ صفدر نے کہا۔

''یہ بے حد قیمتی چیز ہے اس لئے صرف انتہائی خاص مواقع پر ہی استعمال کیا جاتا ہے اور اب ایسے بلوشہ بھی بنائے جاتے ہیں جو دس دس بحری میلوں تک ایک انسان کو گھسیٹ کر لے جاتے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ بلوشہ کہاں ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''اس بیگ میں ہیں اسلحہ کے ساتھ''...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''عمران صاحب۔ چلیں ہم وہاں تک پہنچ جائیں گے لیکن دو بحری میل اور ڈینجر لائن اور جزیرے سے دو میٹر دور ڈبل ڈینجر لائن، ان کا کیا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''یہی تو اصل کھیل ہے۔ یہ دونوں ریز ایسی ہیں جو صرف پانی میں کام کرتی ہیں اور موجودہ دور میں بلوشے مختلف دھاتوں کو ملا کر بنائے جاتے ہیں۔ ایسے بلوشہ پر ریز اثر ہی نہیں کرتیں۔ اس لئے یہ ریز پانی کی گہرائی تک کام کرتی رہیں گی جبکہ بلوشے پانی کی سطح سے تھوڑا نیچے چلتے ہوئے صحیح سلامت گزر جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''حیرت ہے۔ یہ سب کچھ تمہیں کہاں سے معلوم ہو جاتا ہے اور پھر تم اسے حاصل بھی کر لیتے ہو''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب مطالعہ کرتے ہیں اور جدید ایجادات کے بارے میں باقاعدہ معلومات حاصل کرتے ہیں اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ وہ اسے نہ صرف حاصل کر لیتے ہیں بلکہ اسے بروقت استعمال بھی کر دیتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن ہم کارڈ آئی لینڈ میں داخل کیسے ہوں گے''...... جولیا نے کہا۔

''ہم کارڈ آئی لینڈ کے اس خفیہ راستے کو استعمال کریں گے جو نقشے کے ذریعے ہمیں معلوم ہوا ہے۔ اس طرح ہم صحیح سلامت

جزیرے پر پہنچ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا ذہن اللہ تعالیٰ نے خصوصی بنایا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''کاش برفانی شہزادی کا دل بھی خصوصی طور پر بنا ہوا ہوتا''۔ عمران نے فریاد کرنے کے انداز میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ جولیا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تیرنے لگ گئی تھی۔

کارڈ آئی لینڈ پر کرانس ائیر فورس کا قبضہ تھا اور وہاں ائیر فورس
کا چیکنگ سپاٹ تھا۔ وہاں ایسے آلات نصب تھے جن کی مدد سے
وہ دور دور تک سمندر پر چلنے والے ہر بحری جہاز اور جنگی کشتیوں کو
چیک کرتے رہتے تھے جبکہ اس جزیرے کا آخری حصہ پہلے خالی تھا
کیونکہ یہ حصہ اطالیہ کا تھا جو اس نے حکومت کرانس سے باقاعدہ
حاصل کیا ہوا تھا اور پھر یہاں یورپی ممالک کے تحت ایک لیبارٹری
قائم کی گئی جس کا آدھا حصہ زیر زمین تھا اور آدھا زمین سے اوپر۔
پھر اس لیبارٹری کے گرد ناش ریز کا کور دے دیا گیا۔ اس طرح یہ
انتہائی محفوظ ہوگئی۔ اس میں داخلے کا راستہ ائیر فورس کے ایک
مخصوص حصے سے جاتا تھا۔ اس دروازے کو بھی اندر سے کھولا جاتا
تھا ورنہ اس میں داخلے کا اور کوئی راستہ نہ تھا۔ ائیر فورس کمانڈر نیلسن
شروع سے ہی ائیر بیس میں چیف سیکورٹی آفیسر کے طور پر آیا تھا۔
یہاں اس کے لئے علیحدہ سیکشن تھا اور یہاں اس کے دس ماتحت بھی

تھے لیکن ائیر کمانڈر نیلسن سمیت سیکورٹی کے سب لوگ بس ہاتھ پر
ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے تھے کیونکہ یہاں کوئی کام ہی نہ تھا۔
لیبارٹری کا سیکورٹی آفیسر بھی اسے ہی بنایا گیا تھا لیکن جب اس
کے گرد ناش ریز کا احاطہ کیا گیا تو وہ ناقابل تسخیر ہوگئی۔ پھر اطالیہ
کی سپیشل سروسز کے سپر سیکشن کا انچارج وکٹر اور اس کی نائب
مارگریٹ اپنے ساتھیوں سمیت یہاں آئے تو کمانڈر نیلسن کو بے حد
حیرت ہوئی لیکن وکٹر نے اسے بتایا کہ اس لیبارٹری میں پاکیشیا سے
لایا گیا ایک فارمولا ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے اور اس فارمولے
کو واپس لے جانے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس اطالیہ پہنچ رہی
ہے اور سپیشل سروسز کے دیگر سیکشن باہر ان سے مقابلہ کر کے ان کا
خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے جبکہ وکٹر اور مارگریٹ اس لئے
یہاں موجود ہیں کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں پہنچ جائیں تو ان کا خاتمہ
کیا جا سکے لیکن کمانڈر نیلسن کے ذہن کے مطابق وکٹر اور اس کے
ساتھی یہاں اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں کیونکہ اول تو ایجنٹ یہاں
تک پہنچ ہی نہیں سکتے کیونکہ جزیرے کے گرد دو ڈینجر لائنز موجود
ہیں پھر لیبارٹری کے گرد موجود ناش ریز کا کور موجود ہے۔ اس ریز
سے ٹکرا کر سب چیزوں کے پرزے اڑ جاتے ہیں۔ داخلے کا راستہ
بھی اندر سے کلوز کر دیا گیا ہے اس لئے پاکیشیائی ایجنٹ چاہے
کتنے ہی تیز اور فعال ہوں وہ یہاں کسی صورت پہنچ ہی نہیں سکتے۔
پھر وکٹر اور مارگریٹ بھی واپس چلے گئے اور کمانڈر نیلسن ایک بار پھر

پورے جزیرے کا سیکورٹی آفیسر بن گیا۔ اب وہ اپنے آفس میں بیٹھا شراب کی چسکیاں لینے میں مصروف تھا کیونکہ اس کے لئے اور اس کے ساتھیوں کے لئے یہاں سرے سے کوئی کام ہی نہیں تھا۔ ائیر فورس سپاٹ کا کام فوجی ضابطے کے مطابق خودبخود کیا جاتا تھا اس لئے کمانڈر نیلسن اور اس کی سیکورٹی کے افراد ایک لحاظ سے فارغ ہی رہتے تھے اور کمانڈر نیلسن صبح و شام پورے جزیرے کا راؤنڈ لگا کر باقی وقت اپنے آفس میں شراب پیتا رہتا تھا یا سیٹلائٹ فون کے ذریعے اپنے دوستوں سے گپ شپ کرتا رہتا تھا۔ اس وقت بھی اس کے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے وہ شراب کی چسکیاں لینے میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ کمانڈر نیلسن نے فون کی طرف دیکھا۔ ڈائل پر کال کرنے والا جو ہندسہ نظر آ رہا تھا وہ ائیر واچ ٹاور کا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ائیر واچ ٹاور سے کوئی اس سے بات کرنا چاہتا ہے۔ اس نے رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

’’ائیر واچ ٹاور نمبر تھری سے جیگر بول رہا ہوں کمانڈر‘‘۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’یس۔ کیوں فون کیا ہے‘‘...... کمانڈر نیلسن نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’جناب۔ جزیرے کے عقبی طرف چھ وہیل مچھلیاں ایک قطار بنا کر جزیرے کی طرف آ رہی ہیں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو

کمانڈر نیلسن بے اختیار ہنس پڑا۔

’’تو تم سمندر پر ایسا کنٹرول چاہتے ہو کہ مچھلیاں بھی تمہاری اجازت کے بغیر سمندر میں سفر نہ کریں‘‘...... کمانڈر نیلسن نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسے یہ اطلاع ایک دلچسپ لطیفے کی طرح محسوس ہوئی تھی۔

’’سر۔ اس پورے علاقے میں وہیل مچھلی کبھی نہیں دیکھی گئی البتہ جزیرے سے بارہ بحری میل دور جہاں سے بین الاقوامی سمندر کی حد شروع ہوتی ہے وہاں کبھی کبھار وہیل مچھلی دیکھی گئی ہے لیکن یہاں تو کسی وہیل مچھلی کا شاید ہزار سالہ ریکارڈ ہو‘‘...... جیگر نے کہا۔

’’نہ ہو گا ریکارڈ۔ لیکن اب تو یہ آ گئی ہیں۔ انہیں کون روک سکتا ہے۔ تم چاہتے کیا ہو‘‘...... کمانڈر نیلسن نے کہا۔

’’جناب۔ مجھے یہ معاملہ مشکوک دکھائی دے رہا ہے۔ ایک وہیل مچھلی بھی جہاں نہ آتی ہو وہاں اکٹھی چھ وہیل مچھلیاں قطار میں سفر کریں۔ اسے تو عجوبہ کہا جا سکتا ہے‘‘...... جیگر نے کہا۔

’’پھر اب کیا کیا جائے۔ ان پر میزائل فائر کیا جائے یا ان مچھلیوں کو سمجھایا جائے کہ یہ ان کے آنے کی جگہ نہیں ہے۔ نانسنس۔ اب تم مچھلیوں پر بھی شک کرنے لگے ہو‘‘...... کمانڈر نیلسن نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

’’نانسنس۔ نجانے کون ایسے احمقوں کو فوج میں بھرتی کر لیتا

ہے۔ نانسنس‘‘...... کمانڈر نیلسن نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر شراب کی چسکیاں لینا شروع کر دیں۔ کچھ دیر بعد اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو وہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

’’جب میں اپنے دوستوں کو یہ لطیفہ سناؤں گا تو وہ ہنستے ہنستے پاگل ہو جائیں گے کہ سمندر میں مچھلیوں کا تیرنا بھی اب انسانوں کے لئے خطرناک بن گیا ہے‘‘...... کمانڈر نیلسن نے ہنستے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے ایک بار پھر انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ڈائل کی طرف دیکھا تو یہ اس کے اپنے ساتھیوں کا نمبر تھا۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

’’یس‘‘...... کمانڈر نیلسن نے کہا۔

’’ریمنڈ بول رہا ہوں باس۔ یہاں کراس وے میں چھ افراد بے ہوش پڑے ہیں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کمانڈر نیلسن بے اختیار اچھل پڑا۔

’’کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیا پاگل ہو گئے ہو۔ یہاں جزیرے پر اجنبی ہوا بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئے‘‘۔ کمانڈر نیلسن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

’’میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ آپ خود آ کر دیکھ لیں‘‘۔ ریمنڈر نے کہا تو کمانڈر نیلسن نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا اور پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی بڑھ گیا۔ پھر وہ اس عمارت سے نکل کر مشرق کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اونچی

عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ یہ علاقہ کرانس ایئر فورس کے قبضے میں تھا۔ اس عمارت میں داخل ہو کر کمانڈر نیلسن ایک طرف بنی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیوں سے اترتا ہوا وہ ایک سرنگ میں پہنچ گیا۔ سرنگ ڈھلوان تھی اس لئے وہ محتاط انداز میں چل رہا تھا۔ پھر ایک موڑ مڑتے ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ دوسری طرف سے ایک نوجوان اس کی طرف آ رہا تھا۔ یہ ریمنڈ تھا جس نے فون پر اسے اطلاع دی تھی۔

’’آیئے باس۔ میں آپ کو لینے ہی آ رہا تھا‘‘...... ریمنڈ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

’’یہ کیسے ہو سکتا ہے ریمنڈ کہ ڈینجر ریز کے سرکل کے باوجود یہ لوگ یہاں پہنچ جائیں‘‘...... کمانڈر نیلسن نے کہا۔

’’باس۔ یہ چھ افراد بلوشہ کے ذریعے آئے ہیں اور آپ کو معلوم ہو گا کہ بلوشہ پر ایسی ریز کا کوئی اثر نہیں ہوتا‘‘...... ریمنڈ نے جواب دیا تو نیلسن بے اختیار اچھل پڑا۔

’’بلوشہ۔ اوہ۔ اوہ۔ پھر تو جیگر سچا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ چھ وہیل مچھلیاں ایک قطار میں تیرتی ہوئیں جزیرے کے عقبی طرف آ رہی ہیں اور سمندر کے اس حصے میں وہیل مچھلیاں آتی ہی نہیں اور یہ بھی بات درست ہے کہ بلوشہ کی بناوٹ ایسی ہوتی ہے کہ اس کا ایک حصہ پانی سے باہر ہوتا ہے اور وہ بالکل وہیل مچھلی کے پَر کی طرح ہوتا ہے‘‘...... کمانڈر نیلسن نے کہا۔ وہ دونوں سرنگ میں چلتے ہوئے

آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پھر ایک موڑ مڑتے ہی وہ دونوں رک گئے۔ واقعی سامنے فرش پر چھ افراد ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے ہوش پڑے تھے۔ ان میں چار مرد تھے اور دو عورتیں تھیں۔

''تم بلوشے کہہ رہے تھے۔ وہ کہاں ہیں''۔ کمانڈر نیلسن نے کہا۔

''وہ مزید آگے جہاں تک پانی ہے وہاں موجود ہیں۔ یہ تو اس بلاک پر چھت میں نصب کراس ریز فائر کی وجہ سے بے ہوش ہو کر یہاں گرے ہیں''...... ریمنڈ نے کہا۔

''لیکن یہ تو کارمن نژاد ہیں پاکیشائی نہیں ہیں''...... کمانڈر نیلسن نے کہا۔

''باس۔ یہ میک اپ میں بھی تو ہو سکتے ہیں''...... ریمنڈ نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ انہیں ہلاک کرنے سے پہلے چیکنگ ضروری ہے۔ تم اپنے ساتھیوں کو یہاں بلاؤ اور انہیں زیرو روم میں لے جا کر کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے جکڑ دو۔ پھر مجھے اطلاع دو۔ میں خود آ کر ان کے میک اپ چیک کراؤں گا اور خود ہی ان سے بات چیت کر کے انہیں ہلاک کرنا پڑا تو یہ کام بھی میں خود کروں گا۔ میں اس دوران کرنل جیکسن سے رابطہ کر کے اسے بتاتا ہوں۔ ہوسکتا ہے وہ کوئی مفید عملی مشورہ دے سکے''...... کمانڈر نیلسن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''یس باس''...... ریمنڈ نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد نیلسن واپس اپنے آفس میں پہنچ گیا۔ اس کا ذہن جیسے ساکت ہو گیا تھا کیونکہ وہ بیس سال سے سیکورٹی آفیسر تھا لیکن ایسا واقعہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا اس لئے جہاں وہ پرجوش تھا وہاں کافی حد تک محتاط بھی تھا۔ آفس کی کرسی پر بیٹھ کر اس نے سیٹلائٹ فون اٹھایا اور کرنل جیکسن کا نمبر پریس کر دیا۔ چند لمحوں تک گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''سپیشل سروسز''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کارڈ آئی لینڈ سے چیف سیکورٹی آفیسر کمانڈر نیلسن بول رہا ہوں''...... کمانڈر نیلسن نے اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ فرمایئے''...... دوسری طرف سے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''چیف آف سپیشل سروسز کرنل جیکسن سے بات کرائیں''۔ کمانڈر نیلسن نے کہا۔

''سوری سر۔ وہ پرائم منسٹر صاحب کی خصوصی میٹنگ میں ہیں۔ انہیں چار پانچ گھنٹوں کے بعد کال کیا جا سکتا ہے۔ کوئی پیغام ہو تو ان تک پہنچ جائے گا''...... دوسری طرف سے بولنے والی خاتون نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں خود چار پانچ گھنٹوں کے بعد فون کر لوں گا''...... کمانڈر نیلسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ریمنڈ

آفس میں داخل ہوا۔

"کیا ہوا"...... کمانڈر نیلسن نے اسے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں باس۔ آپ کے احکامات کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ انہیں کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے جکڑ دیا گیا ہے"...... ریمنڈ نے کہا۔

"ان کے میک اپ بھی چیک کئے ہیں"۔ کمانڈر نیلسن نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن کسی کا میک اپ واش نہیں ہوا"...... ریمنڈ نے جواب دیا تو کمانڈر نیلسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ تو پاکیشیائی ہیں کارمن نژاد نہیں ہیں"۔ کمانڈر نیلسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کے سامنے دوبارہ چیک کر لیتا ہوں"...... ریمنڈ نے جواب دیا۔

"پھر یہ کون لوگ ہیں۔ ان کی جیبوں سے کیا ملا ہے"۔ کمانڈر نیلسن نے کہا۔

"سیاحت سے متعلق خصوصی کارڈز اور مشین پسٹلز"...... ریمنڈ نے جواب دیا۔

"پھر یہ یقیناً ایشیائی ایجنٹ ہیں۔ عام سیاحوں کو اسلحہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے اور پھر عام سیاح اس طرح بلوشوں پر لیٹ کر سمندر میں سفر نہیں کرتے اور آخری بات یہ کہ عام سیاحوں کو خفیہ راستوں کا علم بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ ہیں"۔

کمانڈر نیلسن نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"پھر ان کا کیا کیا جائے۔ گولیاں مار کر لاشیں سمندر میں پھینک دی جائیں"...... ریمنڈ نے بڑے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ یہ لوگ باقاعدہ سیاحوں کے طور پر رجسٹرڈ ہوں گے۔ ان کی لاشیں ملنے پر پورے اطالیہ میں زلزلہ آ جائے گا۔ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ سیاحوں کا یہاں کس طرح احترام کیا جاتا ہے تاکہ سیاحت سے ملک دولت کمائے"۔ کمانڈر نیلسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری باس۔ بس جذبات میں منہ سے الفاظ نکل گئے ہیں۔ آپ جو حکم دیں"...... ریمنڈ نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چلو انہیں ہوش میں لا کر ان سے بات چیت کریں تاکہ ان کی اصلیت کا پتہ چل سکے۔ اگر یہ واقعی کارمن سیاح ہیں تو انہیں حکومت کے حوالے کر دیا جائے اور اگر یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں تو پھر انہیں سپیشل سروسز کے حوالے کر دیا جائے"...... کمانڈر نیلسن اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ آیئے"...... ریمنڈ نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ کمانڈر نیلسن بھی اس کے پیچھے آفس سے باہر آیا اور پھر وہ دونوں ایک راہداری سے گزر کر ایک ہال نما کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے دیوار کے ساتھ موجود کرسیوں پر چھ افراد بے

ہوشی کے انداز میں ڈھلکے پڑے تھے جبکہ ان کے جسموں کو رسیوں سے کرسی کے ساتھ باندھا گیا تھا۔

''کرسی اٹھا کر یہاں رکھو اور پھر انہیں ہوش میں لے آؤ''۔ کمانڈر نیلسن نے کہا۔

''یس باس''...... ریمنڈ نے کہا اور اس نے ایک طرف موجود کرسی اٹھا کر دیوار کے ساتھ موجود کرسیوں کی طرف رخ کر کے رکھ دی جس پر کمانڈر نیلسن بیٹھ گیا۔

''انہیں ہوش میں لانے سے پہلے میرے سامنے ان کے میک اپ چیک کرو''...... کمانڈر نیلسن نے کہا۔

''اوکے باس''...... ریمنڈ نے کہا اور پھر ایک سائیڈ پر موجود ٹرالی کو دھکیلتا ہوا ان کرسیوں کے قریب لے گیا جن پر یہ لوگ بندھے ہوئے تھے۔ ریمنڈ نے کرسیوں کی ترتیب کے مطابق چیکنگ کی ابتدا عورتوں سے کی۔ اس کے بعد اس نے ایک ایک کر کے تمام مردوں کے میک اپ چیک گئے لیکن کوئی بھی میک اپ میں نہیں تھا۔

''یہ کارمن ہی ہیں کیونکہ یہ جدید ترین میک اپ واشر ہے۔ یہ غلط رپورٹ نہیں دے سکتا۔ ٹھیک ہے۔ انہیں اب ہوش میں لے آؤ''...... کمانڈر نیلسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ریمنڈ نے کہا اور میک اپ واشر ٹرالی کو دھکیلتا ہوا ایک طرف لے گیا اور پھر وہ کمرے کے ایک کونے میں موجود

الماری کی طرف بڑھ گیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ شخص ہوش میں آ رہا ہے''...... اچانک کمانڈر نیلسن نے ایک آدمی کے جسم میں حرکت ہوتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

''نو سر۔ سیگام گیس سے بے ہوش ہونے والے کو چوبیس گھنٹے تک خودبخود ہوش نہیں آ سکتا''...... الماری کی طرف بڑھتے ہوئے ریمنڈ نے مڑ کر کہا۔

''یہ ہوش میں آ رہا ہے۔ بہرحال اسے پہلے ہوش میں لے آؤ''...... کمانڈر نیلسن نے اونچی آواز میں کہا۔

''یس باس''...... ریمنڈ نے کہا اور پھر الماری سے ایک لمبی گردن والی بوتل کو اٹھا کر وہ مڑا اور واپس ان کرسیوں کی طرف آنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ ایک آدمی کے جسم میں معمولی سی حرکت موجود تھی۔ اس آدمی کے قریب جا کر ریمنڈ نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور پھر بوتل کا دہانہ اس آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا دیا۔ پھر وہ دوسرے بے ہوش آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان چھ افراد کو اینٹی گیس سونگھا چکا تھا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن لگایا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔ وہ آدمی جس کے جسم میں ہلکی ہلکی سی حرکت تھی وہ حرکت اینٹی گیس سونگھانے سے تیز ہو گئی تھی اور پھر چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں اور کرسی پر ڈھلکا ہوا اس کا جسم سیدھا ہو گیا۔

عمران کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی میں روشنی کے چھوٹے چھوٹے نقطے جگنوؤں کی طرح چمکنے لگے۔ گو ان کی تعداد بہت کم تھی لیکن بہرحال آہستہ آہستہ روشنی کے ان نقطوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔ پھر عمران کو محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر روشنی کے تیز جھماکے ہونے شروع ہو گئے ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور بھی بیدار ہونا شروع ہو گیا اور اس کا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا تو بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات کسی فلم کے مناظر کی طرح اس کے ذہن میں گھوم گئے۔ عمران کو یاد آ گیا کہ وہ سب موٹر بوٹ پر ٹاپو گافس پہنچے اور پھر ایک بڑی سی کھائی میں انہوں نے موٹر بوٹ کو چھپا دیا اور پھر اسے مضبوط چٹانوں کے ساتھ اس طرح ہک کر دیا کہ وہ کھل کر سمندر میں نہ جا سکے اور دور سے نظر بھی نہ آئے کیونکہ وہاں سے گزرنے والے بحری جہاز اسے خالی دیکھ کر ساتھ لے جا سکتے تھے اس کے بعد ان سب نے تھیلوں میں

سے تیراکی کے جدید لباس نکالے اور انہیں پہن لیا۔ سر پر خصوصی کنٹوپ تھے جن میں پانی سے آکسیجن کشید کرنے کے آلات کے ساتھ ساتھ خصوصی بحری ٹارچ اور بات چیت کرنے کے لئے خصوصی ٹرانسمیٹر نصب تھے۔ اسلحہ اور خصوصی کاغذات وہ پہلے ہی جیبوں میں ڈال چکے تھے۔ پوری طرح تیار ہونے کے بعد انہوں نے تھیلوں میں سے بلوشے نکالے۔ یہ بلوشے ان کے جسموں سے بڑے تھے لیکن ان کو فولڈنگ کے انداز میں بنایا گیا تھا۔ ان کو فولڈ کر کے چھوٹا کیا جا سکتا تھا تاکہ اس کی ہینڈلنگ آسان رہے۔ پھر ان بلوشوں کو لے کر وہ ٹاپو کے کنارے پر پہنچے اور بندھے ہوئے بلوشے کھول کر نیچے رکھے اور اس میں لیٹ کر اپنے آپ کو چمڑے کے مضبوط تسموں سے باندھ لیا۔ اس کے بعد بلوشے کے ایک حصے کو کھینچ کر انہوں نے اپنے اوپر سے گھما کر واپس نیچے والے حصے کے ساتھ ملا دیا۔ اب وہ بلوشے کے اندر ایک لحاظ سے مقید ہو چکے تھے۔ پھر مخصوص بٹن دبا کر انہوں نے بلوشے کے آغاز میں موجود اس کے ہیڈ کا بٹن آن کیا تو بلوشہ ایک جھٹکے سے آگے بڑھا اور زمین پر پھسلتا ہوا سمندر میں جا گرا اور پھر کسی مچھلی کی طرح تیرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کی رفتار خاصی تیز ہو گئی اور جیسے جیسے وقت گزرتا رہا ویسے ہی بلوشہ کی رفتار بھی تیز ہوتی جا رہی تھی۔ اب یہ بلوشے ایک قطار کی صورت میں کارڈ آئی لینڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ عمران کو معلوم تھا کہ ان بلوشوں کے ہیڈز کے اوپر

بالکل اسی طرح کے پَر بنے ہوئے ہیں کہ جیسے وہیل مچھلی پانی کے اندر ہوتی ہے لیکن اس کے پَر پانی سے باہر ہوتے ہیں اور دور سے نظر آتے ہیں اور اگر کوئی انہیں دیکھ رہا ہو گا تو وہ یہی سمجھے گا کہ چھ وہیل مچھلیاں ایک قطار کی صورت میں کارڈ آئی لینڈ کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ گو ٹاپو اور کارڈ آئی لینڈ کا درمیانی فاصلہ تقریباً چار بحری میل تھا لیکن بلوشوں کی رفتار خاصی تیز تھی اس لئے وہ تیزی سے کارڈ آئی لینڈ کے قریب ہوتے چلے گئے۔ پھر عمران نے بٹن کو مخصوص انداز میں ٹریٹ کر کے بلوشہ کی رفتار کم کی اور پھر سمندر کے اندر خفیہ راستہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا اور چونکہ غار کا یہ حصہ پانی سے بھرا ہوا تھا اس لئے وہ بلوشوں سمیت آگے بڑھتے چلے گئے۔ چونکہ سرنگ نما راستہ مسلسل اوپر کو ہی اٹھ رہا تھا اس لئے جلد ہی وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں پانی نہ تھا۔ چنانچہ وہ سب بلوشوں کی گرفت سے باہر آ گئے۔ تیراکی کے لباس بھی اتار دیئے گئے اور پھر لباس اور بلوشے فولڈ کر کے وہاں رکھ دیئے گئے تاکہ واپسی پر وہ اسی راستے سے اسی انداز میں ٹاپو تک پہنچ سکیں۔ اس سے فارغ ہو کر وہ بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ انہیں معلوم تھا کہ سرنگ کا راستہ جزیرے کے اندر تقریباً جزیرے کے درمیان میں جا کر ختم ہو گا لیکن انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ جزیرے پر پہنچ جانے کے باوجود لیبارٹری میں داخل ہونا ایک اور سخت مرحلہ ہو گا۔ یہی سوچتے ہوئے وہ محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے کہ ایک اور موڑ پر جیسے

ہی وہ پہنچے اچانک سرنگ میں کٹک کی ہی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کے جسم سے توانائی مکمل طور پر غائب ہو گئی ہو اور یہ آخری احساس تھا۔ اس کے بعد اب اس کے ذہن میں روشنی نمودار ہوئی تھی۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ وہ سرنگ نما راستے کی بجائے ہال کمرے میں موجود تھے۔ انہیں کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا اور ان کی کرسیاں دیوار سے لگی ہوئی تھیں جبکہ اس کے سب ساتھی بھی اسی حالت میں موجود تھے۔ ان کے جسموں میں نظر آنے والی حرکت سے پتہ چلتا تھا کہ وہ بھی ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہے ہیں۔ سامنے کرسی پر ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک اطالوی بیٹھا ہوا تھا۔

”کیا نام ہے تمہارا“...... سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا نام مائیکل ہے اور یہ سب کیا ہے۔ ہم کہاں ہیں۔ ہم تو سیاح ہیں“...... عمران نے کارمن لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم سیاح نہیں ہو بلکہ دشمن ایجنٹ ہو اور تمہاری موت اب یقینی ہو چکی ہے“...... سامنے بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے رعونیت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمارے کاغذات تمہارے پاس ہوں گے۔ وہ دیکھ لو۔ انہیں چیک کرا لو۔ تم ہمیں دشمن ایجنٹ کیوں کہہ رہے ہو۔ کیا کیا ہے ہم نے اور تم کون ہو“...... عمران نے کہا۔

"میرا نام ائیر کمانڈر نیلسن ہے اور میں چیف سیکورٹی آفیسر بھی ہوں۔ تمہارے کاغذات ضرور سیاحوں جیسے ہیں لیکن تمہارا بلوشہ کے ذریعے خفیہ راستے سے جزیرے میں داخل ہونا ایسا صرف ایجنٹ ہی کر سکتے ہیں۔ گو تمہارا میک اپ واش نہیں ہوا لیکن تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا ہوش میں آنے کے باوجود اس طرح اطمینان سے باتیں کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تم لوگ وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہو جو لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہیں"...... کمانڈر نیلسن نے کہا۔

"تم خواہ مخواہ ہمیں پاکیشیائی بنا رہے ہو۔ کارمن سفارت خانے سے بات کر لو یا ہماری بات کراؤ۔ وہ ہماری گارنٹی تمہیں دے دیں گے"...... عمران نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کی بات کا جواب کمانڈر نیلسن دیتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی ہاتھ میں کارڈ لیس فون سیٹ اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"کس کا فون ہے سمتھ"...... کمانڈر نیلسن نے چونک کر پوچھا۔

"سپیشل سروسز کے چیف کرنل جیکسن کی کال ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کی آپ سے فوری بات کرائی جائے اس لئے میں اسے یہاں لے آیا ہوں"...... سمتھ نے کہا اور آگے بڑھ کر کارڈ لیس فون سیٹ کرسی پر بیٹھے کمانڈر نیلسن کے ہاتھ میں دے دیا۔ عمران نے سر گھما کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو اس سے تیسرے نمبر پر بیٹھے تنویر نے مخصوص انداز میں سر ہلا دیا جس کا

مطلب تھا کہ وہ اپنے آپ کو آزاد کرا سکتا ہے۔ عمران نے منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھا تو ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا نے بھی مخصوص انداز میں سر ہلا دیا تو عمران نے اپنے سر کو عقبی طرف اس انداز میں کیا جیسے گردن میں درد ہونے کی وجہ سے ایسا کر رہا ہو جبکہ یہ کوڈ اشارہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ اس وقت حرکت میں آئیں جب عمران اس کوڈ میں دوبارہ اشارہ دے۔ ادھر شاید کمانڈر نیلسن نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا کیونکہ اچانک فون سے نکلنے والی آواز اونچی ہوگئی کہ کمرے میں سنائی دے رہی تھی۔

"ہم نے دو بار کوشش کی ہے لیکن ان میں سے کسی کے چہرے پر کوئی تبدیلی نہیں آئی"...... کمانڈر نیلسن کی آواز سنائی دی۔

"یہ پاکیشیائی ایجنٹ میک اپ کے ماہر ہیں اور سنو۔ تم نے کہا ہے کہ تم نے انہیں کرسیوں سے باندھ دیا ہے۔ یہ رسیاں کھول لیں گے۔ یہ تو راڈز کھول لیتے ہیں۔ یہ تمہیں مار دیں گے اس لئے فوراً انہیں ہلاک کر دو۔ جلدی"...... کرنل جیکسن نے چیختے ہوئے کہا۔

"سوچ لیں۔ آپ جو حکم دے رہے ہیں اس کے نتائج خراب بھی نکل سکتے ہیں۔ آپ انہیں پاکیشیائی ثابت نہ کر سکیں گے تو کارمن سفارت خانہ ان کی موت پر آسمان سر پر اٹھا لے گا"۔ کمانڈر نیلسن نے کہا۔

"ان کی لاشیں وہیں جزیرے پر ہی جلا کر راکھ کر دو۔ پھر کیسا نتیجہ۔ تم تمام خدشات کو چھوڑ کر پہلے ان پر فائر کھولو۔ ان کی زندگی

کا ہر لمحہ ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہے''...... دوسری طرف سے چیخ کر کہا گیا۔

''یس سر۔ آپ کے احکامات کی تعمیل ہو گی۔ میں انہیں ہلاک کر کے پھر ان کی لاشیں جلا کر خود آپ کو فون پر اطلاع دوں گا''۔ کمانڈر نیلسن نے کہا اور پھر فون سیٹ کو آف کر کے اس نے سائیڈ پر کھڑے سمتھ کی طرف بڑھا دیا۔ عمران اس دوران اپنی رسیاں کھولنے کی کوشش کرتا رہا تھا اور پھر نہ صرف اسے گانٹھیں مل گئیں بلکہ اس نے انہیں کھولنے کا بندوبست بھی کر لیا تھا لیکن رسیاں اس انداز میں بندھی ہوئی تھیں کہ اسے ان سے مکمل آزادی حاصل کرنے میں کچھ وقت لگ سکتا تھا لیکن بہرحال یہاں بیٹھے بیٹھے مرنے کی بجائے وہ جدوجہد کے قائل تھے۔

''ہاں۔ اب تمہارا خاتمہ کر دیں کیونکہ ہمیں یہی حکم دیا جا رہا ہے''...... کمانڈر نیلسن نے فون سیٹ سمتھ کو دے کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں جا رہا ہوں باس''...... سمتھ نے کہا۔

''ہاں جاؤ۔ میں ان کا خاتمہ کر کے آفس آ رہا ہوں''...... کمانڈر نیلسن نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو سمتھ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف نظریں دوڑائیں جیسے وہ انہیں آخری بار دیکھ رہا ہو۔ پھر وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب کمرے میں کمانڈر نیلسن کے علاوہ ایک اور آدمی موجود تھا۔

''ریمنڈ''...... کمانڈر نیلسن نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو وہاں موجود تھا۔

''یس باس''...... ریمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کی جیبوں سے ملنے والے مشین پسٹلز کہاں ہیں''۔ کمانڈر نیلسن نے ریمنڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ تو انڈر سٹور کی الماری میں رکھ دیئے گئے ہیں۔ میرے پاس مشین پسٹل ہے وہ آپ لے لیں''...... ریمنڈ نے کہا۔

''ہاں دے دو''...... کمانڈر نیلسن نے کہا اور ایک طرف کھڑا ریمنڈ تیزی سے آگے بڑھا۔ ساتھ ساتھ وہ جیب سے مشین پسٹل بھی نکال رہا تھا۔ عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے سر کو مخصوص انداز میں جھٹکا کیونکہ وہ خود رسیوں کی گانٹھیں کھول چکا تھا لیکن رسیوں کے بل اس کے جسم کے گرد ابھی موجود تھے اس لئے وہ حملہ کرتا تو وہ یا اس کے دیگر ساتھی مشین پسٹل کا شکار ہو سکتے تھے لیکن تنویر نے جس انداز میں کوڈ اشارہ کیا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ رسیوں سے مکمل طور پر نجات حاصل کر چکا ہے۔ پھر عمران کی نسبت تنویر ان دونوں کے زیادہ قریب تھا اس لئے عمران نے خود پہلے حرکت میں آنے کی بجائے تنویر کو اشارہ کر دیا تھا اور پھر جیسے سیاہ بادلوں میں بجلی کی تیز لہر دوڑتی ہے اسی طرح تنویر یکلخت اپنی کرسی سے اچھلا اور کرسی اس کے ساتھ ہی کچھ اوپر کو اٹھی اور پھر ایک دھماکے سے نیچے جا گری۔ اس دھماکے کی آواز سن کر کمانڈر

نیلسن اور ریمنڈ تیزی سے مڑے لیکن اس سے پہلے کہ پوری طرح سنبھلتے، تنویر کا جسم ان دونوں سے ٹکرایا اور وہ دونوں ہی چیختے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ ہی فرش پر گرے جبکہ تنویر ان سے ٹکرا کر اپنے زور سے چند قدم آگے دوڑتا چلا گیا۔ ریمنڈ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل اچانک دھکا لگنے کی وجہ سے سامنے دیوار سے ٹکرا کر وہیں گر گیا تھا۔ تنویر کا جسم جیسے ہی چند قدم آگے جا کر رکا تو وہ تیزی سے مڑنے کی بجائے آگے دیوار کی طرف دوڑ پڑا تاکہ دیوار کے ساتھ پڑا مشین پسٹل اٹھا سکے لیکن وہ ابھی ایک قدم ہی آگے بڑھا ہو گا کہ نیچے گر کر اٹھتے ہوئے ریمنڈ کا جسم کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا تنویر کی پشت سے پوری قوت سے ٹکرایا اور تنویر اس طرح اچھل کر سامنے دیوار سے جا ٹکرایا جیسے کافی قوت سے ماری گئی گیند دیوار سے ٹکراتی ہے۔ تنویر دیوار سے ٹکرا کر نیچے فرش پر گرا تو ریمنڈ، تنویر سے ٹکرا کر خود بھی گھوم کر نیچے فرش پر گرا ہی تھا کہ تنویر فرش پر گر کر تیزی سے گھوما تو اس سے ٹکرا کر نیچے گرنے والا ریمنڈ اس کے دونوں ہاتھوں پر اٹھتا ہوا ایک دھماکے سے سامنے دیوار سے جا ٹکرایا اور کمرہ ریمنڈ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا اور اس بار وہ دیوار سے ٹکرا کر وہیں فرش پر گر کر کسی ذبح ہوتی ہوئی بکری کی طرح چند لمحے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا تو تنویر تیزی سے ایک بار پھر فرش پر پڑے مشین پسٹل کی طرف بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ وہاں تک پہنچتا، فضا میں اڑتا

وا ایک جسم اس سے اچانک ٹکرایا اور تنویر اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا ور اچھل کر سامنے دیوار سے ایک بار پھر ٹکرا کر نیچے گرا تو اسے علوم ہوا کہ اس سے ٹکرانے والا کمانڈر نیلسن تھا اور اسے اچھال کر مران نے پھینکا تھا کیونکہ جیسے ہی تنویر اور ریمنڈ آپس میں ٹکرائے تو کمانڈر نیلسن اٹھ کر فرش پر پڑے ہوئے مشین پسٹل کی طرف ہی دوڑا تھا لیکن اسی لمحے عمران نے اچھل کر اس پر حملہ کر دیا تھا اور گو کرسی بھی رسی کی وجہ سے اس کے ساتھ ہی گھسٹتی گئی تھی لیکن چند قدموں کے بعد وہ علیحدہ ہو کر نیچے گر گئی تھی اور عمران رسی کی گرفت سے آزاد ہو گیا تھا۔ کمانڈر نیلسن نیچے گر کر اس طرح چیخا تھا جیسے اس کی روح اس کے جسم سے علیحدہ ہو رہی ہو لیکن پھر اس کا جسم فرش پر کسی لٹو کی طرح گھوما اور اچھل کر وہ عمران سے ٹکرانے کے لئے ہوا میں اچھلا ہی تھا کہ عمران کے دونوں بازو حرکت میں آئے اور کمانڈر نیلسن، عمران کے دونوں بازوؤں میں جکڑا ہوا اوپر کو اٹھا اور پھر ہوا میں اڑتا ہوا دیوار کی طرف گیا ہی تھا کہ درمیان میں تنویر آ گیا جو مشین پسٹل اٹھانے کے لئے بڑھ رہا تھا اور کمانڈر نیلسن سے ٹکرا کر وہ بھی نیچے جا گرا تھا۔ نیچے گرتے ہی تنویر نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی کیونکہ اب مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے کافی نزدیک پڑا نظر آ رہا تھا لیکن اسی لمحے نیلسن کا بازو بھی فرش پر پڑے ہوئے مشین پسٹل کی طرف بڑھنے لگا تھا لیکن اسی لمحے دوڑتا ہوا عمران وہاں پہنچا اور جھک کر اس نے فرش پر پڑا ہوا مشین

پسٹل اٹھا لیا اور اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی ریمنڈ جو اسی دوران مسلسل اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا چیختا ہوا نیچے گرا اور ایک بار پھر ذبح ہوتی ہوئی بکری کی طرح چند لمحے زور سے تڑپا اور پھر ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

''تم اس کمانڈر نیلسن کو اٹھا کر کرسی پر رسی سے باندھو۔ اس سے لیبارٹری کے بارے میں تازہ ترین معلومات لینی ہیں۔ اس دوران میں باہر کی صورت حال دیکھ آؤں''...... عمران نے تنویر سے کہا اور پھر دوڑتا ہوا کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے پر چند لمحے رکنے کے بعد اس نے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا تو یہ ایک برآمدہ تھا جس میں تین کمروں کے دروازے نظر آ رہے تھے۔ اسی لمحے ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور سمتھ باہر برآمدے میں آ گیا۔ اس کی نظریں چونکہ اس طرف کو تھیں جہاں سے عمران دروازے سے سر باہر نکال کر جھانک رہا تھا اس لئے عمران نے ایک بار پھر سر دروازے کے اندر کر لیا لیکن اب اس کے کان سمتھ کے تیز تیز چلنے سے پیدا ہونے والی آواز پر لگے ہوئے تھے۔ اس نے سمتھ کو زندہ پکڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ وہ اس سے یہاں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر سکے۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آواز دروازے کے سامنے آ کر رک گئی۔ عمران ایک سائیڈ پر ہو گیا تاکہ اچانک سمتھ دروازہ کھولے تو وہ اس کی زد میں نہ آ جائے اور اس کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ ایک لمحے بعد

دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور سمتھ جیسے ہی اندر داخل ہوا، عمران کا بازو تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے سمتھ چیختا ہوا، ہوا میں قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ کر سر والے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو سمتھ کے چہرے پر چھا جانے والی مردنی دوبارہ زندگی میں تبدیل ہونے لگ گئی۔ اس کی گردن میں آ جانے والا بل دور ہو گیا تھا۔ اگر عمران فوراً ایسا نہ کرتا تو کچھ دیر بعد سمتھ سانس رک جانے کی وجہ سے یقینی طور پر ہلاک ہو جاتا۔

''کیا ہوا ہے۔ کیا اب باہر نہیں جانا''...... اوپر کو اٹھتے ہوئے عمران کو اپنے عقب میں صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران مڑا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے سارے ساتھی رسیوں سے آزاد ہو چکے تھے۔ تنویر اور کیپٹن شکیل بے ہوش کمانڈر نیلسن کو کرسی پر بٹھا کر رسیوں سے باندھنے میں مصروف تھے جبکہ جولیا، صالحہ کے جسم کے گرد ابھی تک موجود رسیاں کھولنے میں لگی ہوئی تھی۔

''یہ کسی بڑی بلڈنگ کا علیحدہ حصہ ہے۔ شاید سیکورٹی ایریا ہو۔ ہمیں جلد از جلد لیبارٹری میں داخل ہونا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر انہیں گولی مار دیں اور چل کر لیبارٹری تلاش کریں''۔ صفدر نے کہا۔

"پہلے ان سے تازہ ترین معلومات تو لے لیں۔ کام آئیں گی"...... عمران نے کہا۔

"تنویر درست کہتا ہے عمران صاحب کہ آپ معلومات کے چکر میں پڑے رہتے ہیں۔ ہم اس وقت آگ اگلنے والے آتش فشاں کے دہانے پر ہیں۔ کسی بھی وقت یہ آگ اگل سکتا ہے اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہمیں اپنا مشن مکمل کرنا چاہئے"...... صفدر نے تیز تیز لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اوکے۔ گولی نہ چلانا۔ گردنیں توڑ کر انہیں ختم کر دو"۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا اور ایک بار پھر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ہمارے پاس اسلحہ تو نہیں ہے"...... جولیا کی آواز سنائی دی۔

"آ جاؤ۔ ہم نے بہرحال لیبارٹری میں داخل ہونا ہے"۔ عمران نے کہا اور دروازے سے باہر برآمدے میں آ گیا۔ اس کے پیچھے جولیا اور صالحہ بھی باہر برآمدے میں آ گئیں۔ عمران تیزی سے آگے بڑھتا گیا اور پھر اسے ایک کمرے کے کھلے دروازے سے چند انسانوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے کچھ لوگ اندر بیٹھے باتیں کر رہے ہوں۔ عمران دروازے کی سائیڈ میں رک گیا تو اس کے پیچھے آنے والی جولیا اور صالحہ بھی سائیڈ پر ہو کر رک گئیں۔ عمران چند لمحے رکا پھر تیزی سے آگے بڑھ کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہاں چار آدمی بیٹھے شراب پینے اور باتیں کرنے

میں مصروف تھے اور عمران کو اچانک سامنے دیکھ کر وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھے ہی تھے کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور وہ چاروں چیختے ہوئے واپس کرسیوں پر گرے اور پھر کرسیوں سمیت نیچے فرش پر جا گرے۔ دل میں جگہ بنا لینے والی گولیوں نے انہیں زیادہ تڑپنے کا موقع ہی نہ دیا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور کمرے کے عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن اندر جھانک کر وہ واپس مڑ آیا۔ یہ کمرہ کچن کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ تھوڑی سی مزید چیکنگ کے بعد عمران اور اس کے ساتھی اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ یہ سیکورٹی پورشن لیبارٹری سے بھی علیحدہ ہے اور کرانس ایئر سپاٹ بلڈنگ کا حصہ ہے لیکن دیواریں ڈال کر اسے اس بلڈنگ سے بھی علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ یہاں ایک الماری سے انہوں نے اپنا اسلحہ حاصل کر لیا تھا۔ کمانڈر نیلسن اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں بکھری ہوئی پڑی تھیں۔

"عمران صاحب۔ ناش ریز پر ڈالنے والا انسانی خون کا پیکٹ کہاں ہے"...... صفدر نے کہا تو سب اس طرح چونک پڑے جیسے اچانک کوئی بات انہیں بھی یاد آ گئی ہو۔

"وہ میرے کوٹ کی اندرونی جیب میں تھا اب نہیں ہے اور نہ ہی الماری میں پڑا نظر آ رہا ہے اس کا مطلب ہے کہ اسے پھینک دیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو اب ہم کیا کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

''جس طرح مریض کے لئے خون کا بندوبست کیا جاتا ہے اسی طرح ہمیں بھی کرنا پڑے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''کیا مطلب''...... سب نے چونک کر پوچھا۔

''جس طرح اعلانات کرائے جاتے ہیں کہ فلاں ہسپتال کے فلاں مریض کو فلاں بلڈ گروپ کی اتنی بوتلوں کی ضرورت ہے اسی طرح ہمیں بھی اعلانات کرانے پڑیں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اعلان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں مشن کی کامیابی کے لئے خون دینے کے لئے تیار ہوں''...... تنویر نے فوراً ہی کہا۔

''تمہارا بلڈ گروپ ایسا ہے کہ ناش ریز الٹا ستیاناس ریز بن جائیں گی''...... عمران نے کہا تو تنویر کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب''...... تنویر نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہارے خون کا گروپ غصہ گروپ ہے''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ پھر تھوڑی دیر بعد جیسے ہی وہ مغرب کی طرف گھومے، سامنے ایک بند بلڈنگ دکھائی دی۔ اس بلڈنگ میں نہ کوئی کھڑکی نظر آ رہی تھی اور نہ کوئی روشندان۔ یوں لگتا تھا جیسے بند ڈبہ بنایا گیا ہو۔

''ائیر چیک پوسٹوں سے بچ کر رہنا ہے ہمیں ورنہ اگر انہوں نے دیکھ لیا تو پھر ہم پر میزائل بھی فائر کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اس لیبارٹری کے اندر کہاں سے اور کیسے داخل ہوں گے ہم۔ یہ تو مکمل طور پر بند ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''ناش ریز کی وجہ سے یہ مکمل دیوار نظر آ رہی ہے ورنہ اس میں راستے بھی ہیں اور دروازے بھی''...... عمران نے جواب دیا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دروازے ہوں اور نظر نہ آئیں بلکہ ان کی جگہ دیوار نظر آئے''...... تنویر نے کہا۔

''ناش ریز آن ہو تو ایسا ہی نظر آتا ہے۔ اب ہمیں اندر جانا چاہئے۔ کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے اور مشن کے اس قدر قریب آ کر ناکامی ہمیں بہت مہنگی پڑ سکتی ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک خنجر نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سمجھتا، عمران خنجر پکڑے تیزی سے آگے بڑھا اور دیوار سے تقریباً دو فٹ کے فاصلے پر پہنچ کر اس نے اپنی کلائی کی رگ پر خنجر مارا تو خون کا فوارہ سا باہر نکلا اور عمران نے اپنا بازو دیوار کی طرف موڑ کر زور سے جھٹکنا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ جہاں جہاں خون کے قطرے چھینٹوں کی صورت میں پڑ رہے تھے وہاں کنکریٹ کی بنی ہوئی دیوار غائب ہوتی جا رہی تھی اور اس کے عقب میں عام دیوار

نظر آنے لگ گئی تھی۔ عمران بار بار خنجر کلائی پر مار کر مسلسل اپنے ہاتھ کو جھٹک کر نکلتے ہوئے خون کے قطرے دیوار پر پھینک رہا تھا اور ساتھ ساتھ آگے ہوتا جا رہا تھا اور پھر اسے ایک دروازہ نظر آنے لگ گیا تھا۔ مسلسل خون کا چھڑکاؤ کرتے ہوئے آخر کار وہ مکمل دروازہ نمودار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

''اگر میں بچ کر اندر پہنچ جاؤں تو میرے پیچھے آ جانا ورنہ میری روح کی تسکین کے لئے مل کر فاتحہ خوانی کر لینا''...... عمران نے سکتے کے سے عالم میں کھڑے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے دوڑتا ہوا اندر کی طرف بڑھا لیکن ابھی وہ درمیان میں ہی تھا کہ اس کا پیر کسی چیز سے اٹکا اور وہ اچھل کر منہ کے بل زمین پر گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں کے منہ سے ''اوہ'' کے الفاظ لیکن جولیا کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اسے روکتا وہ پاگلوں کے سے انداز میں دوڑتی ہوئی عمران کی طرف بڑھ گئی۔

''ارے ارے۔ رک جاؤ۔ میں مرا نہیں ہوں۔ میرا پیر ٹکرا گیا تھا''...... عمران نے اسے اپنی طرف آندھی اور طوفان کی طرح آتے دیکھ کر تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا تو جولیا نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو روکا۔ عمران کو صحیح سلامت دیکھ کر اس کے چہرے پر انتہائی سکون کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تم۔ تم گرے کیوں تھے۔ دیکھ کر نہیں چل سکتے''...... جولیا

نے غراتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں جان بوجھ کر گرا تھا کیونکہ میرا خیال تھا کہ تنویر مجھے بچانے کے لئے بھاگے گا۔ آخر میں اس کا رقیب روسفید ہوں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھلتا چلا گیا۔

''جلدی آ جاؤ۔ کسی بھی وقت ناش ریز کا سرکل دوبارہ برابر ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔

''یہ لو۔ یہ بینڈیج۔ تمہارا خون بہت نکل گیا ہے''...... جولیا نے جیب میں سے ایک باقاعدہ بینڈیج نکالتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہیں کہاں سے مل گئی''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''جب تم نے خون کی بات کی تھی تو میں نے اسے خصوصی طور پر جیب میں ڈال لیا تھا کہ کسی نہ کسی کو بہرحال اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے زخم کی بینڈیج مکمل کر لی تاکہ مزید خون نہ نکل سکے۔ اس دوران سب اس دروازے سے گزر کر ایک کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا تھا۔

''اب کیا کرنا ہے''...... صفدر نے آہستہ سے کہا۔

''وہی جو کرنے کے لئے ہم یہاں تک پہنچے ہیں یعنی اپنے فارمولے کی تلاش''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سامنے نظر آنے والے ایک اور دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے لیکن اس سے پہلے کہ وہ سب اس دروازے تک پہنچتے اچانک چٹک چٹک کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ذہن تاریک پڑنے لگا اور پھر ذہن نے مکمل تاریک ہونے سے پہلے گولیاں چلنے اور انسانی چیخوں کی آوازیں بھی سنیں پھر یہ آوازیں جیسے گہرائی میں ڈوبتی چلی گئیں۔

لیبارٹری انچارج ڈاکٹر کلارک اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے چونک کر سر اٹھایا اور ایک نظر انٹرکام پر ڈالی۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ڈاکٹر کلارک نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سیکورٹی انچارج ویسٹرن ایریا بول رہا ہوں''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات''...... ڈاکٹر کلارک نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ویسٹرن ایریا میں چھ کارمن نژاد افراد داخل ہوئے ہیں ناش ریز کے سرکل کے باوجود لیکن سیکنڈ ڈیفنس لائن کراپ کی زد میں آ کر بے ہوش ہو گئے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر کلارک اس طرح فون پیس کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو

کہ وہ اس فون سے بات سن رہا ہو۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... ڈاکٹر کلارک نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سر۔ میرا نام جافر ہے اور میں سیکورٹی کا انچارج ہوں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کتنی بوتلیں شراب روزانہ پیتے ہو''...... ڈاکٹر کلارک نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ کو میری بات پر یقین نہیں آ رہا۔ مجھے بھی اس وقت یقین نہیں آ رہا تھا جب تک میں نے ان بے ہوش چھ افراد کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ آپ آ جائیں۔ وہ یہاں موجود ہیں۔ آپ خود دیکھ لیں''...... جافر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایسا ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ ناش ریز سے ٹکرا کر پہاڑ ذروں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ انسان کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں اور سامنے موجود گروکا سے میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ ناش ریز پوری لیبارٹری کے گرد موجود ہیں''...... ڈاکٹر کلارک نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سر۔ جیسے آپ کہہ رہے ہیں ویسا ہی ہو گا لیکن یہ چھ افراد بھی صحیح سلامت موجود ہیں۔ یہ اچانک داخل ہوئے اور پھر کراپ ریز کی زد میں آ کر بے ہوش ہوئے تو الارم بجا جس پر ہم وہاں

چیکنگ کے لئے گئے تو دو عورتیں اور چار مرد کل چھ افراد کمرے کے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور ہمیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا''...... جافر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر تمہیں کیا سزا دی جائے۔ بولو''۔ ڈاکٹر کلارک نے چیختے ہوئے کہا۔

''سر۔ جو سزا آپ چاہیں مجھے ہر سزا قبول ہو گی۔ آپ تشریف تو لائیں''...... جافر نے کہا۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں''...... ڈاکٹر کلارک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''نانسنس۔ دن کو خواب دیکھنے لگ گیا ہے۔ نانسنس۔ اسے پھانسی پر چڑھانا پڑے گا''...... ڈاکٹر کلارک نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ لیبارٹری کے مغرب میں جانے کے لئے ایک راہداری میں پہنچا تو وہاں ایک آدمی کھڑا تھا جس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ڈاکٹر کلارک کو سلام کیا۔

''خواب ٹوٹ گیا تمہارا یا نہیں جافر''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''میرے ساتھ آیئے سر''...... جافر نے سر جھکاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ڈاکٹر کلارک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ راہداری میں چلتے ہوئے ایک کمرے کے بند دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ جافر نے آگے بڑھ کر

دروازے کو کھولا اور ایک طرف ہو گیا۔

''آیئے سر''...... جافر نے کہا تو ڈاکٹر کلارک تیزی سے قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا تو وہ بے اختیار اس طرح اچھلا کہ نیچے گرتے گرتے بچا ہو اس کی آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔ چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات اس قدر تھے کہ چہرہ بگڑ سا گیا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ تو واقعی۔ مگر۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ یہ کوئی خواب ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے پہلے دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو مسلتے ہوئے کہا اور پھر اس نے خود ہی اپنے بازو پر چٹکی بھری۔

''یہ کیسے ممکن ہے جافر۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''سر۔ اب کچھ نہ کچھ تو ہوا ہے کہ یہ لوگ زندہ سلامت ناش ریز سے بچ کر اندر داخل ہو گئے ہیں لیکن کراپ ریز سے نہیں بچ سکے''...... جافر نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے شاید ڈاکٹر کلارک کی حالت دیکھ کر دلی خوشی ہو رہی تھی۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہمیں اب یہ معلوم کرنا ضروری ہو گیا ہے کہ ناش ریز ان لوگوں پر کیسے بے اثر ہوئیں۔ یہ کون لوگ ہیں اور کیوں یہاں آئے ہیں''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''پھر تو انہیں ہوش میں لانا پڑے گا اور یہ کوئی خطرناک گروہ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ کارمن نژاد لوگ ہیں''...... جافر نے کہا۔

''سب کو ہوش میں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کراپ ریز کا شکار اٹھارہ گھنٹوں تک کسی صورت ہوش میں نہیں آ سکتا۔ جب تک کہ اسے اینٹی کراپ ریز نہ سونگھایا جائے۔ عورتوں کو تو کچھ معلوم نہ ہو گا۔ یہ تو ان مردوں کی گرل فرینڈز ہوں گی۔ ان مردوں میں سے کسی ایک کو کرسی پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ کر ہوش میں لے آؤ۔ پھر اس سے پوچھ گچھ ہو سکتی ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... جافر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس میں تمہیں خاصا وقت لگ سکتا ہے اس لئے تم یہ کام کرو۔ میں آفس میں اپنا کام مکمل کر لوں۔ تم نے اسے ہوش میں لانے سے پہلے مجھے کال کرنا ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... جافر نے کہا تو ڈاکٹر کلارک نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر دروازے سے باہر راہداری میں آ گیا۔ اس کے چہرے پر تاثرات لمحہ بہ لمحہ اس طرح بدل رہے تھے جیسے بارش کے موسم میں دھوپ چھاؤں کا کھیل آسمان پر ہوتا رہتا ہے حالانکہ وہ ان بے ہوش پڑے افراد کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا لیکن اسے ابھی تک یقین نہ آ رہا تھا کہ اس نے جو کچھ دیکھا ہے وہ خواب یا جادو نہیں ہے۔

''اگر لوگ اس طرح ناش ریز کے باوجود اندر داخل ہو سکتے ہیں تو پھر تو اسے ماسٹر لیبارٹری کہنا خود ماسٹر کی بھی توہین ہے''۔

ڈاکٹر کلارک نے خود کلامی کے انداز میں کہا اور پھر وہ اپنے آفس میں داخل ہوئے تو میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ڈاکٹر کلارک تیزی سے آگے بڑھا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''کارڈ آئی لینڈ پر کرانس ائیر فورس کے چیف ائیر کمانڈر جناب جیکب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''ہیلو۔ چیف ائیر کمانڈر جیکب بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''انچارج ماسٹر لیبارٹری ڈاکٹر کلارک بول رہا ہوں۔ فرمایئے۔ کیسے فون کیا ہے آپ نے پہلی بار''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''آپ کی لیبارٹری کی بیرونی سیکورٹی کے لئے آپ کی حکومت اطالیہ نے حکومت کرانس سے سیکورٹی آفیسر اور اس کا سیکشن ہائر کیا ہوا تھا اور کمانڈر نیلسن طویل عرصے سے یہ فرائض ادا کر رہے تھے لیکن آج ایک خوفناک ایکشن ہوا ہے۔ سیکورٹی ونگ کے لئے کمرے ائیر فورس کی بلڈنگ سے ہی ہائر کر لئے گئے تھے۔ آج ان کمروں میں خون کی ہولی کھیلی گئی ہے۔ کمانڈر نیلسن اور ان کے ماتحت تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کمروں میں ان کی

لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ اس جزیرے میں ہمارا سپاٹ ہے یا آپ کی لیبارٹری۔ یہاں تک سمندر کے راستے تو کوئی نہیں پہنچ سکتا کیونکہ جزیرے کے گرد سمندر میں دو ڈیفنس لائنیں موجود ہیں اور آپ کی لیبارٹری کے گرد نظر نہ آنے والی ریز کا کور ہے جس کی وجہ سے نہ کوئی لیبارٹری کے اندر جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی باہر آ سکتا ہے جب تک آپ اس کے لئے راستہ نہ کھولیں اس لئے ہم میں سے کسی کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ کمانڈر نیلسن اور ان کے تربیت یافتہ افراد کو کس نے ہلاک کیا۔ کون کہاں سے اور کیسے یہاں پہنچا اور یہ سب کچھ کر کے کہاں غائب ہو گیا ہے۔ یہ ساری تفصیل میں نے اس لئے بتائی ہے کہ کہیں آپ نے تو کسی کے لئے لیبارٹری کو اوپن کیا ہو''...... چیف ائیر کمانڈر جیکب نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ کمانڈر نیلسن کا مجھ سے اکثر رابطہ رہتا تھا۔ مجھے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی موت سے شدید جذباتی دھچکا لگا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہم نے لیبارٹری کو اوپن نہیں کیا۔ اب کون لوگ تھے جنہوں نے یہ کام کیا ہے۔ آپ اس کی انکوائری کرائیں''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''ظاہر ہے ایسا تو کرنا پڑے گا۔ اوکے۔ تھینک یو''...... چیف ائیر کمانڈر جیکب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''میں نے ان افراد کی یہاں موجودگی تسلیم کر کے کمانڈر نیلسن

اور اس کے آدمیوں کی موت اپنے گلے میں ڈالنا تھی۔ حکومت کرانس ہماری حکومت اطالیہ پر چڑھ دوڑتی''...... ڈاکٹر کلارک نے رسیور رکھ کر خود کلامی کے انداز میں کہا۔

''لیکن اب ان کا کیا کریں''...... ڈاکٹر کلارک نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک خیال کے آتے ہی بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔ انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں سمندر میں بہا دی جائیں۔ اس طرح یہ معاملہ ہم پر نہیں آئے گا ورنہ سارا الزام ہم پر ہی ڈال دیا جائے گا لیکن اس کے لئے جافر کا خاتمہ بھی کرنا پڑے گا۔ ویری بیڈ''...... ڈاکٹر کلارک نے خود کلامی کرتے ہوئے سر ہلا دیا۔ اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر کلارک سمجھ گیا کہ جافر کی کال ہو گی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''جافر بول رہا ہوں سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے''۔ دوسری طرف سے جافر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سنو۔ اس بارے میں تم نے میرے علاوہ کسی اور کو تو اطلاع نہیں دی''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''نہیں سر۔ آپ کی اجازت کے بغیر میں ایسا کیسے کر سکتا تھا''۔ جافر نے جواب دیا۔

''او کے۔ تمہیں اس کا باقاعدہ انعام دیا جائے گا''......ڈاکٹر کلارک نے کہا تو دوسری طرف سے جافر نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

''میں آ رہا ہوں''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک بار پھر کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کا رخ ویسٹرن ایریا کی طرف ہی تھا اور ساتھ ساتھ وہ ان سب کی موت کے بارے میں بھی سوچتا جا رہا تھا۔

''پہلے ان سے معلوم کرنا پڑے گا کہ ناش ریز کے باوجود وہ کیسے اندر داخل ہوئے۔ پھر آگے بات ہو گی''...... ڈاکٹر کلارک نے فیصلہ کن انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس دروازہ کی طرف مڑ گیا جس کی دوسری طرف بے ہوش افراد پڑے ہوئے تھے۔

سپیشل سروسز ایجنسی کا چیف کرنل جیکسن اپنے آفس میں بیٹھ ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''یس سر۔ کرنل جیکسن بول رہا ہوں''...... کرنل جیکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ حکومت میں سب سے اعلیٰ عہدہ چیف سیکرٹری کا ہی تھا اور وہ ایک لحاظ سے ملک کے سیاہ و سفید کے مالک ہوتے ہیں۔

''کرنل جیکسن۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں آپ نے رپورٹ دی تھی کہ وہ اپنا فارمولا واپس لینے کے لئے اطالیہ پہنچنے والے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی طرف سے کوئی رپورٹ مجھے نہیں

ملی۔ اس کی وجہ''...... چیف سیکرٹری نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ ابھی تک ان کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ فارمولے تک تو ان کی رسائی ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ فارمولا ماسٹر لیبارٹری میں ہے اور ماسٹر لیبارٹری تو ایک طرف، اس جزیرے کارڈ آئی لینڈ تک کسی کا پہنچنا بھی ناممکن ہے''...... کرنل جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کرنل جیکسن۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ حکومت کے کچھ اپنے ذرائع بھی ہوتے ہیں اور ان ذرائع سے ہمیں جو رپورٹ ملی ہے وہ آپ کے خلاف جاتی ہے۔ ہمیں تو یہ رپورٹ ملی ہے کہ آپ کے سپر سیکشن کے ایجنٹ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں اور آپ انہیں پکڑنا تو ایک طرف انہیں ابھی تک ٹریس بھی نہیں کر سکے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''میرے سیکشن ایجنٹ مارے گئے ہیں۔ یہ بات درست ہے لیکن یہ رپورٹ غلط ہے کہ انہیں پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہلاک کیا ہے۔ وہ تارکی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ تارکی کے خلاف دو ماہ پہلے ہم نے مشن ان پاسیبل مکمل کیا تھا۔ اس کا انتقام لیا گیا ہے اور جناب۔ مشنز میں دونوں سائیڈوں سے ایجنٹ کام کرتے رہتے ہیں۔ پکڑے بھی جاتے ہیں اور ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔ سب کچھ ہوتا رہتا ہے۔ یہ تو ہماری لائف ہے''...... کرنل جیکسن نے قدرے سخت لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ براہ راست اطالیہ کے صدر کے تحت تھا اور صدر صاحب کی مرضی کے

بغیر سپیشل سروسز کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکتا تھا۔

''آپ کے کون سے سپر سیکشن ایجنٹ ہلاک ہوئے ہیں''۔ چیف سیکرٹری نے پوچھا۔

''وکٹر اور مارگریٹ''...... کرنل جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کو رپورٹ ملی ہے کہ کارڈ آئی لینڈ میں سیکورٹی ونگ کے تمام ایجنٹوں مع چیف سیکورٹی آفیسر ایئر کمانڈر نیلسن ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور یہ کسی کو معلوم نہیں ہے کہ کون لوگ کس طرح جزیرے پر آئے۔ انہیں ہلاک کیا اور پھر کہاں غائب ہو گئے۔ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر کلارک کا فون نمبر آپ کے پاس ہے''...... چیف نے سیکرٹری نے کہا۔

''جی ہاں''...... کرنل جیکسن نے جواب دیا۔

''تو آپ ڈاکٹر کلارک سے رابطہ کریں اور معلوم کریں کہ کیا وہ ٹھیک ہیں۔ ماسٹر لیبارٹری کے سائنسی حفاظتی اقدامات درست طور پر کام کر رہے ہیں یا نہیں اور پھر رپورٹ آپ نے مجھ تک پہنچانی ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر''...... کرنل جیکسن نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیئے جانے کے بعد کرنل جیکسن نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس نے خود ذاتی طور پر کارڈ آئی لینڈ کا دورہ کیا تھا اور ماسٹر لیبارٹری کے

سائنسی حفاظتی انتظامات کے بارے میں اسے بریف کیا گیا تھا۔ پھر جزیرے کے گرد ڈبل ڈیفنس لائن سمندر میں موجود تھیں جس کی موجودگی میں کوئی آدمی، کشتی یا بحری جہاز وغیرہ جزیرے تک پہنچ ہی نہ سکتا تھا اس لئے وہاں سیکورٹی آفیسر کی ہلاکت نے اس کا ذہن ماؤف کر دیا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کارڈ آئی لینڈ پر ماسٹر لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر کلارک سے بات کراؤ''...... کرنل جیکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیکسن نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''ڈاکٹر کلارک لائن پر ہیں۔ بات کیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ چیف آف سپیشل سروسز کرنل جیکسن بول رہا ہوں''۔ کرنل جیکسن نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''فرمایئے۔ میں ڈاکٹر کلارک بول رہا ہوں انچارج ماسٹر لیبارٹری''...... دوسری طرف سے سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ لیبارٹری کے لئے کرانس ایئر فورس سے جو لوگ ڈیپوٹیشن پر لئے گئے تھے جن کے

انچارج ائیر کمانڈر نیلسن تھے انہیں لیبارٹری سے باہر سیکورٹی سیکشن میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انہیں کس نے ہلاک کیا ہے اور ہلاک کرنے والے کہاں سے آئے اور اب کہاں ہیں''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''تو آپ کا خیال ہے کہ میں نے انہیں ہلاک کیا ہے جو آپ مجھ سے یہ سب کچھ پوچھ رہے ہیں''...... ڈاکٹر کلارک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ بات نہیں ڈاکٹر صاحب۔ میں آپ کو اطلاع دے رہا تھا۔ میں نے آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ لیبارٹری کے گرد ناش ریز کا کور تو موجود ہے۔ لیبارٹری میں تو کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی کیونکہ میں نے یہ معلومات چیف سیکرٹری صاحب کو دینی ہیں''...... کرنل جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ناش ریز کی موجودگی میں تو کوئی مکھی بھی لیبارٹری میں داخل نہیں ہوسکتی۔ باقی باہر جو کچھ ہوا ہے یا ہو رہا ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔ ہمارے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ گڈ بائی''...... ڈاکٹر کلارک نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''یہ ڈاکٹر کلارک کو کیا ہو گیا ہے۔ پہلے تو اس نے کبھی اس انداز میں باتیں نہیں کیں۔ ذہنی طور پر پریشان لگتا تھا''...... کرنل

جیکسن نے رسیور رکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ پھر وہ یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ کسی سائنسی پریشانی کی وجہ سے وہ ذہنی طور پر الجھے ہوئے ہوں گے۔ کچھ دیر بعد اس نے رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس چیف''...... فون سیکرٹری نے کہا تو کرنل جیکسن نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیکسن نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے''...... فون سیکرٹری نے کہا۔

''ہیلو سر۔ میں کرنل جیکسن بول رہا ہوں''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری کی بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ سرد تھا۔

''وہ ناش ریز سرکل کور کی وجہ سے مکمل طور پر محفوظ ہیں بلکہ میرے معلوم کرنے پر وہ ناراض ہو رہے تھے کہ جب سب کچھ

معلوم ہے کہ ناش ریز کی وجہ سے ایک مکھی بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی تو پھر کیوں پوچھا جا رہا ہے''...... کرنل جیکسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ان کا غصہ بھی بجا ہے لیکن ہمیں بھی تو اپنا اطمینان کرنا ہے''۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

''سر۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں وہاں موجود کسی ذمہ دار آفیسر سے معلومات حاصل کروں''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''نہیں۔ وہ دوسرے ملک کے افراد ہیں۔ ان کا ہماری وجہ سے خاصا بڑا جانی نقصان ہوا ہے۔ وہ خود ہی مجرموں کو تلاش کر لیں گے''...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیکسن نے رسیور رکھ دیا۔ اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ آخر جزیرے پر کون کس طرح پہنچا ہو گا لیکن کوئی جواب اسے نہ مل رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

''سیکشن تھری کے مارکونی بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو کرنل جیکسن بے اختیار چونک پڑا۔

''سیکشن تھری کے مارکونی۔ کیوں۔ اچھا کراؤ بات''...... کرنل جیکسن نے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے

تھے۔

''ہیلو سر۔ میں مارکونی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''تم سیکشن تھری میں کون ہو۔ الفریڈ کہاں ہے سیکشن تھری کا انچارج تو وہ ہے''...... کرنل جیکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

''سر۔ باس الفریڈ آپ کی طرف جا رہے تھے کہ ان کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور باس الفریڈ شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گئے۔ مجھے جب اطلاع ملی تو میں ہسپتال پہنچا تو باس الفریڈ ہوش میں تھے انہوں نے مجھے کہا کہ میں آپ کو فون کر کے اس ایکسیڈنٹ کی اطلاع کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دوں کہ کارڈ آئی لینڈ سے چار بحری میل عقب میں ایک ٹاپو پر ایک خالی موٹر لانچ کو دیکھا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ شاید کارڈ آئی لینڈ کے خلاف کوئی بڑی سازش ہو رہی ہے اس لئے آپ کو اطلاع دینا ضروری ہے''...... مارکونی نے کہا تو کرنل جیکسن بے اختیار اچھل پڑا۔

''الفریڈ کو کیسے معلوم ہوا''...... کرنل جیکسن نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''باس الفریڈ نے بتایا ہے کہ وہ کھانا کھانے ایک ہوٹل میں گئے تو ان کی ملاقات نیوی ائیر آپریشن کے پائلٹ جیگارڈ سے ہو گئی۔ انہوں نے کھانا اکٹھے کھایا۔ کھانے کے دوران باتوں میں جیگارڈ نے بتایا کہ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کارڈ آئی لینڈ کے

عقب میں تقریباً چار بحری میل کے فاصلے پر موجود ایک چھوٹے سے ٹاپو کی ایک کھائی میں موٹر بوٹ کو اس انداز میں رکھا گیا تھا جیسے اسے چھپانے کی کوشش کی گئی ہو۔ کیونکہ یہ ممنوعہ علاقہ ہے اس لئے میں خواہش کے باوجود اس ٹاپو پر نیوی چیکنگ کا ہیلی کاپٹر نہ اتار سکا البتہ واپس آ کر میں نے ہیڈکوارٹر کو رپورٹ دے دی۔ باس الفریڈ نے جب یہ بات سنی تو انہیں خیال آیا کہ یہ موٹر بوٹ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی نہ ہو جن کے لئے وکٹر اور مارگریٹ کو وہاں بھیجا گیا تھا۔ وہ آپ سے مل کر یہ بات بتانے اور اس سلسلے میں ہدایات لینے کے لئے ہیڈکوارٹر روانہ ہو گئے لیکن راستے میں ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ہسپتال پہنچ گئے''...... مارکونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''الفریڈ کس ہسپتال میں ہے اور اس کا کمرہ نمبر کیا ہے''۔ کرنل جیکسن نے کہا تو مارکونی نے ہسپتال کا نام اور کمرے کا نمبر بتا دیا تو کرنل جیکسن نے اس کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دبا دیا اور ٹون بحال ہونے پر اس نے فون سیکرٹری کو کال کر کے کہا کہ وہ سپیشل ہسپتال میں فون کر کے الفریڈ سے اس کی بات کرائے۔ یہ حکم دے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''سپیشل ہسپتال میں موجود الفریڈ سے بات کیجئے''...... دوسری

طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو الفریڈ۔ میں کرنل جیکسن بول رہا ہوں''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''میں الفریڈ بول رہا ہوں۔ آپ کا شکریہ۔ آپ نے کال کی ہے۔ مارکونی نے میرا پیغام تو آپ کو دے دیا ہو گا''...... الفریڈ کی کمزور سی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ تم بے فکر رہو۔ تمہارا یہاں بہترین علاج کیا جائے گا اور تم جلد ہی صحت یاب ہو کر واپس آ جاؤ گے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''شکریہ جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیکسن نے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے سائیڈ پر موجود انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''انتھونی کو میرے آفس میں بھجواؤ اور میری کار تیار کراؤ۔ میں نے بندرگاہ جانا ہے''...... کرنل جیکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ خود بندرگاہ سے ایک موٹر لانچ لے کر اس ٹاپو پر جائے گا اور وہاں موجود موٹر لانچ کو چیک کرے گا کیونکہ یہ خبر سامنے آنے کے بعد اسے یقین ہو گیا تھا کہ کارڈ آئی لینڈ پر سیکورٹی انچارج اور اس کے آدمیوں کی ہلاکت کا کام پاکیشیائی

ایجنٹوں کا ہی ہے۔ وہ اب بھی یقیناً جزیرے پر کسی جگہ چھپے ہوئے ہوں گے اور وہ انہیں پکڑ سکتا ہے۔ انتھونی کو وہ اس لئے ساتھ لے جا رہا تھا کہ انتھونی کو سمندر کا کیڑا کہا جاتا تھا اس لئے کسی بھی مشکل صورت حال میں انتھونی ہی کام دے سکتا تھا۔

ڈاکٹر کلارک جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو وہ بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا کیونکہ سامنے ایک کرسی پر ایک بے ہوش آدمی رسیوں سے بندھا نظر آ رہا تھا جبکہ اس کے باقی ساتھیوں کو بے ہوشی کے عالم میں کمرے کی دیوار کے ساتھ لگا دیا گیا تھا۔ کمرے میں جافر بھی موجود تھا۔ اس نے ڈاکٹر کلارک کا استقبال کیا اور ڈاکٹر کلارک کو بیٹھنے کے لئے کرسی پیش کر دی۔ ڈاکٹر کلارک نے فوراً ہی محسوس کر لیا کہ جب سے اس نے جافر کو خصوصی انعام دینے کی بات کی تھی وہ زیادہ مؤدب ہو گیا تھا۔

''اس بے چارے کو معلوم ہی نہیں کہ خصوصی انعام اتنا خصوصی ہو گا کہ اسے اس دنیا سے ہی بے گانہ کر دے گا''...... ڈاکٹر کلارک نے سوچتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اسے اچھی طرح باندھ دیا ہے نا''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''جناب آپ خود چیک کر لیں۔ میں نے اس کے دونوں ہاتھ

اس کی پشت پر کر کے انہیں رسی سے باندھ دیا ہے اور اس کے دونوں پیر بھی کرسی کی ٹانگوں کے ساتھ رسی سے باندھ دیئے ہیں۔ اب یہ اٹھ کر کھڑا بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی حرکت کر سکتا ہے''...... جافر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب سے ہوش میں لے آؤ''...... ڈاکٹر کلارک نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں اینٹی کراپ لے آؤں''...... جافر نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑا۔

''سنو''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا تو جافر واپس مڑ آیا۔

''تمہارے پاس کوئی اسلحہ یا مشین پسٹل ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''نو سر۔ ہمارا ان چیزوں سے کیا تعلق۔ البتہ میرے خیال میں ان کے پاس اسلحہ ہو گا مجھے تلاشی لینے کا خیال ہی نہیں آیا''۔ جافر نے جواب دیا۔

''پہلے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کی تلاشی لو۔ پھر ان فرش پر پڑے بے ہوش مردوں کی تلاشی لو''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا تو جافر سر ہلاتا ہوا اس کرسی کی طرف بڑھنے لگا جس پر بے ہوش آدمی بندھا ہوا تھا۔ اس نے قریب آ کر اس کی تلاشی لی اور پھر ایک مشین پسٹل اس کی جیب سے برآمد ہو گیا۔

''یہ مشین پسٹل ہے۔ بالکل نیا لگ رہا ہے۔ اس میں میگزین

بھی موجود ہے''...... جافر نے مڑ کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کو ڈاکٹر کلارک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اور اینٹی کراپ ریز لے آؤ۔ جلدی کرو ان کی وجہ سے خاصا وقت ضائع ہو رہا ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے مشن پسٹل کو اپنی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔

''یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں۔ یہ پاکیشیائی تو نہیں ہیں کارمن نژاد ہیں''...... ڈاکٹر کلارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد جافر واپس آ گیا۔ اس نے ہاتھ میں ایک درمیانے سائز کی بوتل پکڑی ہوئی تھی جس کی گردن پتلی اور لمبی تھی۔ پھر وہ کرسی پر بندھے ہوئے آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے قریب جا کر اینٹی کراپ ریز کی بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ اس آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اس نے اسے جیب میں ڈال لیا اور واپس آ کر ڈاکٹر کلارک کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

''نہیں۔ ادھر میرے ساتھ بیٹھو۔ آج تم نے ایسا کارنامہ سر انجام دیا ہے کہ میں تمہاری کارکردگی سے بے حد خوش ہوا ہوں۔ میں نے تمہیں ایسا خصوصی انعام دینے کا سوچا ہے کہ تم نے کبھی اس کا تصور بھی نہیں کیا ہو گا''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا تو جافر کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"تھینکس سر لیکن کھڑے رہ کر میں بہتر طریقے سے ان سب کی نگرانی کر سکوں گا"...... جافر نے کہا اور ڈاکٹر کلارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے کرسی پر بندھے ہوئے آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں جھپکانا شروع کر دیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ جھٹکا کھا کر کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اب وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے کمرے کو، سامنے بیٹھے ڈاکٹر کلارک اور جافر کو دیکھتا رہا اور پھر جب اس کی نظریں دیوار کے ساتھ بے ہوش پڑے اپنے ساتھیوں پر پڑیں تو اس کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... ڈاکٹر کلارک نے اپنے لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو۔ ہم تو سمندر میں سیاحت کرتے پھر رہے تھے کہ اچانک بے ہوش ہو گئے اور یہاں اب مجھے ہوش آیا ہے۔ یہ سب کیا ہے۔ ہم تو کارمن سیاح ہیں"...... اس آدمی نے اونچی اور قدرے سخت آواز میں کہا۔

"مجھے کہانیاں سننے کا کوئی شوق نہیں ہے اور نہ ہی میرے پاس اتنا فالتو وقت ہے کہ میں تمہاری کہانیاں سنتا رہوں۔ اپنا نام بتاؤ"...... ڈاکٹر کلارک نے چیخ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا نام کیپٹن گروز ہے۔ میں کارمن فوج میں کیپٹن ہوں۔ وہاں سے چھٹی لے کر اپنے دوستوں کے ساتھ اطالیہ کی سیاحت کے لئے آیا تھا"...... بندھے ہوئے آدمی نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ لیبارٹری کے گرد کس ریز کا کور ہے۔ ایسی ریز کا کہ جو بھی اس ریز سے ٹکرائے گا وہ ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جاتا ہے اور یہ ریز نظر بھی نہیں آتیں"...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

"لیبارٹری۔ کون سی لیبارٹری"...... کیپٹن گروز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم کارڈ آئی لینڈ میں کہاں سے داخل ہوئے تھے"...... ڈاکٹر کلارک نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جزیرہ کارڈ آئی لینڈ۔ یہ سب آخر تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ ہم سب ایک موٹر لانچ میں بیٹھ کر سمندر کی سیر کرتے پھر رہے تھے کہ اچانک بے ہوش ہو گئے اور اب یہاں میری آنکھ اس حالت میں کھلی ہے"...... کیپٹن گروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ تم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مجھے کہانیاں سناؤ گے۔ یہ دیکھو میرے ہاتھ میں مشین پسٹل ہے اور اس میں میگزین بھی موجود ہے اور یہ مشین پسٹل تمہاری جیب سے برآمد ہوا ہے جبکہ تم کہہ رہے ہو کہ تم سیاح ہو"...... ڈاکٹر کلارک نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سیاحت کے دوران کسی بھی وقت زندگی کو خطرہ لاحق ہو سکتا

ہے اس لئے عالمی سیاحتی ادارے نے مشین پسٹل رکھنے کی اجازت
دی ہوئی ہے لیکن تم نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا''...... کیپٹن
گروز نے کہا۔

''میرا نام ڈاکٹر کلارک ہے اور تم اس وقت ماسٹر لیبارٹری میں
ہو۔ تم ناش ریز کو صحیح سلامت کراس کر کے اندر داخل ہوئے ہو
لیکن یہاں سیکنڈ ڈیفنس لائن موجود تھی اس نے تم پر اٹیک کیا اور تم
بے ہوش ہو گئے۔ تم نے لیبارٹری میں داخل ہونے سے پہلے باہر
کارڈ آئی لینڈ پر سیکورٹی کے لوگوں کمانڈر نیلسن اور ان کے ساتھیوں
کو بھی ہلاک کر دیا ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''تم کیا چاہتے ہو۔ تم اپنی بات کرو۔ باہر جو ہوا ہو گا ہوا ہو
گا''...... اس بار کیپٹن گروز کا لہجہ تبدیل تھا اور شاید اس لہجے کی وجہ
سے ڈاکٹر کلارک نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

''تم نے ناش ریز کے سرکل کو کیسے صحیح سلامت کراس کر
لیا''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''اگر میں یہ بتا دوں تو کیا تم ہمیں زندہ چھوڑ دو گے''۔ کیپٹن
گروز نے کہا۔

''ہاں۔ میں تمہیں زندہ سلامت خاموشی سے باہر نکال دوں گا۔
باہر تمہارے ساتھ کیا ہوتا ہے کیا نہیں ہوتا اس کی ذمہ داری مجھ پر
نہیں ہو گی''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''میرے پاس آؤ۔ فکر مت کرو۔ میں بندھا ہوا ہوں۔ یہ بات

ایسی ہے کہ سرگوشی میں بتائی جا سکتی ہے''...... کیپٹن گروز نے کہا تو
ڈاکٹر کلارک ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر مسرت
کے تاثرات تھے کیونکہ ناش ریز کو کراس کرنے کا کوئی فارمولا آج
تک سامنے نہ آیا تھا اور ایسا فارمولا اب ان کی نالج میں آنے والا
تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ڈاکٹر کلارک کا دل خوشی سے اچھل رہا تھا۔ گروز
چونکہ بندھا ہوا تھا اس لئے اس کی طرف سے ڈاکٹر کلارک کو کوئی
فکر نہ تھی۔ چنانچہ وہ قدم بڑھاتا ہوا کرسی کے قریب پہنچ گیا۔ اس
نے مشین پسٹل اپنی جیب میں ڈال لیا تھا

''ہاں اب بتاؤ''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا لیکن دوسرا لمحہ اس پر
بھاری رہا۔ جب وہ اچانک اس طرح فضا میں اچھلا جیسے کوئی شہباز
لمبی اڑان لیتا ہے اور اڑتے ہوئے وہ کرسی کے پیچھے کھڑے جافر
سے ایک دھماکے سے ٹکرا کر الٹ کر نیچے فرش پر گرا اور اس کے
ساتھ ہی اس کا ذہن یکلخت تاریک پڑتا چلا گیا۔

کیپٹن شکیل کے تاریک ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ نمودار ہوا اور پھر یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ جب اس کا شعور بیدار ہونے لگا تو اس کا ڈھلکا ہوا جسم خود بخود جھٹکا کھا کر اوپر کو اٹھا اور پھر اس جھٹکے کی وجہ سے اس کا شعور مکمل طور پر بیدار ہو گیا البتہ اس دوران بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گئے تھے۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت کامیابی سے ناش ریز کا سرکل کراس کر آیا تھا اور وہ ماسٹر لیبارٹری کے ایک خالی کمرے میں پہنچے تھے۔ پھر وہ آگے بڑھنے لگے تو اچانک چٹک چٹک کی آوازیں سنائی دیں اور وہ بے ہوش ہو گئے اور اب کیپٹن شکیل کا شعور بیدار ہوا تو اس نے فوراً ہی چیک کرلیا کہ وہ کسی بڑے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے رسی سے باندھے گئے ہیں اور اس کے دونوں پیروں کو بھی کرسی کی ٹانگوں کے ساتھ رسی سے باندھ دیا گیا ہے۔

سامنے ایک کرسی پر ادھیڑ عمر اطالوی نژاد شخص بیٹھا ہوا ہے اور ایک آدمی اس کے عقب میں کھڑا ہے جبکہ سامنے دیوار کے ساتھ اس کے ساتھی فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ اسے ہوش میں دیکھ کر سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے اس سے نام پوچھا تو کیپٹن شکیل نے وہ نام بتایا جو میک اپ کے بعد وہ رکھتے تھے جبکہ اس ادھڑ عمر آدمی جس نے بعد میں اپنا نام ڈاکٹر کلارک بتایا اور اس کے ساتھ ساتھ کیپٹن شکیل کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ اس وقت لیبارٹری کے کس حصے میں ہیں اور سامنے بیٹھا ہوا آدمی ڈاکٹر کلارک اس لیبارٹری کا انچارج ہے۔ ڈاکٹر کلارک نے اپنے آدمی سے مشین پسٹل لے کر اپنی گود میں رکھ لیا تاکہ کیپٹن شکیل کو خوفزدہ کر سکے۔ ڈاکٹر کلارک کو اصل حیرت یہ تھی کہ کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھی آخر کس طرح ناش ریز کے کور کی موجودگی کے باوجود اسے کراس کر کے لیبارٹری کے اندر داخل ہوئے ہیں جبکہ کیپٹن شکیل ہوش میں آنے کے بعد مسلسل یہ کوشش کرتا رہا کہ کسی طرح اپنے دونوں ہاتھ آزاد کر سکے اور بغیر ہاتھ آزاد کئے وہ اپنی ٹانگوں کو بھی رسی کی گرفت سے آزاد نہ کرا سکتا تھا۔ ہاتھ کھل جانے سے بھی اس کا پورا جسم حرکت میں نہ آ سکتا تھا لیکن نجانے گانٹھ کہاں دی گئی تھی کہ کیپٹن شکیل کی مسلسل کوشش کے باوجود گانٹھ نہ مل رہی تھی۔ رسی اس قدر مضبوط تھی کہ باوجود جھٹکے دینے کے وہ صحیح سالم تھی اس لئے مجبوراً کیپٹن شکیل کو ڈاکٹر کلارک سے مسلسل باتیں کرنا

پڑیں اور پھر اچانک اس کی انگلیاں نچلے حصے میں موجود گانٹھ تک آخر کار پہنچ گئیں۔ گانٹھ ملنے کے بعد اسے کھولنا اس لئے بھی کیپٹن شکیل کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا کہ عام اور سادہ گانٹھ لگائی گئی تھی اس لئے اس نے ہاتھ آزاد کرا لئے۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل نے مکمل آزادی کے حصول کے لئے پلاننگ بنا لی اور اس پلاننگ کے تحت اس نے ڈاکٹر کلارک کو اپنے قریب بلایا۔ گو ڈاکٹر کلارک ایک بار ہچکچایا لیکن کیپٹن شکیل نے بندھے ہونے کا کہہ کر اسے مطمئن کر دیا پھر چونکہ وہ سائنسدان تھا اس لئے اسے ناش ریز کا توڑ جاننے کا بے حد شوق تھا اور کیپٹن شکیل نے اس کے اس شوق کا فائدہ اٹھایا اور ڈاکٹر کلارک چونکہ بطور ایجنٹ تربیت یافتہ نہ تھا بلکہ ایک سائنسدان تھا اس لئے وہ اس کے ٹریپ میں آ گیا۔ کیپٹن شکیل خود اٹھ کر چل نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کی ٹانگیں کرسی کی ٹانگوں کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں چنانچہ اس نے یہ طریقہ اپنایا کہ جیسے ہی ڈاکٹر کلارک قریب آیا کیپٹن شکیل ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے اس نے دونوں ہاتھوں سے ڈاکٹر کلارک کو اٹھا کر پوری قوت سے سامنے کھڑے جافر پر پھینک دیا اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل نے جھک کر اپنی دونوں ٹانگوں کے گرد بندھی ہوئی رسیوں کی گانٹھیں کھولنا شروع کر دیں۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اسے کسی بھی وقت شوٹ کیا جا سکتا ہے لیکن جب ٹانگیں آزاد ہوئیں

ادر وہ سیدھا کھڑا ہوا تو اس نے ڈاکٹر کلارک اور دوسرے آدمی جسے جافر کہا گیا تھا دونوں ہی بے ہوش پڑے دیکھے تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ اب مسئلہ تھا عمران اور دیگر ساتھیوں کو ہوش دلانے کا تو وہ تیزی سے جافر کی طرف بڑھا۔ اسے یقین تھا کہ جس اینٹی گیس سے اس کو ہوش دلایا گیا ہے اور یہ کام لازماً جافر نے کیا تھا اس لئے وہ اینٹی گیس کی بوتل جافر کے پاس ہو گی۔ کیپٹن شکیل نے جھک کر بے ہوش پڑے جافر کی تلاشی لی تو وہ بوتل اس کی جیب سے برآمد ہو گئی۔ بین الاقوامی قانون کے تحت گیس یا اینٹی گیس جس بوتل میں رکھی جائے اس بوتل کی گردن لمبی رکھی جاتی تھی۔ لمبی گردن والی بوتل گیس کی بوتل کہلاتی تھی۔ کیپٹن شکیل نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور پھر جھک کر فرش پر پڑے عمران کی ناک سے بوتل کا دہانہ لگا دیا۔ پھر جب عمران کے جسم میں رکت کے آثار نظر آنے لگے تو کیپٹن شکیل نے بوتل ہٹا لی اور پھر اری باری سب ساتھیوں کی ناک سے بوتل کا دہانہ لگایا۔ سب سے آخر میں صالحہ کی ناک سے بوتل کا دہانہ لگا کر جب وہ پلٹا تو مران اٹھ کر بیٹھ چکا تھا لیکن اس کے چہرے پر حیرت اور تجسس کے ملے جلے تاثرات تھے۔ کیپٹن شکیل نے بوتل کا ڈھکن لگا کر تل کو جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑے ڈاکٹر لارک کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ پھر اس کی جیب سے اس نے شین پسٹل نکال لیا جو انہوں نے اس کی جیب سے نکالا تھا۔

''یہ سب کیا ہے''...... عمران کی آواز سن کر کیپٹن شکیل پلٹا۔ باقی ساتھی بھی تقریباً ہوش میں آ چکے تھے اس لئے کیپٹن شکیل نے اپنے ہوش میں آنے سے لے کر اب تک جو کچھ ہوا وہ سب تفصیل سے بتا دیا۔

''اوہ۔ یہ ڈاکٹر کلارک ہلاک تو نہیں ہوگیا۔ یہی ماسٹر لیبارٹری کا انچارج ہے''...... عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے فرش پر پڑے ادھیڑ عمر آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر کلارک اور جافر دونوں ہی پشت کے بل زمین پر گرے تھے اور ان کے سر دھماکے سے فرش سے ٹکرائے تھے جس کی وجہ سے وہ دوبارہ اٹھنے کے قابل رہنا تو ایک طرف دماغی چوٹ کی وجہ سے فوراً بے ہوش ہو گئے تھے۔

''یہ زندہ ہے۔ اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھاؤ اور رسی سے باندھ دو اور ہاں۔ ہمارا سامان کہاں ہوگا۔ اس میں بے ہوش کر دینے والی گیس کے پسٹل ہیں۔ یہ بہت بڑی لیبارٹری ہے اور ہم شاید اس کے کسی بعید کمرے میں ہیں اس لئے یہاں موجود سب افراد کو اگر بے ہوش نہ کیا گیا تو ہم میں سے کوئی ساتھی ان کے ہاتھوں ہلاک بھی ہوسکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ ڈاکٹر کلارک سے بات چیت کریں۔ میں اور تنویر جا کر چیکنگ کرتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ابھی تک شاید ہمارے بارے میں سوائے ڈاکٹر

کلارک اور اس آدمی کے اور کسی کو علم نہیں ہے۔ یہاں فوری طور پر اطالوی فوج بھی ریڈ کرسکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میں نے اس جافر کے منہ سے سٹور کا لفظ سنا تھا۔ وہ ڈاکٹر کلارک کو بتا رہا تھا کہ ان کی جیبوں سے نکلا ہوا سامان سٹور میں رکھا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو پھر پہلے اس جافر کو ہوش میں لا کر سٹور تک لے چلتے ہیں''...... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ وہ اس وقت ذہنی طور پر خاصے الجھے ہوئے تھے۔ وہ ایک لحاظ سے سوئے ہوئے آتش فشاں کے دہانے پر تھے اور کسی بھی وقت انہیں اس انداز میں گھیرا جا سکتا تھا کہ وہ یقیناً اسلحہ کے بغیر بے بس ہو جاتے۔ چنانچہ عمران نے جھک کر فرش پر پڑے ہوئے بے ہوش جافر کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب جافر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹا لئے اور سیدھا کھڑا ہو کر اس نے ایک پیر کو آگے کر کے بوٹ کی ٹو فرش پر پڑے جافر کی گردن پر رکھ دی وہ جلد از جلد اپنے سامان اور لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا چاہتا تھا۔ چند لمحوں بعد جافر ہوش میں آ کر لاشعوری طور پر اٹھنے لگا تو عمران نے اس کی گردن پر رکھا ہوا پیر آگے کی طرف مخصوص انداز میں دبایا تو اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا جافر یکلخت اس طرح پھڑکنے لگا جیسے بکری ذبح ہوتے ہوئے

پھڑکتی ہے۔ عمران نے اس کی شہ رگ سے پیر اونچا کر لیا تو جافر نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینا شروع کر دیئے۔

''ہمارا سامان کہاں ہے۔ سٹور کہاں ہے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو جافر کا جسم ایک بار پھر پھڑکنے لگا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ، مجھے مت مارو۔ میں تو ادنیٰ سا ملازم ہوں۔ میں سب کچھ بتا دوں گا۔ مجھے مت مارو''...... جافر نے یکلخت گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم تعاون کرو گے تو بچ جاؤ گے ورنہ''...... عمران نے کہا۔

''میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم سے کوئی دھوکہ نہیں کروں گا''۔ جافر نے کہا تو عمران نے پیر ہٹایا اور جھک کر جافر کو گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔ جافر چند لمحوں کے لئے ڈگمگایا لیکن پھر اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ عمران نے اسے کرسی پر بٹھایا اور پھر جافر نے واقعی تعاون کیا۔ اس نے نہ صرف اس کمرے سے ملحقہ کمرے میں موجود سٹور کے متعلق بتایا بلکہ اس نے عمران کے سوالات کے جواب دیتے ہوئے پوری لیبارٹری کے بارے میں، وہاں کام کرنے والے سائنسدانوں کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی جہاں اس وقت عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ یہ سیکورٹی ونگ تھا۔ اس کے ساتھ ملحقہ لیبارٹری میں کام کرنے والوں کے رہائشی کمرے تھے اور سٹور بھی جبکہ دو بڑے ہال لیبارٹری کا کام دیتے تھے۔ جافر کے بقول وہاں اس سائنسدان

کے علاوہ اٹھارہ ان کے ہیلپر تھے اس کے علاوہ وہاں صفائی کرنے والے علیحدہ تھے اور کھانا پکانے والے باورچیوں کی بھی خاصی تعداد یہاں موجود تھی۔ وہاں ایک بڑا سٹور بھی تھا جہاں کھانے پینے کی چیزوں اور پھلوں سمیت سب کچھ موجود تھا۔

''اس کے ساتھ جاؤ کیپٹن شکیل اور اپنا سامان لے آؤ تاکہ ہم آگے بڑھ سکیں''...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں''...... تنویر نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ بھی کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا جو جافر کا ہاتھ پکڑے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''جلدی واپس آنا۔ یہاں کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے''۔ عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ عمران اس کرسی کی طرف بڑھ گیا جہاں ڈاکٹر کلارک کو کرسی پر بٹھا کر رسیوں سے جکڑ دیا گیا تھا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھا۔ عمران نے دونوں ہاتھ اس کے منہ اور ناک پر رکھ دیئے۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر کلارک کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ صفدر، صالحہ اور جولیا بیرونی دروازے کے قریب اس طرح کھڑے تھے جیسے کسی بھی وقت ان پر حملہ ہو سکتا تھا۔ گو ان کے پاس اسلحہ نہیں تھا لیکن وہ بغیر اسلحہ کے بھی دوسروں سے بخوبی لڑ سکتے تھے اس لئے وہ سب

پوری طرح الرٹ تھے۔ اسی لمحے ڈاکٹر کلارک نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

''اپنا تعارف کرا دیں تاکہ بات چیت کو آگے بڑھایا جا سکے''۔ عمران نے کہا۔

''میرا نام ڈاکٹر کلارک ہے اور میں ماسٹر لیبارٹری کا انچارج ہوں۔ تم لوگ کون ہو۔ تم کس طرح ناش ریز کے کور کے باوجود اندر داخل ہو گئے۔ سیکنڈ ڈیفنس لائن کراس کرتے ہوئے تم لوگ بے ہوش ہوگئے۔ جافر اس ایریے کا انچارج ہے۔ اس نے مجھے اطلاع دی تو میں فوراً یہاں پہنچ گیا۔ میں یہی جاننا چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس ناش ریز کو زیرو کرنے کا کون سا فارمولا ہے''۔ ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''آپ نہ صرف اطالیہ کے بلکہ شاید پوری دنیا کے سینئر سائنسدانوں میں شمار ہوتے ہوں جبکہ میں صرف سائنس کا طالب علم ہوں۔ اب میں بھی اپنا تعارف کرا دوں۔ میرا نام علی عمران ایم ایسی سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ پاکیشیا سے چوری کر کے لایا گیا فارمولا اور اس کے پوائنٹس یہاں اس لیبارٹری میں لائے گئے۔ آپ کا خیال تھا کہ یہ لیبارٹری ناقابل تسخیر ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم نے ڈی ایسی سی (آکسن) یونیورسٹی سے کی ہے۔ میں بھی وہاں پڑھاتا رہا ہوں''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''پھر تو آپ میرے استاد ہوئے۔ بہرحال اگر آپ ہمارا فارمولا اور اس کے نوٹس ہمیں دے دیں تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے۔ آپ کو یا آپ کے کسی ساتھی کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر لیکن اگر آپ نے تردد کیا اور ہمارے خلاف کوئی سازش کرنے کی کوشش کی تو پوری لیبارٹری کو بموں سے اڑا دیا جائے گا''۔ عمران نے کہا۔

''تم غلط جگہ آئے ہو۔ ہمارے پاس ایسا کوئی فارمولا نہیں ہے جسے پاکیشیا سے لایا گیا ہو۔ یہاں تو صرف وہ فارمولے ہیں جو ہم خود تیار کرتے ہیں''...... ڈاکٹر کلارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر میں بتا دوں کہ میں نے ناش ریز کو کیسے شکست دی ہے تو کیا آپ یہ فارمولا واپس کر دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ضرور بتاؤ۔ لیکن میری بات پر یقین کرو کہ واقعی ایسا کوئی فارمولا یہاں موجود نہیں ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل اور تنویر کمرے میں داخل ہوئے۔

''سامان مل گیا ہے''...... عمران نے مڑ کر کہا۔

''ہاں''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ جافر کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ تنویر ایکشن کا شکار ہو گیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب

دیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ ڈاکٹر صاحب تو فارمولے کے بارے میں بتانے سے انکاری ہیں اور اتنے بڑے اور بزرگ سائنسدان پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے بھی تکلیف ہوتی ہے اس لئے تم جا کر بے ہوش کر دینے والی گیس اس طرح فائر کر دو کہ لیبارٹری میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں۔ اب ہم فارمولا خود تلاش کریں گے۔ بعد میں ان سے نمٹ لیں گے"...... عمران نے پاکیشیائی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے پتہ چلے گا کہ میں گیس فائر کر رہا ہوں۔ آپ بھی ساتھ ہی بے ہوش ہو جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے بھی پاکیشیائی زبان میں کہا۔

"مجھ سے وقت ملا لو اور ٹھیک دس منٹ بعد فائر کر دینا۔ باقی ساتھیوں کو بھی بتا دو"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دونوں نے اپنی اپنی گھڑیوں کو چیک کر کے وقت ملا لیا اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل اور تنویر دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے اور انہوں نے جولیا اور صالحہ دونوں کو بھی اپنے ساتھ آنے کا کہا اور پھر وہ سب دروازے سے باہر نکل گئے۔ اب اس کمرے میں ڈاکٹر کلارک اور عمران اکیلا تھا۔

"ڈاکٹر کلارک۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ مجھ سے دانستہ غلط

بیانی کر رہے ہیں"...... عمران نے ڈاکٹر کلارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم یقین کرو۔ میں سچ بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر کلارک نے بڑے زور دار لہجے میں کہا۔

"اور اگر میں ثابت کر دوں کہ آپ غلط بیانی کر رہے ہیں تو پھر آپ کے ساتھ سائنسدان ہونے کے باوجود کیا سلوک کیا جائے"...... عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ ناش ریز جب تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں تو میں کیا کر سکتا ہوں"...... ڈاکٹر کلارک نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے وہ انتہائی بے بس ہو چکا ہو۔ باتوں کے دوران عمران کی نظریں ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی پر جم گئیں کیونکہ آٹھ منٹ گزر چکے تھے۔

"او کے۔ میں خود تلاش کر لوں گا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو چھوڑ دو"...... ڈاکٹر کلارک نے چونک کر کہا۔

"جب تک ہمارا فارمولا نہیں مل جاتا۔ آپ کو یہاں اسی حالت میں رہنا ہو گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانس روک لیا کیونکہ دس منٹ گزر گئے تھے اور پھر اس نے کرسی پر بندھے بیٹھے ڈاکٹر کلارک کی گردن ڈھلکتی دیکھی تو وہ سمجھ گیا کہ کیپٹن شکیل نے گیس فائر کر دی ہے۔ یہ سپیشل گیس تھی جو انتہائی

زود اثر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت جلد ہوا میں مل کر اپنے اثرات
ختم کر دیتی تھی۔
عمران نے اس کا انتخاب خصوصی طور پر اس لئے کیا تھا کہ اس
کے خیال کے مطابق لیبارٹری کافی بڑی ہو گی اور گیس کے اثرات
سست ہوئے تو ہو سکتا ہے کہ پوری لیبارٹری میں وہ کام نہ کر سکے
اور اس کے اپنے ساتھی بھی شاید اتنی دیر سانس نہ روک سکیں۔ تین
منٹ مزید گزر گئے تو عمران نے آہستہ آہستہ سانس لیا لیکن جب
اس پر گیس کا اثر نہ ہوا اور گیس کی نامانوس بو اس کے ناک سے نہ
ٹکرائی تو اس نے بے اختیار زور زور سے سانس لینا شروع کر دیا۔
اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔ جب وہ باہر آیا تو اس نے دور سے صفدر کو ہوا میں
ہاتھ لہرا کر اسے ادھر آنے کا اشارہ کیا تو عمران تیز تیز قدم اٹھاتا
وہاں پہنچ گیا۔

''ڈاکٹر کلارک کا آفس چیک کرنا پڑے گا۔ وہاں سے فارمولا
نہ بھی ملا تب بھی ایسی کوئی ڈائری یا کاغذ مل جائے گا جو ہماری
رہنمائی کر سکے گا''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔

''باقی ساتھی کہاں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''وہ چیکنگ کر رہے ہیں کہ گیس کے اثرات پوری لیبارٹری پر
ہوئے ہیں یا نہیں''...... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر

ہلا دیا۔ پھر عمران، صفدر کے ساتھ لیبارٹری کے بڑے ہال میں
داخل ہوا جہاں تقریباً بارہ افراد موجود تھے جن کی گردنیں اور جسم
کرسیوں پر ڈھلکے ہوئے تھے۔

''میں ڈاکٹر کلارک کا آفس تلاش کر لوں''...... عمران نے کہا اور
پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اسے تلاش کرنے میں کامیاب
ہو گیا۔ یہ خاصا بڑا آفس تھا۔ ابھی عمران اندر داخل ہو کر اس کا
جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
عمران فون کی طرف بڑھا اور پھر تیسری بار گھنٹی بجنے پر اس نے
رسیور اٹھا لیا۔

''ڈاکٹر کلارک بول رہا ہوں''...... عمران نے ڈاکٹر کلارک کی
آواز اور لہجے میں کہا۔

''کرنل جیکسن بول رہا ہوں۔ چیف آف سپیشل سروسز۔ کارڈ آئی
لینڈ میں لیبارٹری کے سیکورٹی ونگ میں پراسرار افراد نے بے پناہ
قتل و غارت کی ہے۔ کمانڈر نیلسن اور اس کے آٹھ ساتھیوں کو
ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن کن لوگوں نے ایسا کیا ہے اس کا پتہ نہیں
چل سکا البتہ کارڈ آئی لینڈ کے عقب میں چار بحری میل کے فاصلے
پر موجود ٹاپو کی ایک کھائی میں سے ایک موٹر لانچ ملی ہے۔ یہ موٹر
لانچ بندر گاہ سے کرائے پر سیاحوں نے لی ہے۔ ان کی تعداد چھ تھی
جن میں دو عورتیں اور چار مرد تھے اور یہی تعداد پاکیشیائی ایجنٹوں
کی بھی ہے لیکن وہ اس وقت کہاں ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہو رہا اس

لئے آپ کو دوبارہ فون کیا ہے''...... دوسری طرف سے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا گیا۔

''یہ سب کچھ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیبارٹری سے باہر کے حالات کو سنبھالنا آپ کا کام ہے۔ لیبارٹری تو آپ کو معلوم ہے کہ ناقابل تسخیر ہے۔ اس میں انسان تو ایک طرف کوئی مکھی بھی ہماری اجازت کے بغیر نہ اندر داخل ہو سکتی ہے اور نہ ہی باہر آ سکتی ہے''......عمران نے ڈاکٹر کلارک کی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا لیڈر عمران بھی آپ کی طرح ایک سائنسدان ہے اس لئے وہ ناش ریز اور دیگر حفاظتی سائنسی نظام کے خلاف کام بھی کر سکتا ہے۔ آپ کو ہر لمحہ الرٹ رہنا ہو گا جب تک وہ پکڑے نہ جائیں یا ہلاک نہ کر دیئے جائیں''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''آپ مجھے سبق پڑھانے کی بجائے خود کام کریں۔ مجھے معلوم ہے کہ میں نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں''...... عمران نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری سر۔ میرا مقصد آپ کی توہین کرنا نہیں تھا۔ صرف الرٹ کرنا تھا۔ اوکے گڈ بائی''...... کرنل جیکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

''وہاں راستے میں بلوشہ اور تیراکی کے لباس ان کے ہتھے چڑھ جائیں گے اور لانچ بھی گئی۔ اب یہاں سے نکلنے کا تو مسئلہ بن جائے گا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ مدد کرے گا پہلے فارمولا تو ملے''۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آفس کی تلاشی لینا شروع کر دی۔

کارڈ آئی لینڈ کے کرانس ائیر سپاٹ ایریا میں بنی ہوئی عمارت کے آفس کے انداز میں سجائے گئے ایک کمرے میں کرنل جیکسن اپنے ساتھی انتھونی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ انتھونی درمیانے قد اور درمیانے جسم کا مالک تھا لیکن اس کی کشادہ پیشانی اس کی ذہانت کا پتہ دے رہی تھی۔

"اب کیا کیا جائے انتھونی۔ یہ لوگ تو سرے سے انسان ہی نہیں ہے ورنہ ایک نہیں، پورے چھ کے چھ افراد ایسے غائب ہو گئے ہیں جیسے ان کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو"...... کرنل جیکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں۔ یہ ایجنٹ لیبارٹری میں داخل ہو چکے ہیں۔ کس طرح ہوئے ہیں یہ میں نہیں بتا سکتا لیکن ہوا ایسا ہی ہے"...... انتھونی نے کہا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ میں تو تمہیں ذہین سمجھ کر ساتھ لے آیا

ہوں اور تم نے احمقوں جیسی باتیں شروع کر دی ہیں"...... کرنل جیکسن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ یہ لوگ بہرحال انسان ہیں جنات یا کوئی ایسی مخلوق نہیں جو انسانی نظروں سے اوجھل ہو سکتی ہو۔ ہم تجزیاتی طور پر چیک کر لیتے ہیں"...... انتھونی نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"تجزیاتی طور پر۔ کیا مطلب"...... کرنل جیکسن نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ یہ حقیقت ہے کہ چھ افراد نے جو کارمن نژاد تھے ایک لانچ ہائر کی۔ ان چھ افراد کی تعداد اور ان میں مردوں اور عورتوں کا تناسب وہی ہے جو پاکیشائی ٹیم کا ہے"...... انتھونی نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن"...... کرنل جیکسن نے کہا۔

"باس۔ یہ موٹر بوٹ کارڈ آئی لینڈ کے عقب میں ٹاپو جو کارڈ آئی لینڈ سے تقریباً چار بحری میل ہے، پر موجود پائی گئی ہے اور یہاں اس کی موجودگی بتا رہی ہے کہ یہ لوگ بندر گاہ سے سمندر میں سفر کرتے ہوئے ٹاپو پر پہنچے اور انہوں نے دانستہ طور پر اس لانچ کو کھائی میں چھپا دیا تا کہ یہ کھلے سمندر میں نہ نکل جائے اور دور سے چیک بھی نہ ہو سکے"...... انتھونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آگے بولو"...... کرنل جیکسن نے کہا۔

"پھر ہم کارڈ آئی لینڈ کے اس حصے میں گئے جہاں کمانڈر نیلسن

اور اس کے ماتحت عملے کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ لوگ عام لوگ نہیں تھے سیکورٹی کے لئے باقاعدہ تربیت یافتہ تھے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ ہلاک ہو گئے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہیں ہلاک کرنے والے ان سے زیادہ تربیت یافتہ تھے جو پاکیشیائی ایجنٹ ہو سکتے ہیں جن کی پوری دنیا میں شہرت ہے''...... انتھونی نے کہا۔

''گڈ۔ تمہارا ذہن واقعی کام کرتا ہے۔ گڈ''...... کرنل جیکسن نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''تھینکس باس۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ اس خفیہ راستے سے جہاں سے یہ لوگ یہاں پہنچے ہیں وہاں چھ بلوشے اور چھ تیراکی کے لباس ملے ہیں اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ وہی لانچ والے لوگ ہیں۔ چار بحری میل کھلے سمندر میں کوئی آدمی مسلسل نہیں تیر سکتا اس لئے انہوں نے جدید ترین ایجاد بلوشہ کا سہارا لیا اور یہ لوگ یہاں پہنچ گئے۔ بلوشوں کی یہاں موجودگی بتا رہی ہے کہ یہ لوگ واپس نہیں گئے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر کہاں گئے۔ پورے کارڈ آئی لینڈ میں سوائے لیبارٹری کے اندرونی حصے کے باہر کہیں بھی یہ لوگ موجود نہیں ہیں۔ وہ چھ جیتے جاگتے انسان ہیں کوئی مکھیاں نہیں کہ کسی اندھیرے کونے میں دیوار سے چمٹی ہوئی ہوں گی اس لئے لامحالہ یہ لوگ لیبارٹری کے اندر موجود ہیں''۔ انتھونی نے طویل تجزیہ کرتے ہوئے آخر نتیجہ کا اعلان کر دیا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ ناش ریز کا کور کیوں لیبارٹری کو ڈالا گیا ہے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ ان ریز سے دو فٹ تک کا فاصلہ محفوظ ہے۔ اس کے بعد دنیا کی سخت سے سخت چیز بھی ان ریز سے ٹکراتے ہی ذروں میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اسے باہر سے کسی صورت کنٹرول نہیں کیا جا سکتا''...... انتھونی نے کہا۔

''تو پھر یہ لوگ کہاں گئے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ وہ لیبارٹری کے اندر ہیں''۔ انتھونی نے بضد ہو کر کہا۔

''ابھی تمہارے سامنے انچارج سائنسدان ڈاکٹر کلارک سے دوبارہ بات ہوئی ہے۔ وہ ہر لحاظ سے مطمئن ہیں۔ اگر یہ لوگ وہاں ہوتے تو ڈاکٹر کلارک اس قدر مطمئن انداز میں بات نہ کرتے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے لیکن پھر ہوا کیا ہے''...... انتھونی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہی تو اصل مسئلہ ہے کہ یہ لوگ اس وقت کہاں موجود ہیں''۔ کرنل جیکسن نے کہا۔

''ایک بات اور باس۔ اگر یہ لوگ یہاں موجود ہیں تو یہ واپس کیسے جائیں گے۔ ان کی لانچ موجود نہیں ہے بلوشے بھی نہیں ہیں۔ پھر''...... انتھونی نے کہا تو کرنل جیکسن نے صرف اثبات میں

سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیں۔ کرنل جیکسن بول رہا ہوں"...... کرنل جیکسن نے کہا کیونکہ وہ اس وقت اپنے آفس کی بجائے کسی دوسرے کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا اس لئے اس نے اپنا نام بتانا ضروری سمجھا تھا۔

"گراہم بول رہا ہوں جناب۔ ائیر چیک پوسٹ نمبر تھری سے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

آپ کو یہ نمبر کس نے دیا ہے کہ یہ کس نے بتایا ہے کہ میں اس نمبر پر موجود ہوں"...... کرنل جیکسن نے کہا۔

"آپ نے خود ہی ائیر چیک پوسٹ نمبر ون کو یہ فون نمبر دیا ہے۔ ائیر چیک پوسٹ ون نے یہ اطلاع سب ائیر چیک پوسٹس کو دے دی"...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ اب بتائیں کہ کیوں فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات"...... کرنل جیکسن نے چونک کر کہا۔

"دشمن ایجنٹوں کو میں نے سمندر میں تیرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ان کی تعداد چھ ہے"...... گراہم نے کہا تو کرنل جیکسن بے اختیار اچھل پڑا۔ چونکہ لاؤڈر آن نہ تھا اس لئے ساتھ بیٹھا ہوا انتھونی بات نہ سن سکا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کب کی بات ہے۔ کہاں ہیں وہ۔ زندہ ہیں یا مردہ"...... کرنل جیکسن نے انتہائی مضطرب انداز میں کہا۔

"وہ جزیرے کی عقبی طرف سمندر میں تیر رہے تھے۔ میں ویسے ہی دوربین سے سمندر کا جائزہ لے رہا تھا کہ طاقتور دوربین کی وجہ سے سمندر کی اوپر والی سطح پر تیرتے ہوئے چھ افراد نظر آئے۔ پہلے تو میں نے سمجھا کہ یہ مچھلیاں ہیں لیکن پھر غور کرنے پر احساس ہوا کہ یہ انسان ہیں اور ان کا رخ عقبی طرف موجود ٹاپو کی طرف تھا"...... گراہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا اب بھی تم انہیں دیکھ رہے ہو"...... کرنل جیکسن نے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ تیرتے ہوئے دوربین کی رینج سے باہر چلے گئے ہیں"...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چار بحری میل تو یہ لوگ تیر نہیں سکتے۔ یہ تو راستے میں ہی ہلاک ہو جائیں گے لیکن ہمیں انہیں زندہ پکڑنا چاہئے تاکہ دنیا کو ان کی لاشیں دکھا کر یقین دلایا جا سکے کہ ہم نے واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اوکے گراہم۔ شکریہ"...... کرنل جیکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا ہے باس۔ آپ نے تفصیل نہیں بتائی"...... انتھونی نے کہا تو کرنل جیکسن نے مختصر طور پر گراہم کی دی ہوئی رپورٹ کے بارے میں بتا دیا۔

"تو اب آپ کہاں جا رہے ہیں"...... انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انہیں ہلاک کرنے۔ میرا ہیلی کاپٹر یہاں موجود ہے اور میرا

ہیلی کاپٹر اس سارے علاقے پر پرواز کر سکتا ہے۔ میں ان لوگوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دوں گا اور پھر ان کی لاشیں ہیلی کاپٹر میں رکھ کر لے جاؤں گا اور پوری دنیا کو دکھاؤں گا کہ یہ لوگ ہمارے ہاتھوں ہلاک ہوئے ہیں''۔ کرنل جیکسن نے کہا۔

''اس کے لئے گن شپ ہیلی کاپٹر لینا پڑے گا''...... انتھونی نے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں۔ یہاں سے ایک دور مار رائفل لے لیں گے۔ پھر یہ لوگ کیسے بچ سکیں گے''...... کرنل جیکسن نے کہا اور انتھونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر کرانس ایئر سپاٹ کے انچارج ایئر کمانڈر برگ کے آفس میں داخل ہو گئے۔ ایئر کمانڈر برگ بھاری جسم کا مالک تھا۔ وہ اس جزیرے پر کرانس ایئر سپاٹ کا انچارج تھا۔

''کمانڈر برگ۔ ہمیں دور مار رائفل اور اس کا میگزین چاہئے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''دور مار رائفل۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص بات''...... ایئر کمانڈر برگ نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہیلی کاپٹر سے نیچے سمندر میں ایک ٹارگٹ کو ہٹ کرنا ہے''۔ کرنل جیکسن نے کہا تو کمانڈر برگ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کانگر۔ ایک دور مار رائفل اور اس کے ساتھ فل میگزین ابھی میرے آفس پہنچاؤ''...... ایئر کمانڈر برگ نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ایئر کمانڈر برگ نے رسیور رکھ دیا۔

''ابھی آ جاتی ہے''...... ایئر کمانڈر برگ نے کہا تو کرنل جیکسن نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جب ایئر کمانڈر برگ کے آفس سے باہر آئے تو ان کے پاس بالکل نئی دور مار رائفل جس پر انتہائی طاقتور دوربین نصب تھی، موجود تھی۔

''اب چلیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ مر جائیں اور ان کی لاشیں سمندر میں کہیں سے کہیں نکل جائیں''...... کرنل جیکسن نے کہا اور انتھونی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد کرنل جیکسن کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا۔ انتھونی پائلٹ تھا جبکہ کرنل جیکسن گلے میں ایک طاقتور دوربین ڈالے اور دور مار رائفل گھٹنوں پر رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ انتھونی ہیلی کاپٹر کو کافی آہستہ اڑا رہا تھا۔ جزیرے کے عقب میں پہنچتے ہی کرنل جیکسن نے آنکھوں سے دوربین لگا کر سمندر کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ دوربین خاصی طاقتور تھی اس لئے سمندر کے پانی کے کافی اندر گہرائی میں بھی موجود ہر چیز اسے واضح طور پر نظر آ رہی تھی لیکن کوئی لاش یا آدمی تیرتا ہوا کہیں نظر نہ آیا۔

''کیا مطلب۔ کیا گراہم نے جھوٹ بولا ہے''...... کافی دیر بعد کرنل جیکسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہمیں اس بڑے جزیرے سے نکل کر ٹاپو کے اردگرد چیکنگ کرنی چاہئے۔ یہ ہوشیار لوگ ہیں عام روٹ پر نہیں چلیں گے''۔ انتھونی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو''...... کرنل جیکسن نے کہا اور انتھونی نے ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھایا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ٹاپو پر پہنچ گئے لیکن یہ چھوٹا سا ٹاپو تھا اور خالی پڑا تھا۔

''میں پورے راستے چیکنگ کرتا رہا ہوں۔ یہ لوگ کہیں نظر نہیں آئے۔ ویسے بھی وہ اتنی جلدی یہاں پہنچ ہی نہیں سکتے۔ پھر کہاں گئے ہوں گے''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''وہ اس ٹاپو کی کسی کھائی میں بھی چھپ سکتے ہیں یا اگر سمت بدل کر آ رہے ہیں اور ہم انہیں چیک نہیں کر سکے تو بہرحال وہ اس ٹاپو پر ہی پہنچیں گے کیونکہ انہیں تو یہ معلوم نہ ہو گا کہ عقبی ٹاپو پر کھائی میں چھپائی ہوئی لانچ چیک کر لی گئی ہے اور وہاں سے ہٹا دی گئی ہے''...... انتھونی نے کہا۔

''تو پھر ہیلی کاپٹر کو عقبی ٹاپو پر اتار دو۔ ہم پوری طرح چیکنگ کر کے ہی واپس جائیں گے''...... کرنل جیکسن نے کہا تو انتھونی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو ٹاپو کی ایک ہموار جگہ پر اتار دیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ہیلی کاپٹر سے اتر کر ٹاپو کی

سائیڈوں میں قدرتی طور پر بنی ہوئی کھائیوں کی چیکنگ کرنے لگے۔ دونوں کے ہاتھوں میں مشین پسٹلز تھے اور وہ دونوں محتاط بھی نظر آ رہے تھے لیکن کافی دیر تک چھان بین کے باوجود وہاں کوئی آدمی نہ کسی کھائی میں نظر آیا اور نہ ہی سمندر میں تو کرنل جیکسن کا چہرہ بے اختیار لٹک سا گیا۔

''میرا خیال ہے کہ گراہم کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے''...... انتھونی نے بھی قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اب اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ چلو واپس چلیں''...... کرنل جیکسن نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں اس طرف چل پڑے جدھر ہیلی کاپٹر موجود تھا لیکن ابھی انہوں نے چند قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ انہیں اپنے عقب میں کسی انسان کے قہقہہ کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑے اور ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔

”عمران صاحب۔ وہ فارمولا یہاں نہیں ہے تو ایک ہی صورت ہوسکتی ہے کہ ہمیں باقاعدہ ڈاج دیا گیا ہو۔ فارمولا یہاں بھیجا ہی نہ گیا ہو“...... صفدر نے کہا۔ کیونکہ بڑی مہارت سے یہاں لیبارٹری کو چیک کرلیا گیا تھا لیکن وہ مخصوص فارمولا نہ مل سکا تھا۔ گو یہاں ایک بڑا سیف باقاعدہ موجود تھا جس میں فارمولوں کی فائلیں موجود تھیں لیکن جس فارمولے کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھی ہوئی تھیں وہ نہ مل رہا تھا۔

”اب یہی ہوسکتا ہے کہ ڈاکٹر کلارک سے سختی سے پوچھ گچھ کی جائے“...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آپ اپنا مخصوص گر یعنی آئیڈیاز کے ٹرانسفر، مطلب ہے کہ آئی ٹی کو استعمال کیوں نہیں کرتے“...... صفدر نے کہا۔

”وہ سینیئر سائنسدان ہے اور بوڑھا آدمی ہے۔ اس کا ذہنی توازن ختم ہو جائے گا اور پھر سوائے اسے گولی مارنے کے اور کوئی

صورت باقی نہ رہے گی“...... عمران نے جواب دیا۔ وہ دونوں اب اس کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں ڈاکٹر کلارک موجود تھا۔ وہ جب کمرے میں داخل ہوئے تو ڈاکٹر کلارک ویسے ہی کرسی پر بے ہوشی کے عالم میں ڈھلکا پڑا تھا۔

”اب اسے ہوش میں کیسے لائیں گے عمران صاحب۔ اس گیس کا اینٹی تو ہمارے پاس نہیں ہے“...... صفدر نے اس طرح چونک کر کہا جیسے اسے اب اس بات کا خیال آیا ہو۔

”جیسے عام بے ہوش افراد کو منہ اور ناک بند کر کے ہوش میں لایا جاتا ہے۔ یہی اس گیس کی خصوصیات ہے کہ اس کے لئے علیحدہ اینٹی استعمال نہیں کرنا پڑتا۔ سادہ پانی حلق سے نیچے اتار دو تب بھی یہ فوری ہوش میں آجائے گا“...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے ڈاکٹر کلارک کا ناک اور منہ بند کر دیا۔

”آؤ ہم باہر چلیں۔ عمران صاحب نے آئی ٹی کا عمل کرنا ہے۔ اس کے لئے مکمل سکوت چاہئے“...... صفدر نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر جب ڈاکٹر کلارک کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران ہاتھ ہٹا کر پیچھے ہٹا اور دو قدم پیچھے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر کلارک نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں لیکن گیس کے دباؤ کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں دھند موجود تھی۔

"ڈاکٹر کلارک۔ تمہاری ماسٹر لیبارٹری تم اور تمہارے ساتھیوں سمیت تباہ ہونے والی ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں رک رک کر اس طرح کہا جیسے وہ الفاظ کو ڈاکٹر کلارک کے کانوں میں زبردستی ٹھونس رہا ہو لیکن عمران کے انداز اور فقروں سے ڈاکٹر کلارک اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں کے نیچے بم پھٹ پڑا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن پوری طرح بیدار ہو گیا کیونکہ آنکھوں میں موجود دھندلاہٹ اب بالکل ختم ہو گئی تھی۔

"تم۔تم۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میری بات پر یقین کرو۔ ہمارے پاس پاکیشیا کا کوئی فارمولا موجود نہیں ہے"۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی ڈاکٹر کلارک نے تیز تیز لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ ڈاکٹر کلارک نے طویل بے ہوشی کے بعد جس طرح ہوش میں آتے ہی فارمولے کی بات کی تھی اس سے ثابت ہوتا تھا کہ ڈاکٹر کلارک زیادہ عمر کا ضرور ہے لیکن اس کا ذہن عام انسانوں سے زیادہ طاقتور ہے اور عمران اس لئے مسکرایا تھا کہ اب تک وہ اس لئے آئی ٹی کے عمل سے گریز کر رہا تھا کہ ڈاکٹر کلارک بوڑھا آدمی ہے اور آئی ٹی کے عمل سے اس کا ذہنی توازن خراب بھی ہو سکتا ہے جس کا مطلب یہ ہو گا کہ ناکامی۔ کیونکہ نہ ڈاکٹر کلارک سے مطلوبہ جواب مل سکے گا اور نہ ہی وہ ہوش میں رہے گا لیکن اب اس کا ثبوت مل گیا تھا کہ اس کا خیال غلط تھا۔ ڈاکٹر کلارک کا ذہن خاصا طاقتور تھا۔

"میری آنکھوں میں دیکھو ڈاکٹر کلارک"...... اچانک عمران نے گمبھیر سے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر کلارک نے لاشعوری طور پر عمران کی آنکھوں کو دیکھا اور پھر ان کی پلکیں جھپکنا بند ہو گئیں۔ ادھر عمران کی آنکھیں بھی ساکت ہو گئی تھیں۔ اس کی پلکیں بھی نہ جھپک رہی تھیں اور دونوں کی آنکھوں میں سرخی پھیلتی چلی جا رہی تھی کہ عمران نے یکلخت سر کو جھٹکا دیا اور منہ دوسری طرف کر کے آنکھیں بند کر لیں۔ ادھر ڈاکٹر کلارک کی آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔ عمران نے چند لمحوں بعد آنکھیں کھولیں اور پھر سر گھما کر سامنے بیٹھے ڈاکٹر کلارک کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں بھی کھل گئی تھیں لیکن اس کی آنکھوں میں سرخی ابھی تک موجود تھی۔

"ہاں تو ڈاکٹر کلارک۔ پاکیشیائی فارمولا اور اس کے نوٹس آپ نے سیف میں رکھے ہوئے ہیں اور آپ کے خیال کے مطابق یہ سپر سیف ایسی جگہ پر ہے کہ کسی کے ذہن میں اس جگہ کا خیال آ ہی نہیں سکتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ اپنا اور میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ہمارے پاس ہمارے اپنے فارمولوں کے علاوہ اور کوئی فارمولا نہیں ہے۔ تم کیوں ضد کر رہے ہو"...... ڈاکٹر کلارک ابھی تک اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"سنو ڈاکٹر کلارک۔ تم نے اپنے آفس کے ساتھ ملحقہ واش روم کی شمالی دیوار میں سپر سیف بنوایا ہوا ہے جسے اس طرح بنایا گیا

ہے کہ وہ دیوار کے ساتھ مل کر دیوار ہی نظر آتا ہے۔ اسے کھولنے کے لئے تمہاری آفس ٹیبل کے کونے میں ٹیبل کی نچلی پٹی پر سوئچ پینل لگا ہوا ہے۔ دائیں طرف سے تیسرا بٹن پریس کرنے پر واش روم کی دیوار درمیان سے کٹ کر دونوں سمتوں میں ہو جاتی ہے اور سپر سیف سامنے آ جاتا ہے لیکن اسے کھولنے کے لئے آفس ٹیبل کی سب سے نچلی دراز کے اندر ایک بٹن موجود ہے۔ وہ بٹن پریس کرنے سے سیف خود بخود کھل جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر کلارک کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا ان کی آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔

''یہ۔ یہ تو ناممکن ہے۔ اسے کوئی تلاش ہی نہیں کر سکتا۔ تم نے کیسے معلوم کر لیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ نے میری آنکھوں میں دیکھا تو میں نے آپ کے لاشعور سے رابطہ کیا۔ یہ آئی ٹی عمل کہلاتا ہے۔ مطلب ہے کہ آپ کے لاشعور میں موجود تمام آئیڈیاز ٹرانسفر مائنڈ ٹو مائنڈ۔ اس طرح آپ کے شعور میں جو کچھ موجود تھا اس میں سے میں نے اپنے مطلب کی معلومات حاصل کر لی ہیں''...... عمران نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ سب کیسے ممکن ہے۔ تم میری مرضی کے بغیر میرے ذہن سے کیسے معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں

ہے''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

''ڈاکٹر کلارک۔ میں نے آپ کی بہت قدر کی ہے۔ صرف اس لئے کہ آپ سائنسدان ہیں جبکہ میں سائنس کا ادنیٰ طالب علم ہوں لیکن آپ نے ہمارے ساتھ تعاون نہیں کیا اس لئے اب آپ خود دعا کریں کہ کوئی آ جائے اور آپ کو اس قید سے آزاد کرا لے ورنہ آپ یہیں بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے''۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ واپس آ جاؤ۔ میں تمہیں ایک ایسی بات بتا سکتا ہوں کہ تم خود حیران رہ جاؤ گے''...... عقب سے ڈاکٹر کلارک نے کہا تو عمران مڑ گیا۔

''جو کچھ آپ کے ذہن میں ہے وہ سب میں نے معلوم کر لیا ہے''...... عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''تم ابھی بچے ہو مسٹر۔ تم ڈاکٹر کلارک کو نہیں جانتے۔ میں سائنسدان ہوں۔ اگر سب کچھ میں اپنے ذہن میں رکھ لوں تو ہپناٹزم کے ماہرین سب کچھ ہم سے معلوم کر لیں اس لئے ہم تمام سائنسدانوں کو ہپناٹزم سے بچنے کے لئے خصوصی تربیت دی جاتی ہے۔ یہ آئی ٹی نجانے تم نے کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ بہرحال اگر تم مجھے آزاد کر دو تو میں تمہیں ایک ایسا راستہ بتا سکتا ہوں جہاں سے تم خاموشی سے سمندر تک پہنچ سکتے ہو''...... ڈاکٹر کلارک نے کہا۔

''مجھے اس راستے کا علم تمہارے لاشعور سے ہو چکا ہے۔ میں

نے تمہیں بتایا ہے کہ تمہارے شعور اور لاشعور میں موجود تمام معلومات میرے ذہن میں ٹرانسفر ہو چکی ہیں اس لئے اب تمہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو انسانیت کے نام پر مجھے تڑپ تڑپ کر ملنے والی موت مت دو۔ مجھے گولی مار دو کم از کم آسان موت تو ہو گی''...... ڈاکٹر کلارک نے یاسیت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کو آپ کی پسند کی موت ملے گی۔ گھبرائیں مت''۔ عمران نے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر اس کے ساتھی موجود تھے۔

''عمران صاحب۔ ساتھی کہہ رہے ہیں کہ اس پوری لیبارٹری کو اڑا دیا جائے تاکہ آئندہ انہیں ہمت ہی نہ ہو کہ وہ ہمارے فارمولے کی طرف نظر بھی نہ اٹھا سکیں''...... صفدر نے کہا۔

''اس پر پھر رحمدلی کا دورہ پڑا ہوا ہے۔ ویسے بھی یہ خود سائنسدان ہے۔ یہ انہیں ہلاک نہیں کرے گا جبکہ ہمیں اپنا فارمولا حاصل کرنے کے لئے کتنی تگ و دو کرنا پڑ رہی ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ ہم اس وقت کس امتحان سے دو چار ہیں۔ یہاں سے ٹاپو چار بحری میل دور ہے۔ ہمارے تیراکی کے جدید لباس اور بلوشے بھی دشمنوں کے ہاتھ لگ چکے ہیں۔ ٹاپو

پر چھپائی گئی ہماری موٹر لانچ بھی وہاں سے ہٹا لی گئی ہے۔ اگر ہم نے ناش ریز ختم کر کے کرانس ایئر سپاٹ کی طرف جانے کی کوشش کی تو ہم چیک ہو جائیں گے اور ہم پر چاروں طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو جائے گی اور اگر کسی کو خراش بھی آئی تو تمہارا چیف مجھے کچا چبا جائے گا اس لئے سوچ کر آگے بڑھنا ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''پھر آپ نے کیا سوچا ہے اور کیا نہیں''...... صفدر نے کہا۔

''یہاں ایمرجنسی کے لئے تیراکی کے دس بارہ لباس میں نے دیکھے ہیں۔ گو جدید نہیں ہیں بہرحال غنیمت ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ انہیں پہن کر ہم سمندر کی گہرائی میں جا کر نہیں تیر سکتے۔ ہمیں سانس لینے کے لئے بہرحال سطح پر رہنا ہو گا اور اس صورت میں ہمیں ایئر واچ ٹاور سے چیک کیا جا سکتا ہے یا ہم پر فائر کھولا جا سکتا ہے۔ پھر چار بحری میل ہم عام حالات میں تیر کر سفر نہیں کر سکتے۔ خاص طور پر صالحہ اور جولیا دونوں وہاں تک زندہ سلامت نہیں پہنچ سکتیں اور اگر پہنچ بھی جائیں تو پھر وہاں سے ہم کہاں جائیں گے۔ لانچ تو موجود نہیں ہے اور اس طرف کوئی آتا بھی نہیں تو تم بتاؤ کہ ہم واپس کیسے جائیں''...... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

''واقعی اس بارے میں تو ہم نے سوچا ہی نہیں تھا''...... صفدر نے کہا۔

''اس کا حل یہی ہے کہ اس جزیرے پر قبضہ کر کے یہاں سے کوئی ہیلی کاپٹر لے کر نکل جائیں''...... تنویر نے کہا۔

''میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ جزیرے پر قبضہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کی پوزیشن ایسی ہے کہ ہم یقینی طور پر مارے جائیں گے۔ اس لئے یہ آئیڈیا غلط ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر تم خود بتاؤ کہ کیا کرنا ہے''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہمیں ہر صورت میں سمندر کے راستے ہی نکلنا ہے اس لئے ہم لیبارٹری کے خفیہ راستے سے نکل کر سمندر میں اتریں گے اور پھر گھوم کر کارڈ آئی لینڈ کی آڑ لیتے ہوئے اس جزیرے کے گھاٹ پر پہنچیں گے۔ وہاں سے ہمیں کوئی نہ کوئی لانچ یا کشتی مل جائے گی۔ پھر آگے جو ہو گا اس سے نمٹ لیں گے۔ کیپٹن شکیل آؤ میرے ساتھ۔ پہلے ہم تیراکی کے لباس پہن لیں''...... عمران نے کہا اور اس طرف کو بڑھ گیا جہاں سٹور تھا۔

''عمران صاحب۔ جس گیس سے یہ سب بے ہوش ہوئے ہیں۔ یہ کتنے عرصے کے بعد ہوش میں آ جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تقریباً چار پانچ گھنٹے بعد انہیں ہوش آ جائے گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''مس جولیا اور تنویر دونوں طے کر چکے ہیں کہ یہاں سے باہر

جاتے ہی اس لیبارٹری کو اڑا دیں گے۔ وہ تو ابھی سب کو گولیاں مارنا چاہتے تھے لیکن مس جولیا نے اسے روک دیا لیکن آپ تو جانتے ہیں کہ وہ کس مزاج کا آدمی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اسے بتا دو کہ یہاں موجود ہر آدمی کے جسم میں خصوصی چپ آپریشن کے ذریعے ڈالی گئی ہے اس لئے جیسے ہی کوئی آدمی ہلاک ہو گا اس کی اطلاع فوراً مین سیٹ اپ کو مل جائے گی اور ابھی تو وہ مطمئن ہیں کہ ان کی لیبارٹری محفوظ ہے لیکن پھر لیبارٹری کی تباہی کا انہیں یقین آ جائے گا اور اس کے بعد ہم میں سے کوئی بھی واپس پاکیشیا نہ پہنچ سکے گا اور ہم جنات نہیں ہے کہ یہاں سے غائب ہوں گے اور پاکیشیا میں ظاہر ہو جائیں گے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''کیا آپ درست کہہ رہے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ یہ آئیڈیا ڈاکٹر کلارک کا تھا اس لئے ایسا کیا گیا اور میں نے اس کے لاشعور سے یہ معلوم کیا ہے۔ اس لئے تو وہ کہہ رہا تھا کہ اسے ہلاک کر دیا جائے۔ اس کا مقصد تھا کہ اس نے تو مر جانا ہے لیکن وہ ہمیں بھی زندہ واپس نہ جانے دے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا انہیں زندہ رکھنا ہی مجبوری ہے یا کوئی راستہ ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہے راستہ اور میں نے اسے اختیار بھی کر لیا ہے۔ سیٹلائٹ وائرلیس بم ہمارے پاس تھا جسے یہ لوگ یا تو سمجھ ہی نہیں سکے یا پھر انہوں نے توجہ نہیں دی۔ بہرحال میں نے ان کے سیٹلائٹ فون نمبر کے ذریعے سیٹلائٹ کے ساتھ اسے وائرلیس کے ذریعے جوڑ دیا ہے۔ اب ہم کہیں سے بھی سیٹلائٹ فون نمبر ڈائل کریں گے تو یہ بم ڈی چارج ہو کر پھٹ جائے گا اور یہ بظاہر چھوٹی سی پلیٹ ہے لیکن یہ اس پوری لیبارٹری کو فضا میں ذروں کی طرح بکھیر دے گی اور یہاں موجود تمام سائنسدان کے ٹکڑے اڑ جائیں گے اور ہم بھی اتنی دور پہنچ چکے ہوں گے کہ وہ ہم پر ہاتھ نہ ڈال سکیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ آپ بتا دیا کریں۔ آپ بتاتے نہیں اس لئے سب اپنے اپنے انداز میں سوچتے ہیں میں سب کو بتاتا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب تیراکی کا لباس پہنچ کر تیار ہو گئے تو عمران نے آگے بڑھ کر فرش پر ایک جگہ پیر مارا تو سرسر کی آواز کے ساتھ ہی ایک چوڑا لیکن گول ٹکڑا اس طرح اوپر کو اٹھا جیسے کوئی صندوق کا ڈھکن اٹھتا ہے۔ نیچے پانی لہریں مار رہا تھا۔

''یہ سمندر کا پانی ہے اور یہی وہ خفیہ راستہ ہے۔ یہاں یہ تالاب اس لئے بنایا گیا ہے کہ سمندر کا پانی یہاں سے نکال کر اسے صاف کر کے لیبارٹری میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہ سمندر

میں جانے کا محفوظ راستہ ہے۔ ایک ایک کر کے اسے کراس کر کے باہر جاؤ۔ سب سے آخر میں میری باری ہو گی''...... عمران نے کہا تو جولیا نے صالحہ کو اشارہ کیا اور پھر ان دونوں نے مخصوص ہیلمٹ کو سر پر ایڈجسٹ کیا اور پھر جولیا تالاب میں اتر گئی۔ اس کے بعد صالحہ بھی پانی میں اتر گئی۔ اس نے غوطہ لگایا اور پھر باری باری صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل بھی اس راستے سے باہر نکل گئے تو آخر میں عمران اترا اور اس نے غوطہ لگایا۔ کچھ دیر بعد جب اس کا جسم اوپر کو ابھرا تو وہ لیبارٹری کے باہر کھلے سمندر میں تھا۔ اس کے سارے ساتھی وہاں موجود تھے۔ شاید وہ اس کا انتظار کر رہے تھے۔

''اب کیا کرنا ہے۔ کیا ہم چار بحری میل دور ٹاپو کی طرف جائیں لیکن اس کا فائدہ تو کوئی نہیں ہو گا کیونکہ لانچ وہاں سے ہٹا لی گئی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اس لئے وہاں جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور وہاں تک پہنچنا بھی سب کے لئے عموماً خواتین کے لئے خصوصاً بے حد مشکل ہو گا اس لئے ہم جزیرے کے ساتھ ساتھ تیرتے ہوئے گھاٹ پر پہنچیں گے لیکن یہ سن لو کہ ہم نے ائیر واچ ٹاورز سے بچنا ہے۔ اگر انہوں نے ہمیں چیک کر لیا تو ہم ایک لمحے میں مارے جا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ سب عمران کی قیادت میں تیرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے لیکن ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ عمران نے

انہیں رکنے کا کہا اور خود وہ جزیرے کی ایک کھائی میں داخل ہو گیا باقی ساتھی وہیں رک گئے۔ عمران نجانے کھائی میں کیا کر رہا تھا اور پھر انہیں عمران ایک خاصی بڑی خصوصی ساخت کی لانچ کو کھائی میں موجود پانی میں دھکیلتا ہوا باہر آتا دکھائی دیا تو سب اس لانچ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

''عمران صاحب۔ دو ڈیفنس لائنز بھی موجود ہیں۔ ان کا کیا ہو گا۔ لانچ تو پرزوں میں تبدیل ہو جائے گی''...... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''فکر مت کرو۔ جو دوسروں کو بھاگنے سے روکتا ہے وہ اپنے بھاگنے کے لئے خصوصی انتظامات کرتا ہے۔ یہ لانچ اس کھائی میں ڈاکٹر کلارک نے خصوصی طور پر اپنے لئے باوقت ضرورت فرار ہونے کے لئے رکھوائی تھی۔ اس کی اب بھی یہی کوشش تھی کہ کسی طرح زندہ بچ کر اس لانچ تک پہنچ جائے۔ اس لانچ تک پہنچنے کا اندرونی راستہ اس کے ذہن میں نہ تھا۔ شاید کبھی باہر نہ گیا ہو تا کہ کوئی اور اسے استعمال نہ کر سکے۔ بیرونی راستہ تھا جو میں نے اس کے لاشعور سے معلوم کر کے استعمال کیا۔ اس لانچ پر خصوصی کوٹڈ ہے جس پر دونوں ڈیفنس لائنز اثر نہیں کرتیں اور یہ لانچ بنائی اس انداز میں گئی ہے کہ پانی کے وزن سے خاصی گہرائی میں جا کر اس وقت آگے بڑھتی ہے کہ جب اس کا اور اس پر پانی کا دباؤ برابر ہو جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو سب کے ستے ہوئے چہروں پر جیسے

بہار آ گئی کیونکہ اب زندہ بچ نکلنے کا محفوظ راستہ سامنے آ گیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس لانچ کو کھول کر اس پر خود بیٹھتا اور اپنے ساتھیوں کو بٹھاتا، انہیں آسمان پر کسی ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو عمران نے بجلی کی سی تیزی سے لانچ کو کھائی کے اندر دھکیلا اور اس کے ساتھ ہی اچھل کر کھائی کے کناروں کے بڑے پتھروں کی آڑ لے لی تا کہ ہیلی کاپٹر انہیں چیک نہ کر سکے۔ اس کے ساتھیوں نے بھی پتھروں کی آڑ لے لی تھی ورنہ انہیں بڑی آسانی سے گھیر کر مارا جا سکتا تھا۔ ہیلی کاپٹر کافی دیر تک چکر لگاتا رہا اور پھر وہ مڑا اور عقبی ٹاپو کی طرف بڑھنے لگا۔

''آؤ بیٹھو جلدی کرو۔ ہمیں اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے۔ یہ سپیشل سروسز کے چیف کرنل جیکسن کا ہیلی کاپٹر تھا۔ اس کے ذریعے بغیر کسی چیکنگ کے اطالوی گھاٹ تک ہم پہنچ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد یہ خصوصی موٹر لانچ پانی کی گہرائی میں کسی آبدوز کی طرح تیزی سے اترتی ہوئی عقبی ٹاپو کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ہیلی کاپٹر اب بھی فضا میں ہی تھا اور ٹاپو کے اوپر فضا میں رکا ہوا تھا۔ اس میں سے ایک آدمی آنکھوں سے دوربین لگائے باہر جھانکتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

''یہ ہمیں چیک نہ کر لیں۔ ہمارے لئے تو اس حالت میں ایک میزائل ہی کافی ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''گھبراؤ نہیں۔ اللہ پر بھروسہ رکھا کرو''...... عمران نے کہا اور پھر

اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا ہیلی کاپٹر ٹاپو کے کھلے حصے میں زمین پر لینڈ کرنے لگا تو عمران نے خصوصی لانچ کو تیزی سے ٹاپو کی طرف بڑھانا شروع کر دیا۔ وہ چھوٹی سی پہاڑی کے اوٹ میں تھے جس کی سائیڈ سے گزر کر ٹاپو کے کھلے حصے میں پہنچا جا سکتا تھا۔ وہ سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھے تو سامنے کھلے حصے میں ہیلی کاپٹر موجود تھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف پشت کئے دو افراد کھڑے تھے۔

''میرا خیال ہے گراہم کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے''...... ایک آدمی کی آواز سنائی دی لہجے سے وہ جوان آدمی لگتا تھا۔

''ہاں۔ اب اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ چلو واپس چلیں''۔ دوسرے آدمی کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ سپیشل سروسز کے چیف کرنل جیکسن کی آواز ہے۔ وہ اپنے ساتھی کے ساتھ اپنے سرکاری ہیلی کاپٹر میں یہاں آیا تھا۔ کرنل جیکسن کے بولنے پر وہ دونوں ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے ہی تھے کہ فضا عمران کے قہقہے سے گونج اٹھی تو کرنل جیکسن اور دوسرا آدمی بری طرح اچھل کر مڑے اور پھر ان کی آنکھیں عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے عقب میں صحیح سلامت کھڑے دیکھ کر حیرت کی شدت سے پھٹتی چلی گئیں۔ حیرت کا یہ دھچکا اس قدر اچانک اور اس قدر سخت تھا کہ وہ دونوں لہراتے ہوئے بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو حسب روایت بلیک زیرو اٹھ کھڑا ہوا۔ رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بلیک زیرو بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر دوبارہ بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو واپس آئے ہوئے دو روز ہو گئے ہیں لیکن آپ آج دانش منزل کا چکر لگا رہے ہیں۔ کوئی خاص وجہ''۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے ڈر لگ رہا تھا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''ڈر۔ کس سے۔ کیوں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ اس بار جولیا نے میرے خلاف ایسی رپورٹ لکھی ہے کہ تم اسے پڑھتے ہی مجھے سزائے موت نہ صرف

دے دو گے بلکہ اس پر جلدی عمل درآمد بھی کرا دو گے کیونکہ سیکرٹ سروس کا جلاد تنویر ہر وقت جلادی کے لئے تیار رہتا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

''یہ اطلاع تو درست ہے کہ جولیا نے اس بار آپ کے خلاف ڈٹ کر رپورٹ لکھی ہے لیکن مس جولیا نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ حالات کی وجہ سے مجبور تھے ورنہ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ورنہ کیا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''ورنہ آپ کرنل جیکسن کو ضرور اس کے جرم کی سزا دیتے''۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اب جولیا بھی تنویر کے فلسفے کی قائل ہوتی جا رہی ہے۔ تمہیں اس سے سختی سے پیش آنا ہوگا اور لوگ بھی ایجنٹ ہیں اور اپنے ملک کی بہبود کی خاطر دوسرے ملکوں کے ایجنٹس اور سائنسدانوں کو اس صورت میں ہلاک کرتے ہیں جب اس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ اب تم سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی ملک کی تنظیم، سائنسدانوں یا ایجنٹس کے خلاف کام کرے تو تمہیں ٹارگٹ بنا کر ہلاک کر دیا جائے کہ تم سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ جولیا اور تنویر دونوں کا اصرار تھا کہ کرنل جیکسن کو زندہ نہ چھوڑا جائے لیکن میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ آئندہ کرنل جیکسن اور اس کی سروسز کا رویہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے نرم ہوگا اور

اس کا فائدہ ہمیں اور ہمارے ملک کو ہی پہنچے گا''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جولیا نے بھی یہی مجبوری لکھی ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میرے خلاف رپورٹ اس نے ضرور دینی تھی، نہ لکھتی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ کے خلاف لکھ کر اسے نفسیاتی تسکین ہوتی ہے''۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اور اگر کسی روز چیف نے میرے خلاف ایکشن لے لیا تو پھر''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

''تو پھر چیف صفحہ ہستی سے غائب ہو جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا تو اس بار عمران بھی ہنس پڑا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا کیونکہ جب وہ دانش منزل میں ہوتا تھا تو فون خود سنتا تھا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران اور بلیک زیرو دونوں چونک پڑے کیونکہ سلیمان بغیر کسی اشد ضرورت کے دانش منزل فون نہیں کرتا تھا اور عمران ابھی فلیٹ سے سیدھا یہاں پہنچا تھا۔

''عمران بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے''۔

عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے اور آواز میں کہا۔

''بڑی بیگم صاحبہ کا فون آیا ہے کہ آپ انہیں فوراً فون کریں۔ وہ ناراض ہیں آپ سے''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''اچھا''...... عمران نے کہا اور کریڈل پریس کر دیا۔

''کہیں جولیا نے تو اماں بی کو میرے خلاف رپورٹ نہیں دے دی''...... عمران نے کہا۔

''جولیا ایسا نہیں کر سکتی عمران صاحب۔ اور کوئی بات ہو گی''۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ اس فون میں مستقل پریسڈ رہتا تھا اس لئے اسے ہر بار پریس کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

''جی صاحب۔ کرم دین بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے پرانے ملازم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''چچا کرم دین۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ کیا حال ہیں آپ کے''...... عمران نے کہا۔

''چھوٹے صاحب آپ۔ اللہ آپ کو خوش رکھے اور فتح دے۔ آپ کی دعاؤں سے زندگی اچھی گزر رہی ہے چھوٹے صاحب''۔ کرم دین نے دعائیں دیتے ہوئے کہا۔

''اماں بی کی کیا پوزیشن ہے۔ غصے میں تو نہیں''...... عمران نے ایسے انداز میں پوچھا جیسے ڈر کر پوچھ رہا ہو۔

''نہیں چھوٹے صاحب۔ وہ تو بہت اچھے موڈ میں ہیں۔ میں بات کراتا ہوں''...... کرم دین نے کہا۔

''عمران تم کہاں سے فون کر رہے ہو''...... چند لمحوں بعد عمران کی اماں بی کی آواز سنائی دی۔ لہجہ نارمل ہی تھا۔ اس لئے عمران نے جو ڈرا بیٹھا تھا اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔

''اماں بی۔ آپ کے بیٹے طاہر کے پاس گیا تھا۔ اس نے ایک کام بتایا تھا جو میں نے کر دیا۔ میں اسے بتانے گیا تھا۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ تم جہاں گھومو پھرو، آوارگی کرو، ماں کو حق نہیں ہے تم سے پوچھنے کا۔ کیوں''...... اماں بی کا پارہ یکلخت چڑھ گیا۔

''نہیں اماں بی۔ یہ بات میں نے اس لئے کی ہے کہ طاہر تو اچھا دوست ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ مؤدب بھی ہے اور مہذب بھی۔ مجھے بھائی سر سلطان صاحب نے فون کیا تھا کہ انہوں نے تم سے کوئی ضروری بات کرنا تھی لیکن تم فلیٹ پر نہیں ہو اور سلیمان کو معلوم نہیں کہ تم کہاں گئے ہوئے ہو اس لئے میں نے سلیمان کو فون کیا کہ فوراً تمہیں تلاش کر کے میری بات کرائے۔ اس نے کر لیا ہے ورنہ آج میں اسے جوتیاں مار مار کر گنجا کر دیتی کہ اس کو تمہارے بارے میں معلومات ہی نہیں ہوتیں۔ ابھی تم بھائی صاحب سر سلطان سے بات کرو۔ اللہ

تمہیں گرم ہوا سے بھی محفوظ رکھے''...... اماں بی نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا

''سر سلطان نے آپ کی اماں بی کو فون کیوں کیا۔ مجھے فون کر لیتے میں بات کرا دیتا''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر سلطان اب واقعی بوڑھے ہو گئے ہیں۔ انہیں اب ریٹائر ہو جانا چاہئے''...... عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے جب تک یہ حیات ہیں انہی کی خدمات حاصل کی جائیں گی۔ ان سے اچھا سیکرٹری خارجہ پاکیشیا کو اور نہیں مل سکتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی باتیں کر کے ہم دوسروں کا حق مارتے ہیں۔ ان کے جانشین بھی لازماً اچھے ہی ہوں گے۔ آخر باقی ملکوں میں سیکرٹری ریٹائر نہیں ہوا کرتے''...... عمران نے آخری نمبر پریس کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دوسرے طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کیسا موڈ ہے سیکرٹری خارجہ صاحب کا۔ خارجہ موڈ ہے یا داخلہ''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے پی اے بجائے کوئی

بات کرنے کے بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں بات کرواتا ہوں۔ آپ خود ہی چیک کر لیں''...... پی اے نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''یس''...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''منکہ مسمی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے کسی بادشاہ کے درباری کی طرح باقاعدہ پکارتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ اطالیہ کے چیف سیکرٹری نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ عمران نے نہ صرف ان کی انتہائی محفوظ، ناقابل تسخیر اور اہم لیبارٹری تباہ کر دی ہے بلکہ وہاں موجود تمام سائنسدانوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ چیف سیکرٹری اس پر سخت ناراض تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ پاکیشیا کو اس کا جواب ضرور ملے گا۔ میں نے انہیں بتایا ہے کہ عمران ایسا نہیں کر سکتا کہ بغیر مقدمہ چلائے کسی کو ہلاک کر دے لیکن وہ ماننے کے لئے تیار ہی نہ ہو رہے تھے چنانچہ میں نے انہیں کہہ دیا کہ میں تمہیں فون کر کے کہہ دوں گا۔ تم خود اطالیہ کے چیف سیکرٹری سے بات کر لو۔ نمبر تمہیں پی اے بتا دے گا''...... سر سلطان نے کہا اور پھر بغیر عمران کی بات سنے انہوں نے رسیور رکھ دیا۔

''یس سر۔ میں نمبر بتا دیتا ہوں سر چیف سیکرٹری اطالیہ کا''۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں بتاؤ"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔

"یہاں سے اطالیہ کا کوڈ نمبر اور اطالیہ کے دارالحکومت کا کوڈ نمبر بھی بتا دو"...... عمران نے کہا تو پی اے نے دونوں نمبر بتا دیئے۔ عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"جولیا اور تنویر سچ کہتے ہیں۔ ان لوگوں کو نرمی پسند نہیں آتی"۔ بلیک زیرو نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اس قدر غصہ۔ جن کی ماسٹر لیبارٹری جسے وہ ناقابل تسخیر سمجھتے آئے تھے پرزوں کی طرح ہوا میں بکھر جائے اور جن سائنسدانوں اور ان کی حفاظت کی وہ قسمیں دے رہے ہوں ان کی اس طرح موت پر ان کے دلوں اور ذہنوں میں غصہ تو بہرحال ابھرے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ نجانے آپ کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں کہ آپ کو کسی بات پر غصہ ہی نہیں آتا۔ چاہے کوئی کچھ بھی کہہ دے آپ اس کا جواز اچھائی میں ہی تلاش کر لیتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم پوچھ رہے ہو کہ میں کس مٹی کا بنا ہوا ہوں۔ میں واقعی مٹی کا بنا ہوا ہوں اور جس مٹی کا بنا ہوا ہوں اسے کسی سٹین لیس سٹیل یا سونے چاندی جیسی قیمتی دھاتوں سے بنے ہوئے آدمی کی نسبت کہاں غصہ آئے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو

بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پی اے ٹو چیف سیکرٹری اطالیہ۔ کون بات کر رہا ہے اور کہاں سے بات کر رہا ہے"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ چیف سیکرٹری صاحب سے کہو کہ انہوں نے پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سرسلطان کو فون کیا تھا اس سلسلے میں ان سے بات کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ کا نمبر ہمارے وائس چیکر کی سکرین پر نہیں آ رہا۔ اس لئے سوری۔ نامعلوم نمبر سے کی جانے والی کال اٹنڈ نہیں کی جاتی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ تو بہت ہی ڈرتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ڈرنے کی بات نہیں اصول کی بات ہے۔ چیف سیکرٹری بہت بڑا عہدہ ہے۔ اگر دس حق میں ہوں گے تو پچاس خلاف بھی ہوں گے اس لئے احتیاط اچھی چیز ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر میز کی ایک دراز کھول کر اس میں سے کارڈلیس فون سیٹ نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔

''لیجئے۔ دانش منزل کے نمبر سے بات کیجئے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کارڈلیس سیٹ کو آن کر کے اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو چیف سیکرٹری''......رابطہ ہوتے ہی پھر وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''اب تو فون نمبر وائس چیکر پر آ رہا ہے یا نہیں۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)''......عمران نے کہا۔

''یس سر۔ آ رہا ہے آپ کا نمبر اور پاکیشیا کا کوڈ بھی۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر پی اے کی نسوانی آواز سنائی دی۔

''یس''......عمران نے کہا۔

''بات کریں۔ چیف سیکرٹری صاحب لائن پر ہیں''...... پی اے نے کہا۔

''پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان سے آپ نے فون پر میری شکایت کی ہے۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں''......عمران نے کہا۔

''صرف شکایت ہی نہیں کی بلکہ اس کا بدلہ بھی لیا جائے گا۔ تم لوگوں نے نہ صرف ہماری انتہائی محفوظ لیبارٹری کو تباہ کیا ہے بلکہ ہمارے ٹاپ سائنسدان بھی ہلاک کر دیئے ہیں اور ایسا ایشیا کا ایک

چھوٹا سا ملک کرے۔ اسے اس جرأت کی قیمت ادا کرنا پڑے گی''...... چیف سیکرٹری نے غصیلے لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کا چہرہ یہ باتیں سن کر غصے سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا لیکن عمران ویسے ہی مسکرا رہا تھا۔

''اس کا مطلب ہے کہ آپ کو اپنے ملک سے کوئی محبت نہیں ہے''......عمران نے نارمل لہجے میں کہا۔

''یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو۔ محبت ہے تو میں اس کے خلاف ہونے والے کام کا بدلہ لینا چاہتا ہوں''...... چیف سیکرٹری نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ نے اپنے کرنل جیکسن سے بات کی ہے اس انتقام لینے کے بارے میں''......عمران نے کہا۔

''میں نے کرنل جیکسن کو جبراً ریٹائر کر دیا ہے۔ وہ تمہارے مقابلے میں بری طرح ناکام رہا ہے۔ میں تو اسے سخت سزا دینا چاہتا تھا لیکن اس کی سابقہ خدمات کو دیکھتے ہوئے میں نے اسے صرف ریٹائر کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارے ساتھ ملا ہوا تھا۔ اس لئے تم نے اسے گرفتار کر لینے کے باوجود چھوڑ دیا''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''آپ کو کتنا عرصہ ہوا ہے چیف سیکرٹری بنے ہوئے''......عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ میں ایسی باتیں سننے کا قائل

نہیں ہوں اور وہ بھی چھوٹے لوگوں سے''...... چیف سیکرٹری نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کارڈ لیس فون کا رسیور رکھ دیا۔

''یہ تو بالکل ہی احمق آدمی ہے عمران صاحب۔ اسے کس نے چیف سیکرٹری بنا دیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''وہ احساس تفاخر میں پاگل ہو رہا ہے اور کوئی بات نہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ مسکرا رہے ہیں۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ اس کی گردن توڑ دوں۔ نانسنس۔ اسے عقل ہی نہیں۔ بجائے ممنون ہونے کے کہ آپ نے اس کی ٹاپ ایجنسی کے چیف کو باوجود گرفتار کرنے کے زندہ چھوڑ دیا ہے۔ وہ الٹا انتقام لینے کی بات کر رہا ہے''۔ بلیک زیرو نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن عمران نے مسکراتے ہوئے کارڈ لیس فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''سپیشل سروسز کے چیف کرنل جیکسن کا فون نمبر بتا دیں''۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع

کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس پی اے ٹو چیف''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ کرنل جیکسن سے بات کرائیں''...... عمران نے کہا۔

''کرنل جیکسن سپیشل سروسز سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ ان کا ذاتی فون نمبر نوٹ کر لیں۔ اس پر فون کر لیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا گیا۔

''اب چیف کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میجر بیگرڈ''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ کرنل جیکسن بول رہا ہوں''......دوسری طرف سے کرنل جیکسن کی آواز سنائی دی۔

''ساتھ ریٹائرڈ کا لفظ بھی بولا کرو تاکہ تمہارے ملک کے چیف سیکرٹری کی انا کو تسکین پہنچتی رہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم عمران۔ تمہیں میرے ذاتی نمبر کا اور ریٹائرمنٹ کا کیسے علم ہوا''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ساری عمر تم نے بھی یہی کام کیا ہے اور میں نے بھی۔ اس

کے باوجود سوال کرنے کا مطلب ہے کہ تمہیں واقعی ریٹائر منٹ کی ضرورت تھی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں۔ اصل میں یہ سب کام ہوئے ابھی دو تین گھنٹے بھی نہیں گزرے اور تم جو پاکیشیا میں بیٹھے ہو، تمہیں یہ معلومات بھی مل گئیں اور میرا ذاتی نمبر بھی۔ ابھی تو شاید اطالیہ کے صدر صاحب کو بھی اس بات کا علم نہ ہوا ہو گا"...... کرنل جیکسن نے جواب دیا۔

"تمہارے ملک کے چیف سیکرٹری کیا نام ہے ان کا باؤچر سمتھ نے پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سرسلطان جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی امور کے انچارج بھی ہیں کو خود فون کر کے کہا ہے کہ چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ان کے محفوظ ترین لیبارٹری تباہ کر دی ہے اور سائنسدانوں کو ہلاک کر دیا ہے اس لئے وہ اس کا انتقام لیں گے۔ سرسلطان بے حد بااصول افسر ہیں۔ انہوں نے مجھے فون کر کے کہا کہ میں تمہارے ملک کے چیف سیکرٹری کو خود فون کر کے ان کی غلط فہمی دور کروں۔ چنانچہ میں نے انہیں فون کر کے بتایا کہ آپ کی سپیشل سروسز کے ایجنٹوں وکٹر اور مارگریٹ نے پاکیشیا کا فارمولا چرایا۔ ایک لیبارٹری تباہ کی اور آٹھ سائنسدان ہلاک کئے۔ جس کے جواب میں ہم نے اپنا فارمولا واپس لیا ہے اور ہم نے صرف اسے ہلاک کیا ہے جو مقابلے پر آیا ہے ورنہ ہم نے کرنل جیکسن کو بھی آزاد کر دیا ہے جس پر چیف سیکرٹری نے بتایا کہ انہوں نے کرنل جیکسن کو جبراً اسپیشل سروسز سے ریٹائر کر دیا ہے۔ وہ تو

تمہیں بڑی سزا دینا چاہتے تھے کہ تم ہمارے مقابلے میں ہار گئے ہو، لیکن تمہاری سابقہ خدمات کی وجہ سے تمہیں صرف ریٹائر کیا گیا ہے جس پر میں نے تمہارے سرکاری نمبر پر فون کیا تو وہاں موجود پی اے نے بھی مجھے بتایا کہ تم ریٹائر ہو چکے ہو اور تمہارا ذاتی نمبر یہ ہے جس پر میں نے تمہیں کال کیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"میں کیا چاہتا ہوں اس کا کیا مطلب ہے۔ اب مجھے ریٹائر کر دیا گیا ہے اور چیف سیکرٹری کو میں جانتا ہوں۔ وہ اب میرا نام سننا بھی گوارہ نہ کرے گا اور تم کہتے ہو کہ میں کیا چاہتا ہوں"۔ کرنل جیکسن نے کہا۔

"چیف سیکرٹری کو مجھ پر چھوڑ دو۔ تم اپنی بات کرو۔ کیا تمہاری ریٹائرمنٹ ڈیو تھی"...... عمران نے کہا۔

"ابھی تو ریٹائر ہونے میں چار سال باقی تھے۔ یہ تو جبراً مجھے ریٹائر کیا گیا ہے"...... کرنل جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم واپس اپنی سیٹ پر آنا چاہتے ہو کہ نہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ناممکن کو بھی ممکن بنا سکتے ہو لیکن یہ ہمارا چیف سیکرٹری ساری دنیا سے علیحدہ چیز ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس بکھیڑے میں نہ پڑو۔ میں میجر بیگرڈ کو کہہ دوں گا۔ وہ تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا"...... کرنل جیکسن نے کہا

تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''او کے۔ اس ذاتی نمبر پر ہی رہنا۔ تم سے پھر بات ہو گی۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ آپ کیا کر رہے ہیں عمران صاحب۔ یہ تو دوسرے ملک کے سرکاری معاملات میں صریحاً مداخلت ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جس نے پاکیشیا کو دھمکی دی ہے اس کے معاملات میں پاکیشیا مداخلت کر سکتا ہے اور کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''آپ کیا کریں گے۔ کیا ٹائیگر کو اطالیہ بھیج کر اسے ہلاک کرا دیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ چیف سیکرٹری نے ایسا کوئی جرم نہیں کیا کہ اسے ہلاک کرا دیا جائے۔ دھمکی دینے والے کو دھمکی دینے کے قابل نہ چھوڑنا ہی اس کے لئے اصل سزا ہے''...... عمران نے کہا۔

''وہی تو پوچھ رہا ہوں کہ کیا کریں گے۔ چیف سیکرٹری پورے ملک کی اسٹیبلشمنٹ کا ہیڈ ہوتا ہے۔ کوئی عام کلرک نہیں کہ آپ کسی افسر کو کہہ کر اسے سیٹ سے ہٹوا دیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ سول سروس بھی ایک گورکھ دھندہ ہے۔ یہاں ہیڈ کے اوپر بھی کئی ہیڈ ہوتے ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... نسوانی آواز میں کہا گیا لیکن لہجہ اور زبان

یورپی تھی۔

''ملٹری ایکسچینج کا نمبر دو''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ میں نے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف آرتھر سے بات کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ایک بار پھر اپنا تعارف کرا دیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے دوبارہ اپنا پورا تعارف کرا دیا۔

''عمران صاحب۔ آج آرتھر آپ کو کیسے یاد آ گیا''...... چند لحوں بعد ایک بے تکلفانہ سی آواز سنائی دی۔

''اس لئے یاد آ گیا کہ آرچہ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف بن کر ہت بڑا افسر بن چکا ہو گا اور بڑے افسروں کے تو ٹھاٹھ ہی نرالے وتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایسا کون سا افسر ہے۔ مجھے بتاؤ جس کے سامنے تم بے بس لر آ رہے ہو''...... آرتھر نے کہا۔

''میں بے بس نہیں ہوں لیکن میں بے اصولی نہیں کرنا چاہتا ہونکہ مسئلہ میرے پیچھے بھی اصول کا ہے''...... عمران نے کہا۔

"ہوا کیا ہے تفصیل تو بتاؤ"...... آرتھر نے کہا تو عمران نے اسے اطالیہ کے ساتھ کارڈ آئی لینڈ کی ماسٹر لیبارٹری سے اپنا فارمولا واپس حاصل کرنے سے لے کر لیبارٹری کے تباہ ہونے تک کی تفصیل بتا دی۔

"لیکن اس میں بے اصولی کیا ہوئی ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"اطالیہ کے چیف سیکرٹری باؤچر سمتھ نے پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سرسلطان جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی امور کے انچارج بھی ہیں، کو فون کر کے انہیں بتایا کہ پاکیشیا نے بے اصولی کی ہے۔ ہماری لیبارٹری تباہ کر دی ہے اور سائنسدانوں کو ہلاک کر دیا ہے جس پر انہوں نے بتایا کہ پہلے آپ کے ایجنٹوں وکٹر اور مارگریٹ نے یہی کارروائی پاکیشیا میں کی اور اس کا فارمولا لے گئے جو ہم واپس لے آئے ہیں۔ ایسے معاملات میں جس طرح وکٹر اور مارگریٹ نے ہماری لیبارٹری تباہ کی اور ہمارے سائنسدان ہلاک ہوئے اسی طرح اطالیہ کے ساتھ بھی ہوا۔ اس میں بے اصولی کیا ہے۔ یہ تو ایجنٹوں کی کارروائی ہے جو پوری دنیا میں ہوتی رہتی ہے لیکن انہوں نے دھمکی دی ہے کہ وہ اس کا انتقام پاکیشیا سے لیں گے جس پر سرسلطان نے مجھے کہا کہ میں باؤچر سمتھ کی غلط فہمی دور کر دوں۔ میں نے انہیں فون کیا تو انہوں نے بڑا ہتک آمیز سلوک کیا اور بار بار پاکیشیا سے انتقام لینے کی دھمکیاں دیں۔ میں اس لئے خاموش رہا کہ وہ افسر ٹائپ آدمی ہیں اور افسروں کو اس انداز

میں ہونا فطری بات ہے لیکن انہوں نے آخری حد بھی پار کر دی۔ اطالیہ کی سپیشل سروسز کے چیف کرنل جیکسن کو جبراً ریٹائر کر دیا گیا کیونکہ اسے ہم نے گرفتار کر لیا تھا لیکن ہم نے اسے آزاد کر دیا کیونکہ ایسا ایک دوسرے کے ساتھ ہوتا رہتا ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے اصولی بات کی ہے اور اصولی کام کیا ہے۔ تم سے مجھے توقع بھی یہی تھی لیکن اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ باؤچر سمتھ ملک کے سب سے بڑے عہدہ پر ہے"......آرتھر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیوں ہنس رہے ہو۔ کیا میں نے غلط بات کی ہے"...... آرتھر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یا تو تمہاری یادداشت خراب ہے یا پھر تم جان بوجھ کر یہ بات کر رہے ہو۔ تمہیں بلیک سموک سیل یاد نہیں ہے جس کی فائل نمبر تھری کو اس لئے روک دیا گیا تھا کہ اس وقت نمبر تھری یعنی باؤچر سمتھ کی ضرورت تھی"...... عمران نے کہا تو کچھ دیر تک دوسری طرف سے فون لائن پر خاموشی طاری رہی۔

"تم۔ تم آخر کیا چیز ہو۔ جس بات سے تمہارا براہ راست کوئی تعلق بھی نہیں ہوتا۔ تمہیں اس کا علم ہوتا ہے۔ آخر تم تک یہ معلومات کون پہنچاتا ہے اور کیوں پہنچاتا ہے"...... ملٹری انٹیلی جنس کے چیف آرتھر نے حیرت اور شکوہ بھرے لہجے میں کہا۔

''تم روزانہ صبح اٹھ کر سات گریاں بادام کھایا کرو تاکہ تمہاری یادداشت بحال ہو جائے۔ آج سے تقریباً چار سال پہلے تم نے باؤچر سمتھ جو اس وقت سیکنڈ چیف سیکرٹری تھا، کے خلاف نائب صدر کے حکم پر فائل کھولی تھی اور پھر تمہیں باؤچر سمتھ کے خلاف ثبوت مل گیا جس کے تحت ایک چھوٹے سے ملک کو یورپی یونین میں شامل کرنے پر باؤچر سمتھ نے اس ملک سے انتہائی بھاری رقم بطور رشوت لی تھی اور جب تمہیں یہ ثبوت مل گئے تو یہ ایسے ثبوت تھے جن کو چیلنج نہ کیا جا سکتا تھا''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''عمران تم واقعی دنیا کے خطرناک ترین آدمی ہو۔ تمہارا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ رپورٹ تو مجھے ملی تھی لیکن مجھے اس کا ثبوت نہ مل رہا تھا جبکہ میں نے تمہیں درخواست کی تھی کہ ثبوت حاصل کرنے میں میری مدد کرو تو تم نے ثبوت مہیا کر دیئے لیکن وہ فائل اوپن نہ ہونے دی گئی اور ابھی تک ویسے ہی بند ہے اور اس کو ہم کھول بھی نہیں سکتے''...... آرتھر نے کہا۔

''کیا ملک کے نائب صدر کے حکم پر تم نے فائل بند کی تھی''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... آرتھر نے جواب دیا۔

''اور اگر نائب صدر تمہیں اسے اوپن کرنے کا حکم دیں تو پھر''۔ عمران نے کہا۔

''ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ جس وجہ سے فائل کو بند کیا گیا تھا وہ وجہ آج تک موجود ہے''...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہی وجہ ہے نا کہ یورپی ممالک کی یونین بنانے میں باؤچر سمتھ کا مرکزی کردار ہے۔ اگر اسے درمیان سے ہٹا دیا جائے تو یورپی یونین قائم نہ ہو سکے گی''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تم درست کہہ رہے ہو''...... آرتھر نے جواب دیا۔

''اب یونین تو بن چکی ہے۔ اب صرف مشترکہ کرنسی کا مسئلہ رہ گیا ہے جو باؤچر سمتھ سے بھی حل نہیں ہو پا رہا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری معلومات واقعی حیرت انگیز ہیں''...... آرتھر نے کہا۔

''اس سے زیادہ حیرت انگیز خبر بھی سن لو کہ پچھلے ماہ کی آخری تاریخوں میں یورپی یونین کے ماہرین معاشیات نے مشترکہ کرنسی کا آئیڈیا بہت سی وجوہات کی بنا پر ڈراپ کر دیا ہے اس لئے اب باؤچر سمتھ کی کوئی ضرورت نہیں رہی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن تم ہمارے بارے میں تو جانتے ہو عمران''...... آرتھر نے قدرے بے بس سے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے اور میں تمہیں کسی امتحان میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ میں صرف کنفرم کر رہا تھا بلیک سموک فائل ابھی تک موجود ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

"ایسا نہ ہو کہ مجھ پر یہ الزام لگ جائے کہ میں نے تمہیں اس بارے میں بتایا ہے ورنہ تمہارا تو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے"۔ آرتھر نے کہا۔

"اس فائل کے بارے میں نائب صدر کو معلوم ہے یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"معلوم ہے لیکن"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ قصور وار کو اس کے قصور کی سزا دی جائے۔ سنو۔ تمہاری اور میری کوئی بات چیت نہیں ہوئی یا ہوئی ہے تو صرف گپ شپ ہوئی ہے۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ واقعی انتہائی خطرناک آدمی ہیں۔ آرتھر درست کہہ رہا تھا۔ مجھے تو اب آپ سے ڈر لگنے لگ گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جبکہ جولیا اور تنویر بالکل نہیں ڈرتے۔ انہیں تو کہو کہ مجھ سے ڈرا کریں تاکہ میں چوڑا ہو کر چلا کروں"...... عمران نے تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب آپ کیا کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ صرف باؤچر سمتھ کو پاکیشیا کو دھمکی دینے کا نتیجہ بھگتنا ہو گا"...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ یورپی تھا۔

"اطالیہ کے نائب صدر واٹسن کی پی اے کا فون نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا تو نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور دوبارہ ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو نائب صدر"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سر واٹسن سے کہو کہ پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بات کرنا چاہتا ہے تاکہ سر واٹسن اپنی وسیع و عریض جائیداد کے اکلوتے وارث کو کوئی حوصلہ افزا خبر سنا سکیں"...... عمران کی زبان چل پڑی تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ ملک کے نائب صدر کا فون ہے"...... لڑکی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی معلوم ہے کہ یہ ملک کے نائب صدر کا فون ہے۔ کسی ریڑھی ایسوسی ایشن کے نائب صدر کا فون نہیں ہے۔ تم میرا نام تو لو ان کے سامنے۔ پھر دیکھنا کیا نتیجہ نکلتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد لڑکی کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر واٹسن سے بات کریں"...... پی اے نے کہا۔

''ہیلو عمران۔ کیوں فون کیا ہے آفس میں۔ کوئی خاص بات۔ گھر کیوں فون نہیں کیا۔ تمہاری آنٹی بھی شکوہ کر رہی تھی کہ عمران بیٹے کا فون نہیں آتا''...... ایک بھاری مردانہ آواز میں کہا گیا۔

''انہیں کہیں کہ جن کا تحفظ آپ کرتے ہیں وہ آپ کے بیٹے اور اس کے ملک کو دھمکیاں دیتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون دھمکیاں دے رہا ہے کون تحفظ کر رہا ہے''...... سر واٹسن نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران نے ساری تفصیل بتا دی۔

''تم کیا چاہتے ہو''...... سر واٹسن نے کہا۔

''بلیک سموک فائل نمبر تھری اوپن کر دیں۔ آپ نے اسے بند کرایا تھا کہ اس وقت یورپی یونین بنانے کے لئے باؤچر سمتھ کا مرکزی کردار تھا لیکن اب ایسا نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس سے ہمارے ملک کی زبردست بدنامی ہو گی اور ہمارے عوام ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے کہ جس ملک کے اتنے بڑے آفیسر رشوت خور ہوں وہ ملک کس طرح چل سکتا ہے''...... سر واٹسن نے کہا۔

''تو آپ انکار کر رہے ہیں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ارے نہیں۔ باؤچر سمتھ نے غلطی کی ہے کہ سر سلطان کو فون کر کے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے انتقام لینے کی بات کی ہے۔ حالانکہ ملکوں کے درمیان ایجنسیاں اور سروسز کام کرتی رہتی ہیں۔

ان کے درمیان سفارتی تعلقات ختم نہیں ہوتے۔ تم بے فکر رہو۔ وہ سر سلطان سے معافی مانگے گا۔ تم فکر مت کرو''...... سر واٹسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر سر سلطان کے نمبر پریس کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ ہوتے ہی پی اے کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... پی اے نے کہا اور فون لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''عمران۔ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے''...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''سر سلطان۔ اطالیہ کے نائب صدر سر واٹسن نے کہا ہے کہ چیف سیکرٹری باؤچر سمتھ نے آپ کو دھمکی دے کر غلطی کی ہے۔ اسے آپ سے معافی مانگنا پڑے گی۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ اسے معاف کریں یا نہ کریں اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے ہی آپ کو مطلع کر دوں''...... عمران نے کہا۔

''تم نے یقیناً انہیں دھمکیاں دی ہوں گی۔ وہ مجبوراً ہی ایسا کر سکتے ہیں''...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے بلیک سموک کی فائل

نمبر تھری کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''مجھے پتہ تھا۔ بہرحال میں تو اسے معاف کر دوں گا۔ تم بھی معاف کر دینا۔ غلطیاں انسانوں سے ہو جاتی ہیں''...... سر سلطان نے کہا۔

''آپ کے حکم کی تعمیل کرنے کے تو ہم پابند ہیں ورنہ اماں بی کی جوتیاں تو بند ہی نہیں ہوں گی اور آپ بھی آج کل سیدھے اماں بی کو ہی شکایت کرتے ہیں''...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

''اس کے بغیر تم قابو میں بھی نہیں آتے''...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ایڈونچر

مکمل ناول

بلیک سن

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

صامالی قزاقوں کی سفاک اور بہیمانہ کارروائیوں سے شروع ہونے والا ایڈونچر۔

ڈاکٹر آفتاب ☆ پاکیشیا کا بڑا سائنسدان جسے صامالی قزاقوں نے ہلاک کر دیا۔ کیا واقعی انہیں قزاقوں نے ہلاک کیا تھا۔ یا —— ؟

بلیک سن ☆ سیاہ فام افراد پر مشتمل ایک ایسی تنظیم جو پوری دنیا میں اپنی حکومت قائم کرنے کی خواہاں تھی اور وہ اس کے لئے اپنی کارروائیوں میں مصروف تھی لیکن اس کے مقابل عمران اور اس کے ساتھی اترے تو —— ؟

بلیک سن ☆ جس کے تحت ایک ایسی لیبارٹری تھی جس کے حفاظتی انتظامات کو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔ قطعی ناقابل تسخیر۔ لیکن کیا واقعی —— ؟

وہ لمحہ ☆ جب لیبارٹری کے ناقابل تسخیر حفاظتی انتظامات کو عمران نے بچوں کے کھیل میں تبدیل کر دیا۔ کیسے۔ کیا ہوا —— ؟

وہ لمحہ ☆ جب عمران باوجود کوشش کے بلیک سن کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل نہ کر سکا۔ کیا عمران نے شکست تسلیم کر لی۔ یا —— ؟

پے در پے ہونے والے واقعات، سسپنس اور ایکشن سے بھرپور انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز میں لکھی گئی ایک یادگار کہانی۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں چونکا دینے والا انتہائی دلچسپ ناول

مکمل ناول

مصنف
ظہیر احمد

ڈائمنڈ ہارٹ

ڈائمنڈ ہارٹ — ایک ایسا ڈائمنڈ جسے کمپیوٹر ڈرائیو کی طرز پر بنایا گیا تھا۔

ڈائمنڈ ہارٹ — جس میں سر سلطان پاکیشیا کے تمام اداروں کی معلومات ایک جگہ اکٹھی کرنا چاہتے تھے۔

عامر جبران — سر سلطان کا بھانجا۔ جس نے سر سلطان کی موجودگی میں سیکرٹ سنٹر سے ڈائمنڈ ہارٹ چوری کر لیا۔ کیوں ——؟

عامر جبران — جس نے گریٹ لینڈ کی ایک پرنسز کے لئے ڈائمنڈ ہارٹ چوری کیا تھا۔ کیوں ——؟

پرنسز مارگریٹ — جو گریٹ لینڈ کی ایک طاقتور ایجنسی کی لیڈی ایجنٹ تھی۔

پرنسز مارگریٹ — جس نے عامر جبران سے ڈائمنڈ ہارٹ حاصل کرتے ہی اسے ہلاک کرا دیا۔ کیوں ——؟

گریٹ ایجنسی — گریٹ لینڈ کی ایک تیز رفتار اور خوفناک ایجنسی جس کا چیف ایک لارڈ تھا۔

لارڈ ٹیموتھی — گریٹ ایجنسی کا چیف۔ جو درندوں سے زیادہ خونخوار اور وحشیوں سے زیادہ بے رحم تھا۔

ڈینجر مین — ایک ایسا کرمنل۔ جس نے گریٹ لینڈ کے ایک جنگل میں لارڈ ٹیموتھی سے بچنے کے لئے اپنے بے شمار ساتھیوں کے ساتھ پناہ لے رکھی تھی۔

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی ڈینجر مین اور اس کے کرائم ٹرائب پہنچ گئے۔

وہ لمحہ — جب پرنسز مارگریٹ اپنے چیف لارڈ ٹیموتھی اور لارڈ ٹیموتھی، پرنسز مارگریٹ کو ہلاک کرنے پر تل گئے۔ کیوں ——؟

وہ لمحہ — جب پرنسز مارگریٹ کے حکم پر کرائم ٹرائب میں موجود تمام کرمنلز اور عمران اور اس کے ساتھیوں پر میزائل برسائے گئے اور سارا جنگل آگ سے بھڑک اٹھا۔

لارڈ فورٹ — جسے لارڈ ٹیموتھی نے ناقابلِ تسخیر بنا رکھا تھا۔

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی لارڈ فورٹ میں داخل ہو کر لارڈ ٹیموتھی کی قید میں پہنچ گئے۔

وہ لمحہ — جب لارڈ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو نئے انداز کی بھیانک موت سے ہمکنار کرنا شروع کر دیا۔

وہ لمحہ — جب مشن مکمل ہونے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کو علم ہوا کہ وہ جس ڈائمنڈ ہارٹ کو حاصل کرنے گریٹ لینڈ آئے تھے وہ نقلی تھا۔

اصلی ڈائمنڈ ہارٹ کہاں تھا۔ کیا وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مل سکا۔ یا ——؟

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

مکمل ناول

کارمن مشن

مصنف مظہر کلیم ایم اے

☆...... یورپی ملک کارمن کا سائنسی فارمولا چرا کر پاکیشیا لایا گیا۔ کس نے ایسا کیا ——؟

☆...... کیا یہ فارمولا پاکیشیا نے حاصل کیا تھا۔ یا اسے تحفظ دینے کے لئے پاکیشیا لایا گیا تھا ——؟

☆...... ایکریمیا، روسیاہ، کرانس اور دیگر سپر پاورز اس فارمولے کے حصول کے لئے پاکیشیا پہنچ گئے۔ پھر کیا ہوا ——؟

☆...... پاکیشیا میں غیر ملکی سپر ایجنٹوں کی سرگرمیاں عروج پر پہنچ گئیں۔ ٹارگٹ کارمن فارمولا تھا ——؟

☆...... کرانس کے سپر ایجنٹ برگنڈی اور ڈوشے پاکیشیا سے فارمولا اڑا کر کرانس لے جانے میں کامیاب ہوگئے۔ کیوں اور کیسے ——؟

☆...... عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت کارمن فارمولا واپس لانے کے لئے کرانس پہنچ گیا۔ کیوں ——؟

☆...... کیا عمران نے صرف ذاتی دوستی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو استعمال کر کے اپنا اصول توڑ دیا۔ یا اس کے پیچھے کوئی خاص مقصد تھا ——؟

☆...... کرانس نے فارمولا ایسے جزیرے پر موجود لیبارٹری میں بھجوا دیا جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔

☆...... اس ناقابل تسخیر جزیرے پر کرانس کے سپر ایجنٹس اپنے پورے سیکشن سمیت موجود تھے۔

☆...... ناقابل تسخیر جزیرے کو تسخیر کرنے کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اپنی زندگیاں داؤ پر لگا دیں۔ پھر ——؟

☆...... وہ لمحہ۔ جب عمران کے ساتھی چوہان نے کرانس کے چھ تربیت یافتہ سپر ایجنٹس کے ساتھ اپنی زندگی کی سب سے خوفناک فائٹ کی۔ ایسی جان لیوا فائٹ جس کا انجام یقینی موت تھا۔ پھر ——؟

☆...... وہ لمحہ۔ جب عمران نے چوہان اور نعمانی کا باقاعدہ شاگرد بننے کا اعلان کر دیا۔ کیوں ——؟

☆...... کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو سکے۔ یا نہیں ——؟

خوفناک اور جان لیوا فائٹس، لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے
واقعات، دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

قاسم ⁂ جس کی کار سے ملنے والی لاش ماجوج کی تھی۔

کرنل فریدی ⁂ جسے یاجوج کی تلاش تھی اور عمران ماجوج کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ کیوں ——؟

عمران ⁂ جسے آدھے چہرے والی ایک تصویر ملی تھی۔ وہ تصویر کس کی تھی۔؟

کرنل فریدی ⁂ جس کے پاس بھی ایک تصویر تھی لیکن وہ بھی آدھے چہرے کی تھی۔

وہ لمحہ ⁂ جب کرنل فریدی ایک سازش کا احوال بتانے عمران کے پاس پاکیشیا پہنچ گیا۔

وہ لمحہ ⁂ جب عمران نے بھی کرنل فریدی کو ایک سازش کا حال بتایا اور دونوں بڑے سر جوڑ کر ایک ساتھ بیٹھ گئے۔

کرنل براؤن ⁂ جس نے عمران اور کرنل فریدی کو ہلاک کرنے کے لئے دو جزائر پر موت کے بھیانک جال پھیلا دیئے تھے۔

کرنل براؤن ⁂ جس نے عمران اور کرنل فریدی کو ان جزائر تک لانے کے لئے ایک گیم کھیلی تھی۔ وہ گیم کیا تھی ——؟

کیا ⁂ عمران اور کرنل فریدی، کرنل براؤن کی گیم سمجھ سکے۔ یا ——؟

وہ لمحہ ⁂ جب عمران اپنے چند ساتھیوں کو لے کر جزیرہ ہوان کی طرف روانہ ہو گیا اور کرنل فریدی اپنے ساتھیوں کے ساتھ جزیرہ کرانڈ کی طرف چل پڑا۔

جزیرہ ہوان ⁂ جہاں ریڈ کوبرا کی ٹاپ لیڈی ایجنٹ عمران اور ان کے ساتھیوں کے لئے موت کا سامان سجائے بیٹھی تھی۔

جزیرہ کرانڈ ⁂ جہاں ریڈ کوبرا کا ٹاپ ایجنٹ کرنل فریدی اور ان کے ساتھیوں کے لئے موت کا سامان سجائے بیٹھا تھا۔

موت کے جزائر ⁂ جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں اور کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کے لئے قدم قدم پر موت نے پنجے پھیلائے ہوئے تھے۔

کیا ⁂ عمران اور کرنل فریدی موت کے پھیلے ہوئے ان پنجوں سے خود کو اور اپنے ساتھیوں کو بچا سکے۔

سمندر کے گہرے پانیوں میں ہونے والی خوفناک جنگ

جزیرہ ہوان اور جزیرہ کرانڈ پر لڑائی کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا اور ہر طرف موت کے سیاہ بادل چھاتے چلے گئے۔

موت کے بادل کس پر چھائے تھے۔ پاکیشیا اور کافرستان کے مسلمان ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں کیسے ہلاک ہو سکتے تھے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سب سے بڑی اور انوکھی سازش جس کا احوال پڑھ کر آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔

کرنل فریدی اور عمران کے متوالوں کے لئے ایک ناقابل یقین اور انتہائی حیرت انگیز ناول جو آج تک صفحۂ قرطاس پر نہ ابھرا ہوگا۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں اپنی نوعیت کا ایک نا قابل یقین اور انوکھا ناول

جن زادی

ماورائی نمبر

مصنف
ظہیر احمد

جناتی دنیا ۔۔ ایک ایسی دنیا جہاں جنات کا راج تھا۔

جناتی دنیا ۔۔ جس کے سردار جن نے عمران کو ایک خط کے ذریعے پیغام بھیجا تھا۔ وہ پیغام کیا تھا ۔۔۔؟

جناتی دنیا ۔۔ جہاں جانے کے لئے عمران کو ایک ویڈیو کلپ دیکھنا تھا لیکن وہ ویڈیو کلپ اس کے کمپیوٹر سے اُڑا دیا گیا تھا۔ وہ کلپ کس نے اور کیسے اُڑایا تھا؟

آران ۔۔ جس کے ایٹم بموں اور ایٹمی تنصیبات پر آران کے اپنے ہی سائنس دانوں نے بلاسٹنگ ڈیوائسز لگا دی تھیں۔ کیوں ۔۔۔؟

ایٹمی تنصیبات ۔۔ جنہیں تباہ کرنے کے لئے ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن دبانے کی دیر تھی اور دنیا کے نقشے سے آران کا نام ونشان غائب ہو جاتا۔

عمران ۔۔ جس پر شیطانی طاقتیں حملہ آور ہو گئی تھیں اور وہ عمران کو ہر حال میں ہلاک کرنا چاہتی تھیں۔ کیوں ۔۔۔؟

عمران ۔۔ جسے جناتی دنیا کے سردار جن نے ہر حال میں جناتی دنیا میں آنے کا کہا تھا۔

نائٹ فورس ۔۔ اسرائیلی ایجنسی، جس کا سربراہ مارشل ڈریگر تھا۔

مارشل ڈریگر ۔۔ جو اپنی فورس سے زیادہ ماورائی طاقتوں پر یقین رکھتا تھا اور وہ آران کی تباہی کے لئے ایک طاقتور وچ ڈاکٹر کی مدد حاصل کر رہا تھا۔

جناتی دنیا ۔۔ جہاں کے پانچ جنات اسرائیل کے ایک وچ ڈاکٹر نے اپنے قبضے میں کر رکھے تھے۔ وہ جنات کہاں تھے ۔۔۔؟

عمران ۔۔ جسے جناتی دنیا میں جانے سے روکنے اور ہلاک کرنے کے لئے تمام شیطانی طریقے استعمال کئے جا رہے تھے۔ مگر ۔۔۔؟

وہ لمحہ ۔۔ جب عمران کو بے ہوشی کی حالت میں ایک شیطانی طاقت نے زندہ جلانے کی کوشش کی۔

وہ لمحہ ۔۔ جب جولیا اور کیپٹن شکیل پر ہر طرف سے خونخوار کتوں نے حملہ کر دیا۔ خونخوار کتوں کو ایک شیطانی طاقت کنٹرول کر رہی تھی۔ کیسے ۔۔۔؟

عمران ۔۔ جس کی مدد کے لئے جناتی دنیا کی ایک جن زادی پہنچی۔ مگر ۔۔۔؟

جولیا ۔۔ جسے چیف نے عمران کے بغیر تمام ممبران کے ساتھ اسرائیل کی ایجنسی نائٹ فورس کے خلاف مشن پر بھیج دیا۔

نائٹ فورس ایجنسی ۔۔ جسے پاکیشیائی ایجنٹوں کی اسرائیل آمد کی اطلاع مل چکی تھی اور اس ایجنسی نے انہیں ہلاک کرنے کے لئے ہر طرف موت کے مضبوط جال پھیلا دیئے تھے۔

کیا ۔۔ عمران جناتی دنیا میں جانے میں کامیاب ہو سکا۔ یا ۔۔۔؟

پراسرار اور ماورائی سلسلے پر لکھا گیا ایک بالکل نئے اور انتہائی منفرد انداز کا ناول

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران اور میجر پرمود کا صامالی قزاقوں کے خلاف نان سٹاپ ایکشن

اور ایڈونچر فل مشترکہ کارنامہ

مکمل ناول

مصنف

بلیک شارک

ظہیر احمد

بلیک شارک —— صامالی قزاقوں کا ایک ایسا نیٹ ورک جو ایشیا کے تمام بحری جہازوں کو دھڑلے سے اغوا کر لیتا تھا۔

بلیک شارک —— جو اغوا کئے ہوئے جہاز کے تمام مسافروں کو یرغمال بنا کر ان ممالک سے بڑے بڑے تاوان طلب کرتے تھے جن ملکوں کے مسافر ان کے پاس قید ہوتے تھے۔

بلیک شارک —— جس کا ایک گروپ بلیک پائریٹ کہلاتا تھا۔

بلیک پائریٹ —— جو تاوان نہ ملنے کی صورت میں قیدیوں کو انتہائی بے رحمی سے ہلاک کر دیتا تھا۔

بلیک پائریٹ —— جس کا سربراہ بلیک شارک تھا۔ بلیک شارک کون تھا اور کہاں رہتا تھا اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔

بلیک پائریٹ —— جس نے بلگارنیہ کا ایک ایسا بحری جہاز اغوا کر لیا جس میں نہ صرف پاکیشیا کے دو نامور سائنس دان بھی موجود تھے بلکہ اس جہاز میں ایک مسافر ایسا بھی تھا جس کا تعلق اسرائیل سے تھا۔

اسرائیلی ایجنٹ —— جو بلگارنیہ سے ایک انتہائی اہم اور بڑی ایٹمی لیبارٹری کا نقشہ لے اُڑا تھا۔

میجر پرمود —— جس نے صامالی قزاقوں کے خلاف کام کرنے کے لئے عمران کو بھی دعوت دی لیکن عمران نے اس کی دعوت مسترد کر دی۔ کیوں —— ؟

میجر پرمود —— جو بلیک پائریٹ کے خلاف بھرپور اور مؤثر کارروائی کرنے کے لئے صامالیہ کے گھنے اور خوفناک جنگلوں میں پہنچ گیا۔

میجر پرمود —— جس کے ساتھ لیڈی بلیک، وائٹ شارک اور لاٹوش بھی موجود تھے۔ وہ سب جنگل کی ایک گہری اور خونی دلدل میں گر گئے۔

کیا —— میجر پرمود اور اس کے ساتھی واقعی موت کی دلدل میں ہمیشہ کے لئے گم ہو گئے تھے۔ یا —— ؟

عمران —— جو اپنے ساتھ چند ساتھیوں کو لے کر بلیک شارک کی تلاش میں نکلا تھا۔ لیکن —— ؟

عمران —— جس کی راہ میں قدم قدم پر رکاوٹیں تھیں لیکن عمران اور اس کے ساتھی ان رکاوٹوں کو دور کرتے چلے گئے۔

وہ لمحہ —— جب میجر پرمود ایک گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر صامالیہ کے ایک جزیرے پر موت بن کر چھا گیا اور پھر —— ؟

صامالی قزاقوں کے بھیانک اور انسانیت سوز مظالم پر لکھی گئی ایک ایسی داستان جو شاید اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں پڑھی ہوگی۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں حیرت کا سمندر لئے ایک انوکھی کہانی

مکمل ناول

بلیک گرل

مصنف
ظہیر احمد

بلیک گرل ــــ کرانسی لیڈی ایجنٹ، جو عمران سے ملنے پاکیشیا آنا چاہتی تھی۔ کیوں ـــــ؟

بلیک گرل ــــ جس کی آمد کا سن کر عمران کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ کیوں؟

بلیک گرل ــــ جس کے بارے میں عمران نے جب کرانس سے معلومات حاصل کیں تو اس پر بلیک گرل کے حوالے سے حیرت انگیز انکشافات ہوئے۔

وہ انکشافات کیا تھے ـــــ؟

بلیک گرل ــــ جس کے پیچھے کرانس کی ہی ایجنسیاں لگی ہوئی تھیں اور وہ بلیک گرل کے ساتھ ساتھ عمران کو بھی ہلاک کرنا چاہتی تھیں۔ کیوں ـــــ؟

عمران ــــ جس پر پیچ سڑک پر میزائلوں سے حملہ کیا گیا۔ اور پھر ـــــ؟

بلیک گرل ــــ جس نے جولیا اور تنویر کو آسانی سے ڈاج دے دیا۔ کیسے ـ؟

انکل شیلے ــــ بلیک گرل کا ادھیڑ عمر ساتھی جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنے سامنے کل کے بچے سمجھتا تھا کیوں ـــــ؟

گولڈ رنگ ــــ جس میں بلیک کنگ کا راز تھا۔ مگر ـــــ؟

گولڈ رنگ ــــ جس سے عمران کا مائنڈ نہ صرف ہیک کیا جا سکتا تھا بلکہ بلیک کنگ، عمران کو اپنے کنٹرول میں بھی کر سکتا تھا۔

وہ لمحہ ــــ جب عمران گولڈ رنگ کا شکار بن گیا اور اس کا مائنڈ ہیک کر لیا گیا۔

وہ لمحہ ــــ جب عمران نے بلیک زیرو کو پہچاننے سے انکار کر دیا اور اسے چھوڑ کر بھاگ گیا۔

وہ لمحہ ــــ جب عمران، بلیک کنگ کے لئے پاکیشیا کے خلاف غداری پر بھی آمادہ ہو گیا۔

انکل شیلے ــــ جس نے بلیک کنگ کے چار طاقتور ایجنٹوں کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہلاک کرنے کا پلان بنایا۔

کراسٹی ــــ جسے کرانس اور بلیک کنگ کے ایجنٹوں نے بلیک گرل سمجھ کر اغوا کر لیا تھا۔

سیکرٹ سروس کے ممبران ــــ جنہیں ہلاک کرنے کے لئے طاقتور ایجنٹ حرکت میں آ گئے اور پھر جان لیوا فائٹس کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

وہ لمحہ ــــ جب عمران نے بلیک گرل کو جوزف اور جوانا کے پاس رانا ہاؤس بھیج دیا۔ مگر ـــــ؟

وہ لمحہ ــــ جب جوزف اور جوانا کی موجودگی کے باوجود بلیک گرل رانا ہاؤس سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ مگر کیسے ـــــ؟

سسپنس، مزاح اور ایکشن سے بھرپور انوکھا ناول۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

علی عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کا نان اسٹاپ ایکشن اور فل ایڈونچر شاہکار

ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل گولڈن جوبلی نمبر

مصنف ظہیر احمد

گولڈن کرسٹل

مکمل ناول

گولڈن کرسٹل ـــــ ایک ایسا کرسٹل جو سورج کی طرح سنہرا اور روشن تھا اور جو سورج سے نکل کر زمین پر آ گرا تھا۔

گولڈن کرسٹل ـــــ جو صحرائے اعظم میں گرا تھا۔ مگر کہاں ـــــ؟

گولڈن کرسٹل ـــــ جسے صحرائے اعظم میں گرتے ہوئے صرف اسرائیل میں ہی دیکھا گیا تھا۔

گولڈن کرسٹل ـــــ جسے حاصل کرنے کے لئے اسرائیل نے جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کو صحرائے اعظم میں بھیج دیا۔

شمسی طوفان ـــــ جس نے پوری دنیا پر موت کی دہشت طاری کر دی تھی۔

شمسی طوفان ـــــ جس نے ایک ملک پر قیامت ڈھا دی اور لاکھوں انسان زندہ جل کر راکھ بن گئے۔

عمران ـــــ جو ایک چھوٹے سائز کا گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے پرنس آف ڈھمپ کا روپ دھار کر گرین ہاؤس پہنچ گیا۔

پرنس آف ڈھمپ ـــــ جس نے اس بار اپنا سیکرٹری تنویر کو بنایا تھا۔ کیوں؟

گرین ہاؤس ـــــ جہاں ایک ہتھنی جیسی موٹی پرنسز موجود تھی اور گرین کوئین نے عمران کو گولڈن کرسٹل کے عیوض اپنی موٹی بیٹی سے شادی کرنے کی شرط رکھ دی۔ ایک قہقہہ بار سچوئیشن۔

زیرو لینڈ کے ایجنٹ ـــــ جو گرین ہاؤس میں پہلے سے ہی موجود تھے۔ کیوں؟

تھریسیا اور بلیک جیک ـــــ جنہوں نے گرین ہاؤس میں موت کا بازار گرم کر دیا۔ کیا انہوں نے وہاں موجود عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ یا ـــــ؟

بلیک جیک ـــــ جسے زیرو لینڈ کے سپریم کمانڈر نے وائس کنٹرولڈ کر دیا تھا اور وہ وائس کنٹرولر عمران کے ہاتھ لگ گیا۔ پھر کیا ہوا ـــــ؟

کرنل فریدی ـــــ جو ایک ایسے مجرم کی تلاش میں تھا جس کے پاس گولڈن کرسٹل کا ایک اور ٹکڑا تھا۔ کیا کرنل فریدی اس مجرم تک پہنچ کر اس سے گولڈن کرسٹل حاصل کر سکا۔ یا ـــــ؟

میجر پرمود ـــــ جسے کرنل ڈی نے صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کے حصول کا ٹاسک دے دیا۔ کرنل ڈی کو صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کا کیسے پتہ چلا تھا ـــــ؟

صحرائے اعظم ـــــ دنیا کا طویل ترین اور گرم ترین صحرا جو افریقہ میں واقع تھا اور جہاں ہر طرف موت ہی موت تھی۔ بھیانک موت۔

صحرائے اعظم ـــــ جہاں جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کے ساتھ ساتھ اسرائیل کے تین خفیہ فوجی ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن بھی موجود تھے۔ صحرائے اعظم میں داخل ہونے سے پہلے ہی میجر پرمود اور کرنل فریدی پر ریڈ آرمی اور جی پی فائیو کی فورس موت بن کر جھپٹنا شروع ہو گئی۔

وہ لمحہ —— جب کرنل فریدی اور میجر پرمود گولڈن کرسٹل کے حصول کے لئے صحرائے اعظم پہنچ بھی گئے لیکن عمران بدستور صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل سے لاعلم تھا۔ کیوں ——؟

بلیک جیک —— جو عمران کے کنٹرول میں تھا مگر اس نے عین آخری لمحات میں عمران کو دھوکہ دے دیا۔ کیسے ——؟

صحرائے اعظم —— جہاں ہر طرف موت کا پہرہ تھا وہاں عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود اور ان کے ساتھیوں کے لئے جینا دوبھر ہو گیا تھا۔

کیا عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود صحرائے اعظم میں گرے ہوئے گولڈن کرسٹل تک پہنچ سکے۔ یا ——؟

وہ لمحہ —— جب گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے میجر پرمود، کرنل فریدی اور عمران کے ساتھ ساتھ ان تینوں کے تمام ساتھی ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے اور ان میں نہ ختم ہونے والی فائٹ کا آغاز ہو گیا۔ ایک ایسی فائٹ جس کا انجام موت تھا۔

وہ لمحہ —— جب اس قدر تگ و دو اور طویل ترین جدوجہد کے بعد بھی زیرو لینڈ کے ایجنٹ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کی آنکھوں کے سامنے گولڈن کرسٹل لے اُڑے۔ کیا عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود واقعی گولڈن کرسٹل مشن میں ناکام ہو گئے تھے۔ یا ——؟

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com